عالمانہ ناصحانہ دلائل ومسائل سے مزین آسان اور عام فہم زبان میں خطبات کا خزینہ

خطباتِ رحیمی

﴿جلد سوم﴾

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادی) بانی ومہتمم دارالعلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور

مرتب

ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مهتمم دارالعلوم محمدیه بنگلور

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	خطباتِ رحیمی (جلد سوم) جدید ایڈیشن
خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ
مرتب	:	ڈاکٹر فاروق اعظم حبان قاسمی
سن اشاعت	:	۲۰۰۹ء، ۲۰۱۲ء
کتابت وتزئین	:	مولانا عبیدالرحمٰن قاسمی حبان گرافکس بنگلور
تعداد	:	ڈھائی ہزار
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

﴿مرتب کا مکمل پتہ﴾

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)

Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
1	انتساب	11
2	فکر آخرت	12
	حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی مزاج پرسی کی	13
	اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے	18
3	صبر اور تقویٰ	20
	ہر نبی کی ایک امت ہے	21
	مولانا پالنپوریؒ کا قول	21
	یہودی لڑکے کا قبول اسلام	22
	بری صحبت کا اثر	23
	ہر خوبی اللہ کی طرف سے ہے	23
	انسان چھوٹی نیکیوں کو حقیر نہ سمجھے	24
	اللہ والوں کی صحبت کے فائدے	25
4	اصلاح وتربیت	27
	اللہ کا ذکر	28
	تزکیۂ نفس	29
	بلا دلیل اللہ کو ایک مانو	30
	زہریلا انجکشن	35

5	طریقت بجز خدمت خلق نیست	36
	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کیسے بنے؟	37
	حضرت بایزید بسطامیؒ کا واقعہ	38
	والدہ کی خدمت کرنے کا ایک عجیب واقعہ	39
	آخرت میں صرف اعمال کام آئیں گے	41
	بہت سے پیر شیطان ہیں	43
	ایک حیرت انگیز واقعہ	43
	ایک یہودی کی نقل اللہ کو پسند آگئی	45
6	سیرت خلیل اللہ علیہ السلام	46
	حضرت ابراہیمؑ اللہ کے دوست ہیں	48
	سب سے پہلے ابراہیمؑ کے بال سفید ہوئے	49
	زمزم سے بہتر پانی نہیں	51
	صفا مروہ کی دوڑ	52
	محبوب کے ساتھ رہنے سے محبوبیت حاصل ہوتی ہے	53
7	گمراہی کے راستے	55
	اللہ تعالیٰ ہی رزاق ہیں	55
	فائدہ اور نقصان	57
	شراب سے عقل ماؤف ہوجاتی ہے	58
	یوروپ کا حال	59
	بری سوسائٹی کا اثر	59
	آخرت میں باز پرس ہوگی	60
	ایک عورت کو سگریٹ کا شوق	61

8 خوف خدا	62
انسان وہ ہے کہ جو اللہ سے قرب رکھتا ہو	63
انسان تین طرح کے ہیں	63
قیامت کے دن ہر ہر نعمت کا حساب دینا ہوگا	64
قیامت کے دن حساب کی ایک مثال	64
جنت میں طرح طرح کے میوے ہوں گے	66
جنت میں کوئی عورت بوڑھی نہ ہوگی	67
دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اصل تو آخرت ہے	67
انسان دعا کرنے میں کنجوسی نہ کرے	68
جنت میں غیر نشہ آور شراب ہوگی	69
حضرت عمر فاروقؓ بے ہوش ہوگئے	69
دنیا ایک سفر ہے جس کی منزل آخرت ہے	71
9 عمل کی راہیں	72
ایمان جنت سے زیادہ قیمتی ہے	73
نصیحت کا عجیب وغریب واقعہ	75
حقیر نہ سمجھو	76
ایک عبرت آمیز واقعہ	76
خدمت خلق کا عجیب وغریب واقعہ	78
صابرین کو بشارت	81
صبر کے معنی	82
اللہ سے مدد حاصل کرنے کا طریقہ	82
مومن کا امتحان	83

شیطان کی غذا	84
حضرت ہاجرہؓ کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ	85
ناشکری کی سزا	85
شکرگزاری پر جزا	86
بیمار اللہ کا مہمان ہے	87
مزاج پرسی پر اجر وثواب	88
10 اخلاق حسنہ	90
اللہ کی نعمتیں عام ہیں	91
ہمارے دامن سیرت سے خالی	91
ایام جہالت کی رسومات آج بھی ہیں	93
ناتواں کے کام آنا سیرت ہے	94
حضور ﷺ کا طریقہ اور عمل	94
ہمارا اخلاقی معیار	95
اصلاح کا بہترین طریقہ	95
11 پندرہ اگست	97
دو آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام ہے	98
شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا فتویٰ	99
مظالم کی دل خراش داستان	101
مسلمان ملک میں برابر کا حقدار ہے	102
مولانا عنایت علیؒ اور دوسرے علماء پر مظالم	103
حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ	104
علماء دیوبند ملک کی تقسیم کے خلاف تھے	104

12	ووٹ اسلام کی نظر میں	106
	ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کی جائے	107
	ووٹ بھی ایک حقیقی تعاون ہے	108
	سیاست اسلام کا اہم جزو ہے	108
	ظالم کو ظلم سے روکنا ضروری	109
	ووٹ ایک ناقابل انکار حقیقت	110
	ووٹ کا صحیح استعمال کریں	110
	مسلمانوں کے ووٹ فیصلہ کن ہیں	111
	سب ایک آواز ہو جائیں	112
	مظلومیت ہمارا مقدر کیسے بن گئی؟	113
	مسالک کی دیواریں	114
	یہ کیسی غفلت ہے؟	114
	اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو	115
	اسلام کے شیرازے بکھر گئے	116
	ماضی میں علوم وفنون کے مراکز	117
	مولانا آزاد نے کہا تھا	118
	کلمۂ طیبہ کی بنیاد پر متحد ہوں	119
	ہم میں یہ کمزوریاں کہاں سے آئیں؟	120
	پارلیمنٹ میں مسلمانوں کے نمائندے	121
	آپ ملک کے قابل فخر سپوت ہیں	122
	نہ سمجھو گے تو............	123
13	ماں کا مقام	124

	رومن قوم دنیا سے مٹ گئی	125
	عورت سدھرتی ہے تو پورا معاشرہ سدھرتا ہے	127
	حضور ﷺ کی تعلیم	128
	خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا واقعہ	128
	بچے کے اعمال میں ماں کا بھی حصہ ہے	129
	ایک عبرت آمیز واقعہ	131
	عورت اکیلی جہنم میں نہیں جائے گی	132
	ایک واقعہ	132
	حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی عقلمندی	134
14	اسلام کا دشمن کون؟	136
	یہ اللہ کا عذاب ہے	137
	ریشمی رومال تحریک	141
	مسلم مملکتیں مظلوم ہیں	142
15	ایمان اور اعمال صالحات	144
	اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں	145
	بابا فرید گنج شکرؒ کی اصلاح	146
	انسان میں بذات خود کوئی خوبی نہیں	147
	زمانے کو برا نہ کہو	148
	انسان کا سرمایہ اس کی عمر	149
	برتھ ڈے کا فلسفہ	149
	سورہ عصر کی فضیلت	150
	چار چیزیں خسارے سے بچاتی ہیں	151

16	بیعت کا مقصد	153
	ہمارے اکابر اور مشائخ	156
	ایک بزرگ کا واقعہ	159
	حضرت عمرؓ نے شہادت کے وقت بھی نماز کو یاد رکھا	160
17	عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہیں	161
	ہندوستان قدیم ملک ہے	163
	انسان کے لئے نعمتیں	163
	انسانوں کے دو گروہ	164
	اللہ تعالیٰ کی بات کا یقین کیوں نہیں؟	164
	صحابہؓ ایک دوسرے کے لئے نرم تھے	165
	ایک بادشاہ کا واقعہ	166
	حج کی فضیلت	167
	حاجی کی فضیلت	167
18	معراج کی حقیقت	169
	حبیب خدا کی شان	170
	عبدیت کا مقام	170
	شیطان نے حسد کیا	171
	محمد ﷺ اور احمد ﷺ کے معنی	172
19	اللہ کی رحمت	174
	مومن آپس میں بھائی ہیں	175
	ستاری کا معاملہ	176
	بندوں پر رحمت کی نظر	177

حسن سلوک کی فضیلت	177
بایزید کی حکایت	178
عاجزی اور انکساری	179
ایک زانیہ کی مغفرت	179
ہر حال میں اللہ سے ڈرے	180
سب تعریف اللہ کے لئے ہیں	180

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

خطباتِ رحیمی تیسری جلد کا

انتساب

والد بزرگوار حضرت حبیب الامت عمت فیوضہم کے

نانا جان محمد سلیم الدین انصاری نوراللہ مرقدہٗ

اور نانی جان حمیدہ بیگم مرحومہ ومغفورہ

کی جانب، کہ جن کی آغوشِ محبت وشفقت میں پرورش پائی اور جن کی دعائیں اور نیک تمنائیں زندگی کے قدم بہ قدم والد بزرگوار کے ساتھ ہیں۔

اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین!

طالب دعا

محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

دارالعلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمی بنگلور

فکرِ آخرت

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ. لَیْسَ لِوَقْعَتِھَا کَاذِبَۃٌ. خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ. وَقَالَ تَعَالٰی ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَااَصْحٰبُ الشِّمَالُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

آخرت کی فکر کرنا نیک بندوں کا ہے کام
جو نہ دنیا میں ذرا بھی چاہتے ہوں اپنا نام

بزرگانِ محترم اور نوجوانانِ اسلام! اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرما کر زندگی کے متعلق تمام تر احکامات اور ارشادات قرآن کریم میں نازل فرما دیئے، میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی ایک اہم سورت کی چند آیات تلاوت کی جس کو سورۃ

الواقعہ کہا جاتا ہے، اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ایک اہم اور ہیبت ناک واقعہ کی اطلاع دی ہے کیوں کہ انسان کا مزاج ہے کہ جب اس کو تکلیف پہونچتی ہے یا کوئی نقصان ہوتا ہے تو وہ فکر میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کوئی فائدہ ہوتا ہے تو خوش ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں دونوں چیزوں کو بیان فرمایا ہے، پہلے قیامت اور پھر دوزخ کے حالات پھر جنت میں رہنے والوں کو جو نعمتیں عطا فرمانے والے ہیں ان کا ذکر فرمایا، انسان کا مزاج ہے کہ جب اس کو کسی شیئے سے نقصان پہونچتا ہے وہ ڈرتا ہے، سانپ اور بچھو کا ذکر آجائے تو ڈر جاتا ہے، سیلاب اور طغیانی سے بھی ڈرتا ہے، زلزلہ آجائے تو اس سے بھی ڈرتا ہے، گویا نقصان پہونچانے والی جتنی بھی چیزوں کا ذکر آتا ہے تو انسان ان کی مضرتوں کی وجہ سے ڈر جاتا ہے۔

آگ جلا کر راکھ کر دیتی ہے اگر بھیانک آگ لگ جائے تو انسان خوف محسوس کرتا ہے، معلوم ہوا کہ آدمی کے دل میں اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں رکھی ہیں ایک خوف اور دوسرے خوشی، اللہ تعالیٰ انسان کو ان دونوں چیزوں کے ذریعے متوجہ فرماتے ہیں، کبھی خوف دلا کر اور کبھی خوشی دکھا کر، اللہ تعالیٰ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں ہم نے تمہارے لئے رکھی ہیں تم جس کو چاہو اختیار کرلو، چاہے خوف کے راستے کو اختیار کرلو چاہے خوشی کے راستے کو۔

حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی مزاج پرسی کی

حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں قاریٔ قرآن ومفسر قرآن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیمار ہوگئے اور اتنے بیمار ہوئے کہ ان کے بچنے کی کوئی امید نہیں رہی، حضرت عثمان غنیؓ خلیفۃ المسلمین وامیر المومنین کو اطلاع ہوئی تو آپ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ملاقات کے لئے ان کے گھر پر تشریف لے گئے، مزاج پرسی کی اور

پوچھا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے اور کیا بیماری ہے؟ مریض سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ کو کیا تکلیف ہے تو مریض اپنا حال بتاتا ہے۔

حضرت حاذق الامتؒ نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک اللہ والے دوسرے بزرگ کے پاس گئے اور ان سے ملاقات کی تو دیکھا کہ وہ بزرگ لیٹے ہوئے ہیں خاموش ہیں کبھی کبھی الحمدللہ اور ماشاء اللہ کہہ رہے ہیں، انسان جب بیمار ہوتا ہے اور اس کو تکلیف ہوتی ہے تو وہ ہائے ہائے کرتا ہے لیکن وہ اللہ والے اس بیماری پر صبر کر رہے تھے، انہوں نے کہا کہ آپ کا یہ طریقہ غلط ہے جب بیماری میں تکلیف ہو تو ہائے ہائے بھی کرنا چاہئے کہ یا اللہ مجھے بچالے اور مجھ پر رحم کا معاملہ فرما، اللہ تعالیٰ کو ایسے بندے پر رحم آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت بندے پر متوجہ ہوجاتی ہے اور جب بندہ الحمدللہ کہتا ہے کہ میں بہت بڑا صابر ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو مزید آزمائش میں مبتلا کر دیتے ہیں، اس لئے اکابر نے فرمایا ہے کہ جب انسان بیمار ہوجائے تو اس کو اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے اور آہ اوہ وغیرہ بھی کرنا چاہئے تاکہ محسوس ہو کہ بیمار کو تکلیف ہورہی ہے اور اللہ تعالیٰ کو اس پر رحم آجائے، آہ وبکا انسان کو پریشانیوں سے نجات دلاتی ہے۔

میں عرض کررہا تھا کہ حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا مَا تَشْتَكِي ؟ کیا آپ کو شکایت ہے؟ ہمارے اور آپ جیسا کوئی ہوتا تو جواب دیتا کیا بتاؤں سر میں درد ہے، پیٹ میں درد ہے اور نہ جانے کتنی بیماریوں کا ذکر کرتا، لیکن یہ صحابی رسول ﷺ تھے، انہوں نے جواب دیا ذُنُوبِي کہ مجھے اپنے گناہوں کی وجہ سے تکلیف ہورہی ہے، یہ کون کہہ رہے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، جن کو حضور ﷺ منبر پر بٹھا کر قرآن کریم سنا کرتے تھے، روایات میں ہے کہ جب عبداللہ

بن مسعودؓ قرآن کریم پڑھتے تو پرندے اپنی جگہ ساکت ہوجاتے تھے اور اونٹنیاں بے قابو ہوجایا کرتی تھیں، روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ جب وہ قرآن کریم پڑھتے تو جنات اور فرشتے ان کا قرآن سننے آجایا کرتے تھے، یہ وہ صحابی ہیں جن کی فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں اور جن کا بچپن اور جوانی حضور ﷺ کی خدمت میں گذرا، ایسے صحابی فرمارہے ہیں کہ مجھے اپنے گناہوں سے ڈر لگ رہا ہے، آج کا مسلمان سوچتا ہے کہ میں بڑا نمازی ہوں، روزہ دار ہوں اور تراویح پڑھنے والا ہوں، صحابہؓ کی پوری زندگی نیک کاموں سے بھری ہوئی تھی پھر بھی اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرتے تھے اور سوچتے تھے کہ ہم نے کوئی نیک کام نہیں کیا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے تعلق سے آتا ہے کہ جب ان کو قیامت اور عذاب کا خیال آجاتا، آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری ہوجاتے تھے ان کو اپنے مرض الموت میں گناہوں کا احساس ہورہا تھا، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں عرض کررہا تھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ مجھے اپنے گناہوں سے ڈر لگ رہا ہے، حضرت عثمان غنیؓ نے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں، آخری کوئی تمنا ہو تو اس کو پورا کیا جائے، انسان کہتا ہے کہ میرا فلاں بیٹا فلاں جگہ رہتا ہے اس کو بلاؤ یا فلاں شخص کے پاس میری اتنی رقم ہے، دنیا بھر کی باتیں انسان سوچتا ہے لیکن اللہ والوں کی باتیں ہی عجیب ہوتی ہیں۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے والد کو ٹرین کے ذریعے بمبئی سے دہلی لایا جارہا تھا، آخری وقت تھا ان سے کہا گیا کہ قاری محمد طیب صاحب کو اطلاع کردی جائے ان کے والد حضرت مولانا احمد حسن صاحبؒ نے فرمایا کہ خاموش ہوجاؤ، آخری وقت ہے میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں، کسی کو بلانے کی ضرورت

نہیں ہے، یہ اللہ والوں کی بات ہے، آج ہمیں دنیا کی فکر ہے آخرت کی فکر نہیں، یہ فکر نہیں کہ ایمان پر خاتمہ ہوجائے یاد رکھئے! مومن کبھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتا۔

تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا گیا کہ آپ کی آخری خواہش کیا ہے توانہوں نے فرمایا کہ رَحْمَةِ رَبِّیْ کہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہوں، یہ ہمارے لئے سبق ہے کہ کتنا ہی کڑا وقت آجائے اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہونا چاہئے، حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ میں کچھ رقم بیت المال سے بھیجدوں تاکہ آپ کے بعد گھر والوں کو کام آئے کیونکہ آخری وقت میں انسان کو فکر ہوتی ہے کہ بچوں کا کیا ہوگا؟

ایک صاحب کا آخری وقت تھا وہ اپنے پورے گھر کو دیکھ رہے تھے، پریشان تھے کسی نے پوچھا کیا بات ہے اس طرح سے کیوں دیکھ رہے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بھائی اتنا عالیشان گھر ہے اور اتنا اچھا فرنیچر ہے میرے مرنے کے بعد اس کا کیا ہوگا؟ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا لَا حَاجَةَ لِیْ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ میرے بھائی آپ کے بعد آپ کی بیٹیوں کے کام آجائے گا کیونکہ آپ کے گھر میں لڑکیاں بہت ہیں، یہ بھی ایک بات ہے کہ کسی کے گھر میں لڑکی پیدا ہو تو سوگ ہوجاتا ہے خاص طور پر عورتوں میں ایسا سوگ ہوتا ہے جیسے گھر میں جنازہ رکھا ہوا ہے، اگر کوئی ایسے موقع پر مبارک باد دیدے تو منہ چڑھاتے ہیں اور بولتے ہیں کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہمارے گھر میں بیٹی ہوئی ہے اور تم مبارک باد دینے آئے ہو؟ کتنے منحوس اور بدنصیب ہیں وہ لوگ جو بیٹی کے پیدا ہونے پر غم مناتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے ان لوگوں کو سلام بھیجا ہے کہ جن کے گھر میں بیٹی پیدا ہو، اور ہم بیٹی کے پیدا ہونے پر غم مناتے ہیں اور

بعض لوگ تو اپنی بیوی کو مارتے بھی ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس بار اگر لڑکی پیدا ہوئی تو تجھے طلاق دے دوں گا یعنی بیٹا اور بیٹی پیدا ہونے کی ذمہ داری بیوی پر ڈال دی ہے حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے بیٹی پیدا ہو یا بیٹا اس میں عورت کا کیا دخل ہے؟ ارے اولاد کی قدر و قیمت ان لوگوں سے پوچھو کہ جن کے اولاد نہیں ہے، میرے پاس تو بہت ایسے مریض آتے ہیں جو اولاد سے محروم ہیں اور وہ اولاد کی تمنا رکھتے ہیں، ابھی چند روز پہلے ایک میاں بیوی میرے شفا خانہ پر آئے، انہوں نے بتایا کہ حکیم صاحب سترہ سال ہوگئے ہیں ابھی تک کوئی اولاد نہیں ہے الحمدللہ ان کا علاج ہوا تو صاحب اولاد ہوگئے۔

تو اولاد کی قدر و قیمت ان لوگوں سے پوچھو کہ جن کے اولاد نہیں ہے ان کو اولاد کی کس قدر تڑپ ہے، اولاد پانے کے لئے وہ سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں، یہ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے چاہے بیٹا دیں یا بیٹی، اس کی مرضی میں کسی کو دخل دینے کا حق ہی نہیں۔

تو حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ اے میرے بھائی تمہارا تو انتقال ہو رہا ہے میں جو عطیہ بیت المال سے بھیجوں وہ آپ کی بیٹیوں کے کام آئے گا، تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا نہیں نہیں، کیا آپ کو یہ اندیشہ ہے کہ میرے بعد میری بیٹیاں فاقے میں مبتلا ہو جائیں گی، انشاء اللہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا، میں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو آدمی روزانہ رات میں سورۃ الواقعہ پڑھ کر سوتا ہے وہ کبھی فاقے میں مبتلا نہیں ہوگا، اور میں نے اپنی تمام بیٹیوں کو رات میں سورۃ الواقعہ پڑھ کر سونے کی عادت ڈال دی ہے پھر ان کو فاقہ کیسے ہوسکتا ہے؟ میرا اس پر ایمان ہے کہ میرے آقا محمد رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حق ہے۔

آج ہم دنیوی اعتبار سے بہت ساری فکریں کرتے ہیں لیکن قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے کے تعلق سے کوئی فکر نہیں ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میری بیٹیاں سورۃ الواقعہ پڑھتی ہیں اس لئے ان کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا اور ہمارے یہاں کیا ماحول ہے؟ اول تو ہم اپنے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم ہی نہیں دیتے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن کریم پڑھا کر کیا ہوگا سوائے وقت ضائع ہونے کے، اتنے وقت میں اگر بچہ ہوم ورک کرے تو اچھا ہے (نعوذ باللہ) ہماری سوچ اور حضرات صحابہؓ کی سوچ میں کتنا بڑا فرق ہے کہ وہاں قرآن کریم سے عشق تھا اور یہاں قرآن کریم سے دوری ہے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
اور ہم خار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے

حضراتِ صحابہؓ کے یہاں ضروری تھا اور اس بات پر سب کا ایمان اور یقین کامل تھا کہ سب سے مہتم بالشان اور ضروری قرآن کریم ہے، میں نے قرآن کریم کی چند آیات تلاوت کی تھیں ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ اور ایک جگہ فرمایا گیا ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ قیامت کے دن انسانوں کی تین جماعتیں ہوں گی، ایک وہ جماعت جو عرش کے بائیں جانب ہوگی ایک وہ جماعت جو عرش کے داہنی جانب ہوگی اسی کو فرمایا گیا وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ اور ایک جگہ فرمایا گیا وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالُ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو جماعت عرش کے بائیں جانب ہوگی وہ سب جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے اور جو جماعت دائیں جانب ہوگی ان سے اللہ تعالیٰ خوش ہوں گے اور وہ جنت

والے ہوں گے، اور تیسری جماعت کے تعلق سے حدیث شریف میں آتا ہے کہ وہ بالکل عرش کے سامنے ہوگی اور وہ جماعت اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہوگی، اللہ تعالیٰ ان کو اپنے قریب کرلیں گے اور ارشاد فرمائیں گے میرے بندو! تم نے ہمارے احکامات کو اچھی طرح سے مانا اور زندگی میں ہمارے احکامات کو نہیں چھوڑا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک ثلہ سے مراد حضرت آدمؑ سے لے کر میرے زمانہ تک ہے اور دوسرا ثلہ میری امت کا ہے اور قیامت تک ہے اور فرمایا کہ دونوں ثلہ میں دو جماعت ہوں گی اور ان میں سب سے زیادہ میری امت کے لوگ ہوں گے، کیوں کہ سب سے زیادہ اور سب سے لمبا عرصہ میرا ہی ہے اور سب سے زیادہ میری ہی امت کے لوگ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق اور فکر آخرت نصیب عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

صبر اور تقویٰ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْد وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ وَقَالَ تَعَالٰی وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لاَ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمِ وَقَالَ تَعَالٰی یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مریضِ عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بزرگان محترم اور نوجوانان اسلام! اللہ تعالیٰ نے خصوصاً امت محمدیہ کو بہتر امت اور ایک یادگار امت بنایا۔

ہر نبی کی ایک امت ہے

امت کس کو کہتے ہیں؟ جس زمانے کے نبی ہیں ان پر ایمان لانے والوں اوران کی شریعت پر چلنے والوں کو امت کہا جاتا ہے اور آخرت میں ہر امت اپنے نبی کے ساتھ اٹھائی جائے گی ، اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے سے پہلے ہر نبی کی امت ان کے ساتھ ہوگی ، یہاں تک کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہوگی ، یعنی کوئی انسان دنیا میں ایسا نہیں ہے کہ جو کسی نبی سے وابستہ نہ ہو، دنیا میں آنے والا انسان کسی نہ کسی نبی سے وابستہ ضرور ہوتا ہے، اگر کسی نبی یا رسول سے اس کا تعلق نہیں ہے تو یقیناً اس کا تعلق کسی گمراہ گروہ سے ہوتا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دو ہی گروہ ، دو ہی جماعتیں پیدا کی ہیں ایک جنت والی اور دوسرے دوزخ والی، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا لَا یَسْتَوِیْ اَصْحَابُ النَّارِ وَاَصْحَابُ الْجَنَّةِ کہ دوزخ والے جنت والوں کے برابر نہیں ہو سکتے ، یعنی دوزخ والے جنت والوں کا کبھی بھی مقابلہ نہیں کر سکتے اَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُوْنَ اس لئے کہ جنت والے تو کامیاب ہیں، جنت والوں کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی نعمتیں لکھی ہیں ، جنت والی جماعت کے سردار انبیاءؑ ہیں اور دوزخ والی جماعت کے سردار شیاطین اور اللہ کے نافرمان لوگ ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت سی جگہوں پر بیان فرمایا ہے، یہ انسان کا معیار اوراس کی سوچ ہے کہ وہ کس گروہ کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہے۔

مولانا پالنپوریؒ کا قول

حضرت مولانا محمد عمر پالن پوریؒ ابھی حال ہی کے بزرگوں میں سے ہیں انہوں نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ اگر آدمی یہ دیکھنا چاہے کہ قیامت میں میرا حشر

کن لوگوں کے ساتھ ہوگا تو وہ دنیا ہی میں معلوم کر سکتا ہے کہ قیامت میں ہم اچھے لوگوں کے ساتھ ہوں گے یا برے لوگوں کے ساتھ، کسی نے پوچھا حضرت یہ کیسے معلوم ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا دیکھ لو تم دنیا میں کس کے ساتھ رہ رہے ہو، تمہارا اٹھنا بیٹھنا ، چلنا پھرنا کن لوگوں کے ساتھ ہے، تمہارے معاملات اور تمہارا لین دین کس قسم کے لوگوں کے ساتھ ہے، اگر اچھے اور نیک لوگوں کے ساتھ معاملات ہیں تو یقیناً ان ہی لوگوں کے ساتھ حشر ہوگا ، اور برے لوگوں کے ساتھ ہیں تو حشر بھی ان ہی کے ساتھ ہوگا ، اس لئے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ کہ دنیا میں تم جن لوگوں کے ساتھ رہو گے تمہارا حشر ان ہی لوگوں کے ساتھ ہوگا۔

یہودی لڑکے کا قبول اسلام

حضور ﷺ کے زمانے میں ایک یہودی لڑکا حضور ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا لیکن وہ مسلمان نہیں تھا اس کے باوجود حضور ﷺ کی مجلس میں آ کر بیٹھا کرتا تھا اور حضور ﷺ سے بڑی محبت کرتا تھا ، ایک مرتبہ حضور ﷺ کو معلوم ہوا کہ وہ یہودی لڑکا بیمار ہوگیا حضور ﷺ اس کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے اور اس کے سر کی طرف بیٹھ کر اس کی خیریت پوچھی اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا، آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہ لڑکا مرض الوفات میں مبتلا ہے، حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ گوارا نہیں ہوا کہ میرے پاس بیٹھنے والا اور میری مجلس میں شرکت کرنے والا کوئی آدمی ایمان کے بغیر دنیا سے چلا جائے ، اس لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لڑکے تو مسلمان ہو جا، لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، باپ نے کہا نبی جو کہہ رہے ہیں وہ بالکل حق ہے، اے بیٹے محمد ﷺ کی بات مان لے، اس لڑکے نے اپنے باپ کی بات سن کر کلمۂ طیبہ پڑھا اور اسلام میں داخل ہوگیا، حضور ﷺ نے اس کا نام عبد القدوس

رکھا، ابھی حضور ﷺ وہاں سے واپس ہوئے ہی تھے کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ جن لوگوں کی صحبت بندہ اختیار کرتا ہے اور جس ماحول میں انسان زندگی گذارتا ہے اور جن کے طریقے کو پسند کرتا ہے اس کا خاتمہ بھی اسی انداز پر ہوتا ہے اور وہ قیامت میں انہی لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

بری صحبت کا اثر

ایک مؤذن صاحب نے پچیس سال تک مصر کی جامع مسجد میں اذان دی کتنے لوگوں نے ان کی اذان پر نماز پڑھی ہوگی؟ کتنے لوگ ان کی اذان پر مسجد آئے ہوں گے، پچیس سال کے بعد ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب یہ موذن مرنے لگا تو کسی نے اس کو قرآن کریم لاکر دیا کہ لو اس کو سینے سے لگاؤ، لیکن اس بدبخت مؤذن نے قرآن کریم لے کر پھینک دیا اور یہ کہا کہ میں اس کو نہیں مانتا نعوذ باللہ، اس وقت کے علماء نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ زنا کار تھا، رات کو زنا کر کے صبح کو فجر کی اذان دیتا تھا، اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کا ایمان سلب کر لیا اور کفر کی حالت میں موت ہوئی۔

ہر خوبی اللہ کی طرف سے ہے

انسان دوسرے انسان سے اپنے عیوب چھپا سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نیکی کرو تو بھی اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اور برائی کرو تو بھی اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو، اپنی نیکیوں پر بھروسہ کرنا اور اپنی اچھائیوں پر تکیہ کرنا یہ نیک لوگوں کا کام نہیں ہے بلکہ ہر حال میں اس کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے، اسلئے کہ اگر نماز کی توفیق ہو رہی ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے،

اگر صدقہ اور خیرات کرنے کی توفیق مل رہی ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اللہ تعالیٰ توفیق نہ دیں تو انسان کوئی نیک کام نہیں کرسکتا۔

انسان چھوٹی نیکیوں کو حقیر نہ سمجھے

حدیث میں ہے کہ نیکی کرنے پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے اس نیکی کی توفیق عطا فرمائی، یہ میرا کمال نہیں بلکہ یہ تو آپ کا فضل ہے، انسان چھوٹی چھوٹی نیکیوں کو حقیر سمجھتا ہے حالانکہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان جب چھوٹے چھوٹے نیک کام کرتا ہے تو اس کو بڑے نیک کام کرنے کی بھی توفیق ہوجاتی ہے، اور جب انسان گناہ کرتا ہے تو پہلے چھوٹے چھوٹے گناہ کرتا ہے اس کے بعد وہ بڑے گناہ کرنے لگتا ہے اور پھر اس کی عادت بن جاتی ہے۔

واقعات میں ہے کہ ایک آدمی کسی عورت پر عاشق ہو گیا وہ ایک جادوگر کے پاس گیا کہ کوئی ایسا عمل کردو کہ وہ عورت بھی مجھ پر عاشق ہو جائے، جادوگر نے کہا کہ ٹھیک ہے میں اپنا عمل شروع کرتا ہوں لیکن چالیس دن تک تم کوئی نیک کام نہیں کروگے، اور غسل بھی نہیں کروگے ناپاک ہی رہنا پڑے گا، تم اللہ کا نام بھی اپنی زبان سے نہیں لوگے، آدمی پر جب جنون طاری ہوجاتا ہے تو سب کچھ کرنے کو تیار ہوجاتا ہے، اس نے کہا کہ ٹھیک ہے مجھے تمہاری تمام شرطیں منظور ہیں، چالیس دن گذر گئے پھر جادوگر کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ مجھے آپ کے عمل سے کوئی فائدہ نہیں ہوا، جادوگر نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے کوئی نیک کام ضرور کیا ہے، اس آدمی نے کہا میں نے کوئی نیک کام نہیں کیا، میں نے نماز چھوڑ دی ہے، میں جھوٹ بولنے لگا ہوں شراب پیتا ہوں اور وعدہ خلافی کرتا ہوں، جادوگر نے کہا کہ تم نے ضرور کوئی نیک کام کیا ہے، بہت سوچنے کے بعد وہ کہنے لگا کہ ایک کام کی تو عادت ہے جب بھی

مجھے راستے میں کوئی تکلیف دینے والی چیز ملتی ہے میں اس کو راستے سے ضرور ہٹایا کرتا ہوں، جادوگر نے کہا کہ کم بخت یہ تو بہت بڑی نیکی ہے اسی وجہ سے تو میرا عمل خراب ہوا ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کو راستے میں کوئی تکلیف دینے والی چیز ملے تو اس کو راستے سے ضرور ہٹادیا کرو یہ تمہاری طرف سے صدقہ ہوگا، دیکھئے چھوٹی سی نیکی کی وجہ سے وہ انسان بہت بڑے گناہ سے بچ گیا، بعض نیکیاں چھوٹی ہوتی ہیں لیکن اس کے اثرات اور انوارات بہت زیادہ ہوتے ہیں، اسی لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی حقیر مت سمجھو۔

اللہ والوں کی صحبت کے فائدے

میں عرض کررہا تھا کہ دنیا میں دو ہی گروہ اور طبقے ہیں ایک جنت والوں کا اور دوسرا دوزخ والوں کا، جنت والوں کا طبقہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوگا اور دوزخ والوں کا طبقہ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کے ساتھ ہوگا، ظاہر ہے کہ جو نبیوں والا طریقہ اختیار کرتا ہے وہ جنت والا کہلاتا ہے اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو کسی اللہ والے کے پاس بیٹھتا ہے، کسی عالم دین کے پاس بیٹھتا ہے اس کا بیٹھنا ایسا ہے گویا وہ کسی نبی کے پاس بیٹھا ہوا اور نبی کے پاس بیٹھنا ایسا ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بیٹھا ہو، اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایسے لوگوں کے پاس بیٹھو کہ جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے اس لئے کہ ان کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے انسان بہت سے گناہوں سے بچ سکتا ہے، اللہ والوں کی صحبت سے اللہ اس کو نیکی کی بھی توفیق دیدیتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو قرآن مجید نے بیان کیا ہے کہ ان کے مقابلے کے لئے ستّر ہزار جادوگر آئے اور ان جادوگروں نے اپنے کرتب دکھائے،

مگر موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر سب کے سب ایمان قبول کرلیا، علماء فرماتے ہیں کہ وہ سب کے سب حضرت موسیٰؑ جیسا لباس پہن کر آئے تھے، اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں آئی کہ کوئی ہمارے نبی جیسا لباس پہن کر آئے اور ایمان سے خالی رہے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کی توفیق عطا فرمائی، معلوم ہوا کہ انسان جس کی صحبت اور طریقہ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ویسا ہی بنادیتے ہیں۔

بعض اہل اللہ اور اکابر نے مدینے میں اپنی رہائش اختیار کی اور مدینے سے باہر کبھی نہیں گئے، ان کو ہمیشہ یہ خطرہ رہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم مدینے سے باہر جائیں اور وہیں ہمارا انتقال ہوجائے، مدینے میں رہیں گے تو اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے ساتھ ہم کو قیامت کے دن مدینے والوں کے ساتھ اٹھائے گا۔

دوستو! یہ آدمی کے اختیار میں ہے کہ جس کا چاہے طریقہ اختیار کرے، اللہ کے باغیوں کا راستہ اختیار کرلے اور چاہے تو اللہ کے محبوب بندوں کا راستہ اختیار کرلے لیکن کسی بھی چیز کو سمجھنے کے لئے علم کی شدید ضرورت ہے، علم اگر آدمی کے پاس نہیں، تو اس کا عابد بننا بھی بیکار، علم کے بغیر زاہد بننا بھی بیکار، اگر انسان کے پاس علم نہیں ہے تو بسا اوقات اس کی عبادت بھی بیکار ہوجاتی ہے کیوں کہ صبر اور تقویٰ بھی علم کے ذریعے ہی حاصل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

اصلاح وتربیت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَااَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ. وَقَالَ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ۔

ہو جس سے کچھ خطا نہ سرِ عام ٹوکئے
دشمن کو بھی نہ بزم میں شرمندہ کیجئے

بزرگان محترم اورنوجوانان اسلام ! دنیامیں کوئی بڑاولی ہویا بڑا عابد اور زاہدوہ اپنی اصلاح سے غافل نہیں ہوسکتا، انسان کے ساتھ شیطان اوردنیاوی حرص ہمیشہ لگی ہوئی ہے، جب شیطان انسان کوغافل پاتاہےتو وہ اپنے اثرات ڈالنے کی کوشش کرتاہے، اللہ کے ذکرمیں گرمی اورحرارت ہوتی ہے جب اللہ کا ذکرہوتاہے

توشیطان انسان سے دورہوجاتاہے، حدیث پاک میں ہے کہ شیطان اپنی سونڈکو انسان کے قلب کے سوراخ میں داخل کرتاہے اورغلط قسم کے وساوس دل میں ڈالتاہے، جب انسان اللہ کا ذکراوراللہ کی یادمیں غرق ہوتاہےتو شیطان اپناڈنک باہرنکال لیتاہےاورپھراس انتظارمیں رہتاہے کہ کب آدمی غافل ہواورمیں اپنا کام شروع کروں۔

اللہ کا ذکر

حضرت محمدرسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ آدمی کوچاہئے کہ وہ اپنی زبان کواللہ کے ذکرسے تررکھے، ہروقت اللہ کے ذکرمیں مشغول رہے، جب انسان کی زبان ذکرمیں مشغول رہے گی تواللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی عظمت اوراس کی بڑائی دل میں پیداہوگی اوراللہ کا خوف اوراللہ کی محبت بھی اس کے دل میں پیداہوگی نیزاس کوشریعت پرچلنا آسان ہوگا۔

انسان اللہ کے نزدیک بہت ہی محترم ہے،نہایت ہی باعزت مخلوق ہے، اللہ کےنزدیک دنیامیں انسان سے زیادہ بلنداورمحترم کوئی نہیں ہے،آپ نے دیکھا ہوگا کہ فجراورعصرکی نمازمیں سلام پھیرنے کے بعدسنت طریقہ یہ ہے کہ امام مقتدیوں کی طرف منہ کرکے تسبیح پڑھےاوردعامانگے، علماءکرام فرماتے ہیں کہ اس میں یہ رازہے کہ معلوم ہوجائے کہ اللہ کے نزدیک کعبۃ اللہ سے زیادہ محترم ایمان والے ہیں، علماءکرام نے لکھاہے کہ کسی انسان کادل رکھ لینااوراس کوخوش کردیناحج مبرورکے برابرثواب رکھتاہے، نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی کی دل شکنی نہیں فرمائی، آپ ﷺ ساری دنیاکے معلم اورساری دنیاکے انسانوں کے آقاہیں،تمام انسانوں میں سب سے زیادہ عظمت رکھنے والےاورسب سے زیادہ بااخلاق،اس کے باوجود

کسی نے آپ ﷺ کے اندر کبر کا شائبہ تک محسوس نہیں کیا، اللہ نے آپ ﷺ کو خاص بندہ ہونے کا عظیم الشان درجہ عطا فرمایا تھا، ایک موقع پر آپ ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو ایک آدمی آپ ﷺ کے اوپر اس طرح گرا کہ آپ ﷺ کو ناگوار گذرا، آپ ﷺ کے دست مبارک میں جو لکڑی تھی اس لکڑی سے اس آدمی کو ایک ٹھوکہ دیا اور فرمایا پیچھے ہٹو، وہ تو پیچھے ہٹ گیا اس صحابی کے بدن پر لکڑی کی ہلکی سی خراش اور نشان آ گیا، اس کے لئے یہ بھی برکت اور سعادت کی بات تھی کہ اس کے جسم پر اللہ کے رسول ﷺ کے دست مبارک سے خراش اور نشان آ گیا لیکن آپ ﷺ کا دل ایسا تھا کہ آپ ﷺ کسی انسان کو بال برابر بھی تکلیف دینا گوارہ نہیں کرتے تھے آپ رحمۃ للعالمین تھے آپ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ تو بدلہ لے لے، صحابی رسول ﷺ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ! بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے، ہم تو یہ بھی نہیں چاہتے کہ انجانے میں آپ کے پاؤں پر ایک کانٹا بھی چبھے یا کوئی چیونٹی ہی آپ کو کاٹے، بھلا یہ کیسے گوارہ ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں سے آپ کے جسم اطہر پر خراش لگائیں، اے اللہ کے نبی کریم ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں اس میں بھی میری بھلائی ہے، حضور اکرم ﷺ اس بات کا بھی اہتمام فرماتے تھے کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو۔

حدیث پاک میں مومن کی اٹھارہ علامتیں بتائی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مومن اور مسلمان ستایا جاتا ہے لیکن وہ کسی کو نہیں ستاتا۔

تزکیۂ نفس

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اصلاح کے لئے انبیاء کرامؑ کو مبعوث فرمایا اصلاح کے تین طریقے ہیں فرمایا وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ تزکیہ یعنی

ریاضت ومجاہدہ کرے اور اچھے استاد سے علم حاصل کرے اور حکمت کو اپنائے، قرآن کریم کو اپنا گائڈ سمجھے، قرآن کریم ایسی کتاب ہے جو ساری دنیا کو منور کر رہی ہے مگر مسلمان ظلمت اور اپنی بدعملی کے اندھیرے میں ایسا بھٹک رہا ہے کہ اس کو سب کچھ نظر آتا ہے لیکن کتاب اللہ نظر نہیں آتی، اس وقت دن کا ایک بج رہا ہے اگر کوئی آدمی چراغ جلا کر باہر روڈ پر کوئی چیز تلاش کرے تو اس کو آپ کیا کہیں گے؟ یہی کہ یہ بے وقوف ہے، دیوانہ ہے، اس کو معلوم ہے کہ اس وقت سورج بالکل آسمان کے درمیان، سر پر ہے اور اپنی روشنی سارے عالم میں بکھیر رہا ہے ایسے موقع پر چراغ کیا کام آسکتا ہے، یہ ایک مثال ہے کہ قرآن ہمارے پاس ہے اور نبی کریم ﷺ کی شریعت ہمارے پاس ہے لیکن ہم نے ان سب کو چھوڑ دیا ہے جس طرح سے وہ پاگل آدمی سورج کی روشنی اور دھوپ کی پرواہ کئے بغیر ایک چراغ کی لو سے کسی چیز کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہے بالکل اسی طرح سے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ نے ہمیں جو راستے بتائے ہیں ان راستوں کو چھوڑ کر دنیا والے جو راستے ہمیں بتا رہے ہیں ان پر چل کر ہم اپنی کامیابی تلاش کر رہے ہیں، انسان کو اصلاح کی فکر ہونی چاہیئے، اپنے نفس اور دل پر انسان کو ہمیشہ مطلع رہنا چاہیئے، فکر رہنی چاہیئے کہ کہیں میرا نفس غالب تو نہیں ہو رہا ہے، میرا قدم کہیں غلط طریقے پر تو نہیں چل رہا ہے۔

دوستو! ہمیشہ اپنی اصلاح کی فکر ہونی چاہیئے، کوئی کتنا بڑا عابد اور زاہد ہوجائے آخر دم تک اس کو اصلاح سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔

بلا دلیل اللہ کو ایک مانو

ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت شیخ نوریؒ، پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے زمانے کے بہت بڑے بزرگ اور عالم تھے، ہزاروں ان کے

مریدین اور شاگرد تھے، کسی معاملے میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے بات ہوگئی، حضرت نے فرمایا کہ نوری اپنے دل سے علم کا غرور نکال دو، آدمی جتنا زیادہ پڑھا لکھا رہتا ہے شیطان اتنا ہی زیادہ اس کے ساتھ رہتا ہے اور گمراہی کے راستے اتنے ہی زیادہ رہتے ہیں لیکن جب انسان کے پاس علم کے ساتھ عمل آجاتا ہے تو گمراہی کا راستہ بند ہوجاتا ہے اور ہدایت کا راستہ اس کے لئے کھل جاتا ہے، شیخ نوریؒ کو یہ زعم تھا کہ میں بہت بڑا عالم ہوں، شیخ نے فرمایا کہ نوری یاد رکھو! علم کے ساتھ عمل، اور عمل کے ساتھ تعلق مع اللہ ضروری ہے یعنی اللہ کے ساتھ بندے کا تعلق بھی ہونا چاہئے میں بڑا عمل کرنے والا ہوں، متقی پرہیزگار ہوں اللہ والا ہوں، ان باتوں پر کبھی ناز اور گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اللہ کی رحمت کا امیدوار ہونا چاہئے، شیخ نوریؒ یہ سن کر چلے گئے، ایک بار شیخ جیلانیؒ وضو کرنے بیٹھے، خادم پانی ڈال رہا ہے اور حضرت وضو کررہے ہیں، صرف ہاتھ ہی ہاتھ دھورہے ہیں اور کسی چیز میں مستغرق اور منہمک ہیں، اللہ نے آپ کو کشف عطا کیا تھا ایک لوٹا پانی ختم ہوگیا جبکہ حضرت ہاتھ ہی دھورہے ہیں پھر دوسرا ختم ہوگیا پھر تیسرا ختم ہوگیا اخیر میں حضرت نے تھوڑا سا پانی ہاتھ میں لیا اور زور سے دور پھینکا اور فرمایا اے نوری! کہہ دے میں بغیر دلیل اللہ کو مانتا ہوں، یہ کہہ کر فرمایا الحمدللہ اب میں وضو بناتا ہوں خادم نے پوچھا حضرت! آج کیا معاملہ پیش آیا ہے کہ آپ وضو کررہے ہیں ہاتھ دھورہے ہیں اور کئی لوٹے پانی ختم ہوگیا اخیر میں آپ نے تھوڑا پانی بھی پھینکا اور اس طرح فرمایا اس کا کیا مطلب ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ مجھے کشف کے ذریعہ معلوم ہوا کہ شیخ نوریؒ پر سکرات کا عالم طاری تھا، موت کی سختی تھی کہ ان کے پاس شیطان اپنی پوری قوت اور طاقت سے آیا اور کہنے لگا کہ نوری! تجھے بہت ناز ہے اور بہت بھروسہ ہے اپنے علم

پر، تو خدا کو ایک مانتا ہے تیرے پاس کیا دلیل ہے کہ خدا ایک ہے، شیخ نوریؒ نے ایک دلیل پیش کی پھر دوسری پیش کی پھر تیسری پھر چوتھی، یہاں تک کہ تین سو ساٹھ دلائل اللہ کی وحدانیت پر پیش کئے، مگر شیطان تو ان سے بھی بڑا عالم ہے اس نے تمام دلائل رد کردیئے اور کہا کہ تمہارے دلائل کسی کام کے نہیں ہیں، شیخ نوریؒ پریشان کہ اب کیا کریں؟ تھوڑا سا وقت رہ گیا تھا روح قبض ہونے میں، کہ میں نے زور سے آواز دی اور اللہ نے اس آواز کو ان کے کانوں تک پہونچا دیا اے نوری! کہہ دے کہ میں بغیر کسی دلیل کے خدا کو ایک مانتا ہوں، جیسے ہی یہ آواز شیخ نوریؒ کے کانوں تک پہونچی تو وہ کہنے لگے کہ اے شیطان لعین! سن لے کہ میں بغیر کسی دلیل کے خدا کو ایک مانتا ہوں، یہ کہنا تھا کہ ان کی روح قبض ہوگئی اور ایمان پر خاتمہ ہوگیا۔

تو معلوم ہوا کہ آخر وقت تک انسان کو اپنی اصلاح کی فکر رہنی چاہئے، آدمی کا یہ سمجھ لینا بیکار ہے کہ میں بہت نمازیں پڑھ رہا ہوں، بہت تسبیح پڑھ رہا ہوں، میں بڑا تہجد گذار ہوں اور میرے بہت سارے مرید اور بہت سارے شاگرد ہیں انسان کو تو ہر وقت اپنی اصلاح کی فکر رہنی چاہئے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ اگر میں نوری کو یہ نہ بتاتا کہ کہہ دے کہ میں بغیر دلیل کے ایک خدا کو مانتا ہوں تو نوریؒ کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوتا، اس سے معلوم ہوا کہ ہر عالم، عابد اور زاہد کو غافل نہیں رہنا چاہئے سب کو اپنی اصلاح کی فکر رہنی چاہئے، دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ مردوں کو اپنی اصلاح کی فکر کرنے کے ساتھ عورتوں کی اصلاح کی فکر بھی کرنی چاہئے، اگر ایک ماں کی اصلاح ہوتی ہے تو پوری نسل کی اصلاح ہوتی ہے، علماء کرام نے لکھا ہے کہ اگر کسی خاندان میں کوئی بڑا اللہ والا پیدا ہوجائے تو اس کا اثر سات پشتوں تک رہتا ہے، عورت کی بھی اصلاح

ضروری ہے، والدین گاڑی کے دو پہیوں کی طرح ہیں، اگر ایک پہیہ خراب ہو جائے تو گاڑی نہیں چل سکتی ،بس جب تک عورت دیندار نہ ہوگی گھر کا ماحول صحیح نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ کہ نیک مردوں کو نیک عورتیں ملتی ہیں اور نیک عورتوں کو نیک مرد ملتے ہیں اور خبیث عورتوں کو خبیث مرد ملتے ہیں اور خبیث مردوں کو خبیث عورتیں ملتی ہیں، اب ہم سوچ لیں اور اپنے گریبان میں جھانک لیں کہ ہم کن لوگوں میں سے ہیں، ہم اگر نیک ہیں تو سوچیں کہ ہماری بیوی بھی نیک ہے یا نہیں، اور اگر ہماری بیوی نیک ہے تو ہم خود نیک ہیں یا نہیں؟ اگر شوہر اور بیوی کی اصلاح نہیں ہوگی تو اولاد کی اصلاح کیسے ہوسکتی ہے؟ شوہر کو جتنا نیک بننا ضروری ہے اس سے زیادہ عورت کا نیک ہونا ضروری ہے، حدیث پاک میں ہے کہ ایک شوہر اگر اپنی بیوی کو کوئی نیک بات بتا رہا ہے، کوئی مسئلہ بتا رہا ہے تو اس کا ثواب اسّی ہزار برس عبادت کے برابر ہے، صرف ایک مسئلہ بتانے میں شوہر کے نامہ اعمال میں اسّی ہزار برس کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اللہ اکبر!

ہم دنیا بھر کی باتیں بناتے ہیں، صبح سے شام تک کی ساری رپورٹ دیتے ہیں لیکن ایک دین کی بات بتانا ہمارے لئے پہاڑ توڑنے سے زیادہ مشکل ہے (اللہ رحم فرمائے شوہروں پر) امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ بے نمازی عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا مکروہ ہے یعنی ناپسندیدہ ہے، بیوی کسی بھی حال میں رہے سب پسند ہے لیکن بیوی دیندار بنے یہ تمیز بہت کم شوہروں کو ہے۔

جس طرح شوہر کو اپنی اصلاح کی فکر ہوتی ہے اسی طرح عورت کی اصلاح کی فکر ہونی چاہئے، ایک مولانا صاحب کو اپنی بیوی سے بڑی محبت تھی اتفاق کی بات

بیوی کا انتقال ہو گیا تو مولانا کو اتنا صدمہ ہوا کہ بیوی کے انتقال کے بعد اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیا، نہ کھانا نہ پینا اور نہ کسی سے ملنا سارے تعلقات منقطع کر لئے ایک اللہ والی خاتون بھی رہا کرتی تھی اس بستی میں، اس خاتون نے دیکھا کہ کوئی مرد مولانا کی فکر نہیں کر رہا ہے، سمجھانے کی فکر نہیں کر رہا ہے وہ عورت دیندار تھی اللہ والی تھی، دین کا علم اس کے پاس تھا، ماں باپ نے اس کی اصلاح کی تھی، ایک روز وہ عورت پردے کے ساتھ مولانا کے گھر پر آئی اور دروازہ کھٹکٹایا، مولانا نے کہا کون ہے؟

کہا میں ایک عورت ہوں اور ایک مسئلہ پوچھنے آئی ہوں اور کہنے لگی کہ میرے پاس ایک پڑوسن نے امانت رکھی تھی اور یہ کہہ دیا تھا کہ جب تک میں واپس نہ لوں تم استعمال کرتے رہنا اور میں نے کئی سال تک اس کو استعمال کیا اور آج وہ عورت امانت لینے کے لئے آئی ہے اب میں کیا کروں؟ مولانا نے دروازہ کھولے بغیر ہی اس کو جواب دیا کہ ضرور تم اس کی امانت واپس کردو، اس نے کہا کہ حضرت وہ امانت تو میرے پاس بہت دنوں تک رہی ہے اب اس کی امانت واپس کرتے ہوئے میری طبیعت پر بڑا زور پڑ رہا ہے، مولانا نے فرمایا کہ بہن! تم کو اس عورت کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے اتنے دنوں تک تمہیں اپنی امانت استعمال کرنے کی اجازت دی، اس عورت نے کہا کہ حضرت آپ کو بھی سوچنا چاہئے کہ اللہ نے آپ کو بیوی امانت کے طور پر دی تھی اب اللہ نے اس امانت کو واپس لے لیا تو اس میں آپ کو صبر کرنا چاہئے، آپ کیوں دروازہ بند کئے بیٹھے ہیں؟ جب یہ بات مولانا کے کان میں پڑی فوراً دروازہ کھولا اور کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس بی بی کے ذریعہ میری اصلاح ہوگئی، پتہ چلا کہ جب عورت کی اصلاح ہوجاتی ہے تو پورے معاشرہ کی اصلاح ہوجاتی ہے، پورے گھرانے اور پورے خاندان کی اصلاح ہوجاتی ہے۔

زہریلا انجکشن

دوستو! آج ہماری حالت یہ ہے کہ نہ تو ہم اپنی اصلاح کی فکر کرتے ہیں اور نہ ہی ہم اپنی عورتوں کی اصلاح کی فکر کرتے ہیں، ہمارا بچہ حافظ بنے، عالم بنے، قاری بنے، داعی بنے، نمازی بنے حاجی بنے ہمارا بچہ بڑا تاجر بھی بنے اور پورے معاشرے اور کلچر میں شہرت اور نام کمانے والا بنے لیکن یہ سب کیسے ہوگا؟ اس کی فکر ہم کرنے کے لئے تیار نہیں، اگر کسی درخت کی جڑ میں زہر کا انجکشن لگا دیا جائے تو اس پر میٹھے پھل نہیں آسکتے اگر آیا بھی تو چھوٹا موٹا آکر جھڑ جائے گا، چند دن پہلے ناریل کے درخت میں بیماری لگی تھی اخبارات میں بھی آیا تھا جیسے ہی ناریل تھوڑا سا بڑا ہوتا سوکھ کر گر جاتا، یہ حالت ہے ہماری نسل کی، ہماری اولادیں ناکارہ نکل رہی ہیں اور ہم یہ شکایت کرتے ہیں کہ ہماری اولاد فرمانبردار ہی نہیں ہے۔

دوستو! آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر انسان اپنے گھر والوں کی بھی اصلاح کرے اور اس کے لئے راستے بھی تلاش کرے فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ دوڑ واللہ کی طرف، نماز کا وقت آجائے تو نماز کی طرف جانا، اللہ کی طرف دوڑنا ہے، تلاوت کا وقت ہو تو تلاوت کرے، ہر کام اور ہر معاملہ میں سوچے کہ اللہ ہمیں دیکھ رہے ہیں، دل چاہتا ہے کہ تجارت میں بے ایمانی کرو لیکن نہیں اللہ دیکھ رہا ہے اسلئے دوستو! ہر انسان کو اپنی اصلاح اور اولاد کی تربیت کی فکر ہونی چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ اللہ پاک ہمیں سنت نبوی پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

طریقت بجز خدمت خلق نیست

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

طریقت نام ہے مخلوق کی خدمت کے جذبے کا
کہ مخلوقِ خدا کے ساتھ رحم وکرم کرنے کا

بزرگان محترم نوجوانان اسلام! گذشتہ جمعہ میں جو باتیں آپ حضرات کے سامنے عرض کی گئی تھیں وہ حضور ﷺ سے بیعت کے متعلق تھی کہ آپ ﷺ نے صحابہ سے بیعت لی تھی، آپ ﷺ کے بعد شیخین نے بھی بیعت کا سلسلہ جاری رکھا، انشاء اللہ آج بھی اسی تعلق سے بات چیت ہوگی، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق بخشے۔ آمین!

سب سے پہلے ہمیں یہ جاننا ہے کہ پیر کسے کہتے ہیں؟ پیر کے معنیٰ ہیں بوڑھا یعنی تجربہ کار، گویا جو بھی بوڑھا ہوتا ہے وہ عام طور پر تجربہ کار ہی ہوتا ہے کیونکہ عمر کا کافی حصہ دنیا کے جھمیلوں اور تجربوں میں گذرتا ہے، اسی مناسبت سے کسی اللہ والے یا کسی بزرگ کو پیر بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ وہ دین میں کافی تجربہ رکھتے ہیں، قرآن وسنت پران کو عبور ہوتا ہے، نبی کریم ﷺ کی حیات پاک پران کی نظر ہوتی ہے اور وہ اللہ کی عبادت وطاعت میں کھوئے ہوئے رہتے ہیں اسلئے ایسے حضرات کاملین کو پیر بھی کہا جاتا ہے، شیخ بھی کہا جاتا ہے، شیخ کے معنی بھی بزرگ اور محترم کے ہیں یعنی جس کی عزت کی جائے جس کا احترام کیا جائے اور جس کی تکریم وتعظیم کی جائے، توشیخ اور پیر ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت میں ڈوبا ہوا ہو اور اس کی زندگی قرآن وسنت کے دائرے میں گذررہی ہو اس کو پیر اور شیخ کہا جاتا ہے، مرید کے معنی ہیں تابعدار، جب آدمی کسی سے بیعت کرلیتا ہے تو گویا وہ اس کا تابعدار اور فرمانبردار ہوجاتا ہے، وہ جو بھی کرتا ہے اپنے پیر کے مشورہ سے ہی کرتا ہے اس کو مرید کہتے ہیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کیسے بنے؟

اپنے خطبات میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سو اللہ والوں کی خدمت کی اور سو اللہ والوں سے فیض حاصل کیا اور ان لوگوں کی طرف سے مجھے بڑی بڑی دقتیں سامنے آئیں اور مجھے بڑی بڑی تکالیف ہوئیں، مجھے برا بھلا کہا گیا اور یہاں تک کہ بعض اللہ والوں نے مجھے اپنے در سے نکال دیا لیکن میں نے کسی کی بات کا برا نہیں مانا سب کی کڑوی اور سخت باتوں کو برداشت کیا، سو اللہ والوں کی خدمت کرنے کی وجہ سے اللہ رب العزت نے مجھے پیران پیر دستگیر بنادیا، یعنی پیروں

کی رہنمائی کرنے والا، اللہ رب العزت نے بزرگوں کی خدمت میں بڑا اثر اور بڑے فائدے رکھے ہیں۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کا واقعہ

حضرت بایزید بسطامیؒ کے تعلق سے آتا ہے کہ وہ اپنے استاد کے سامنے پڑھ رہے تھے سورہ بروج میں جب یہ آیت آئی اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ کہ اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے، اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب تم اللہ کا حق ادا نہیں کروگے تو اللہ تمہاری پکڑ فرمائیں گے، ہونہار سات آٹھ سال کا بچہ کیا ہوتا ہے اور اس کی کیا صلاحیت ہوتی ہے بایزید بسطامیؒ نے اپنے استاد سے کہا کہ ذرا ٹھیر جایئے مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے، اپنے گھر آئے اور اپنی والدہ سے فرمایا کہ اماں جان! اللہ تعالیٰ کی پکڑ بہت سخت ہے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ میں نے اللہ کا حق ادا نہیں کیا تو قیامت کے دن میرا کیا حشر ہوگا اسلئے آپ سے میری گذارش ہے کہ آپ کا جو حق میرے اوپر ہے وہ معاف کردیجئے تاکہ میں اللہ کا حق ادا کرنے میں لگ جاؤں۔

فریدالدین عطارؒ نے لکھا ہے کہ بایزید بسطامیؒ کی والدہ نے اپنے بیٹے کو سینے سے لگالیا اور کہا کہ میرا بیٹا کتنا اچھا اور کتنا سمجھدار ہے اللہ اکبر، اور اس کے بعد فرمایا جاؤ بیٹے تمہارے اوپر جتنے میرے حقوق ہیں وہ سب میں نے معاف کردیئے ہیں پھر بایزید بسطامیؒ پڑھنے میں لگ گئے یہاں تک کہ بڑے عالم دین اور بہت بڑے اللہ والے بنے اور پھر پچیس سال تک صحراؤں کی خاک چھانتے رہے اور دنیا کا سفر کرتے جہاں معلوم ہوتا کہ کوئی اللہ والا ہے وہاں پہونچ جاتے اور ان کی خدمت میں لگ جاتے اور ان سے فیوض وبرکات حاصل کرتے اور ان کی خدمت کرتے، پچیس سال بعد خیال آیا کہ چلوں اور دیکھوں کہ والدہ کا کیا حال ہے والدہ روزانہ

دعا کرتیں کہ اے اللہ مجھے میرے بیٹے سے موت سے پہلے عافیت کے ساتھ ملا دے، پچیس سال کے بعد بسطام شہر واپس آئے والدہ کا دروازہ کھٹکھٹایا، رات کا وقت تھا والدہ نے اندر سے پوچھا کون ؟ آپ نے فرمایا میں بایزید ہوں ، والدہ نے دروازہ کھول دیا اور سینے سے لگا لیا اور کہا کہ بیٹے میں اللہ سے دعا کرتی تھی کہ مرنے سے پہلے ملاقات ہو جائے ، سردی کا موسم تھا، بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں ایک رات میری والدہ نماز پڑھ کر لیٹ گئیں اور میں عبادت میں مشغول تھا کہ یکا یک والدہ کی آواز آئی پانی لاؤ، بایزید بسطامیؒ پانی لے کر آئے دیکھا کہ والدہ کی آنکھ لگ گئی ہے، بایزیدؒ نے سوچا کہ اگر ماں کو بیدار کیا جائے تو نیند خراب ہوگی اس خیال سے کہ جب آنکھ کھلے گی پانی پلا دوں گا، پانی لے کر کھڑے ہو گئے کافی رات گذر گئی مگر آپ کھڑے ہیں، صبح کے وقت ماں کی آنکھ کھلتی ہے تو ماں کہتی ہے کہ بیٹا پانی، آپ نے فرمایا اماں جان پانی حاضر ہے اور پانی پلا دیا۔

یہ ہے ماں کی خدمت، اللہ تعالیٰ ایسی اولاد اگر کسی کو عطا فرما دے تو خدا کی قسم دنیا کی دولت اس کے سامنے ہیچ ہے، بایزیدؒ نے فرمایا کہ اللہ نے اس رات میں مجھے وہ مقام عطا فرمایا کہ پچیس سال عبادت میں گذار دیئے مگر مجھے وہ مرتبہ نصیب نہ ہوا، ماں نے پانی پی کر دعائیں دیں بس اسی وقت آسمان سے ایک نور آیا اور میرے سینے میں داخل ہو گیا۔

والدہ کی خدمت کرنے کا ایک عجیب واقعہ

امام غزالیؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ دو بھائی اللہ والے اور بڑے نیک تھے، مشورے سے یہ طے تھا کہ ایک بھائی پوری رات ماں کی خدمت کرے اور ایک بھائی اللہ کی عبادت کرے، یہ سلسلہ جاری تھا ایک دن بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے

کہا کہ آج رات تو ہی خدمت کر لے میں عبادت کر لیتا ہوں کیونکہ مجھے عبادت میں بڑا مزہ آ رہا ہے ، چھوٹے بھائی نے کہا اچھی بات ہے میں والدہ کی خدمت کر لیتا ہوں آپ عبادت کر لیں، لکھا ہے کہ چھوٹا بھائی تو والدہ کی خدمت میں اور بڑا بھائی عبادت میں مصروف تھا عبادت کرتے کرتے نیند آ گئی اس نے خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ تمہارے چھوٹے بھائی کے طفیل میں اللہ تعالیٰ نے تمہاری عبادت قبول فرمالی کیونکہ تمہارے بھائی کی خدمت کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا ہے۔ بڑے بھائی نے پوچھا کہ عبادت تو زیادہ میں کر رہا ہوں اور قبولیت میرے چھوٹے بھائی کے طفیل میں کی جا رہی ہے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی ؟ تو کہنے والے نے جواب دیا اللہ تعالیٰ تمہاری عبادت نہیں، تمہاری ذات سے کسی دوسرے آدمی کو فائدہ پہونچے یہ اللہ کو زیادہ پسند ہے، آدمی عبادت کرتا ہے تو اس کو جنت ملتی ہے اور خدمت کرنے سے خدا ملتا ہے یعنی اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے جس طرح انبیاء کرامؑ کو بھیجا ان کے بعد حضرات صحابہ نے وہی کام کیا اور وہی کام تابعین، تبع تابعین اور صلحاء وائمہ نے انجام دیا اور آج بھی بزرگان دین اور علماء انجام دے رہے ہیں کہ دین کے ہر پہلو سے ہم کو آگاہ کرتے ہیں ایسے لوگوں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءِ کہ اللہ سے زیادہ خوف کھانے اور ڈرنے والے علماء ہیں، اور اولیاء کرام کے تعلق سے فرمایا گیا کہ قیامت کے دن نہ ان کو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش رہیں گے، ایسے لوگوں سے اپنا تعلق اور رشتہ جوڑنا اور ایسے لوگوں کو اپنا رہبر ماننا اور ایسے لوگوں کے مشورے سے زندگی گذارنا بڑی سعادت کی بات ہے اور ایسے ہی لوگوں کو پیر، بزرگ اور اللہ والا کہا جاتا ہے۔

آخرت میں صرف اعمال کام آئیں گے

علماء نے فرمایا ہے کہ اللہ والا وہ ہے جس کو دیکھ کر خدایاد آجائے اور جس کی مجلس میں بیٹھنے کی وجہ سے تغذی پیدا ہوجائے اور نبی ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا آجائے ، آج زمانے کے حالات بدل چکے ہیں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کون درحقیقت اللہ والا ہے ، بس جو کرامت دکھاتا ہے اس کو اللہ والا کہا جاتا ہے چاہے اس کی زندگی بدعملی میں گذر رہی ہو اور چاہے وہ غلط راستے پر ہی کیوں نہ چل رہا ہو، ہم ایسے لوگوں کو پیر مانتے ہیں جو بڑے بڑے کرتے اور بڑی بڑی پگڑیاں اور ٹوپیاں پہنتے ہیں اور جن کے پیچھے لوگ رہتے ہیں جو اپنے آپ کو پیر کہتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ مجھے پیر مانو تمہارے اوپر جنت واجب ہوجائے گی اور تم آرام سے جنت میں چلے جاؤ گے، ایسے لوگ شیطان ہوتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے صاف ارشاد فرمایا کہ بخشش کا دار و مدار اپنے ایمان اور اعمال پر ہے ، حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کی لخت جگر ہیں ، حضرت ابوذر غفاریؓ رات کے وقت حضرت فاطمہؓ کو دفنائے اور قبر میں رکھتے وقت اور لحد میں ہاتھ مار کر فرماتے ہیں کہ اے لحد! آج تیری گود میں شہنشاہ دو جہاں ﷺ کی بیٹی آرہی ہے دیکھ ان کو کوئی تکلیف نہ ہونے پائے ، لحد سے آواز آتی ہے یہاں حسب ونسب نہیں چلتا یہاں تو اعمال کا سکہ چلتا ہے جن کا عمل اچھا ہوگا ان کو آرام ملے گا اور جن کے اعمال برے ہوں گے ان کو عذاب دیا جائے گا۔

بہرحال یہ پیر آج کل جنتی ہونے اور جنتی بنانے کا دعویٰ کرتے ہیں یہ گمراہ قسم کے لوگ ہیں جو دوسروں کے ایمان کو خراب کررہے ہیں ، یہ پیر نہیں بلکہ یہ تو ڈاکو ہیں ، پیر تو وہ ہے جو خود سنت پر چلے اور دوسروں کو بھی سیدھا راستہ دکھائے اور قرآن

وحدیث پر چلنے کی ترغیب دے ، خود بھی نمازی اور متقی ہو اور دوسروں کو بھی صراط مستقیم پر چلائے ۔ حضور ﷺ سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ سے محبت ہے آپ میری شفاعت فرمائیں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میری مدد کرو گے تو میں ضرور تمہاری سفارش کروں گا ، صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی کیسے مدد کروں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم نماز پڑھو ، روزہ رکھو ، نفل نماز پڑھو اور فرائض کو ترک نہ کرو جب یہ کام کرو گے انشاء اللہ میں تمہاری سفارش کروں گا۔

صرف دعویٰ کرنے سے کام نہیں چلے گا کہ حضور ﷺ کا امتی ہوں وہ میری سفارش کریں گے کچھ اعمال بھی ہمارے پاس ہوں جب کام چلے گا ورنہ مشکل ہوجائے گا ، حضور اکرم ﷺ تو اسی وقت سفارش فرمائیں گے جب آپ بھی حضور ﷺ کی لاج رکھتے ہوں یعنی حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق عمل کرتے ہوں ، اگر کچھ نہیں کیا ہے پوری زندگی بدعملی میں گذر گئی پھر بھی شفاعت کی امید کر رہا ہے تو اس سے کام نہیں چلے گا خود بھی کچھ کرنا ہوگا ورنہ حالات اتنے سنگین ہوں گے کہ کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا۔

روایت میں ہے کہ ایک امتی حضور ﷺ کے پیچھے بھاگا جائے گا یہاں تک کہ آپ ﷺ کا دامن تھام لے گا اور کہے گا یا نبی اللہ ﷺ میں آپ کا امتی ہوں ، اس وقت اللہ کے نبی ﷺ غصے میں اپنا دامن چھڑا لیں گے اور فرمائیں گے دور ہوجا تو نے دنیا میں میری سنتوں پر عمل نہیں کیا آج ضرورت پڑی ہے تو امتی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

حضرات ! اگر ہم حضور ﷺ سے شفاعت کی امید کرتے ہیں تو دنیا میں ہم ایسے عمل کریں جس سے حضور ﷺ خوش ہوں ، حضور ﷺ نے جو تعلیم دی ہے ہم خود اس پر عمل کرنے والے بن جائیں تا کہ حضور ﷺ کی شفاعت نصیب ہوسکے۔

بہت سے پیر شیطان ہیں

بات یہ چل رہی تھی کہ ایسے پیر جو مریدوں کی کمائی پر نظر رکھتے ہوں ایسے پیروں سے دور رہنا چاہئے ،ایسے پیر جو عورتوں سے مصافحہ کرتے ہوں اور غیر عورتوں سے خدمت کراتے ہوں ایسے شیطانی پیروں سے دور رہنا چاہئے ، حضرت غوث پاکؒ نے فرمایا ہے کہ وہ پیر نہیں بلکہ شیطان ہے جو نامحرم عورتوں کو اپنے سامنے بٹھا کر بات کرتا ہے پیر دبواتا ہے ،تنہائی میں بلاتا ہے وہ پیر نہیں شیطان ہے، بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ پیر وہ ہوتا ہے کہ دیوار اور عورت اس کیلئے برابر ہو، اس کے اندر شہوت کا غلبہ ہی نہ رہے ، آج کل تو پتہ ہی نہیں چلتا ہے کہ اصلی اور نقلی پیر کون ہے،اصلی اور نقلی کا معیار قرآن وسنت ہے جو شخص قرآن وسنت کے مطابق اپنی زندگی گذار رہا ہے وہ اصلی پیر ہے اور جو اس کے خلاف ہو وہ نقلی پیر ہے، پیر اور نماز چھوٹ جائے ، پیر اور روزہ چھوٹ جائے ، پیر اور جھوٹ بولے ، پیر اور برائی کرے ، پیر اور بدکاری کرے، پیر اور شراب پئے ،شرم آنی چاہئے ایسے لوگوں کو جو پیروں کے نام پر دھبہ کلنک بنے ہوئے ہیں، ایسے لوگ سیدھے سادھے ایمان والوں کو گمراہ کر رہے ہیں، یہ پیر نہیں ایمان پر ڈاکہ ڈالنے والے ہیں۔

ایک حیرت انگیز واقعہ

حضرت گنگوہیؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بہت بڑا ڈاکو تھا، زندگی بھر ڈاکہ ڈالتا رہا جب بوڑھا ہو گیا تو سوچا کہ اب کیا کروں ؟ زندگی کیسے گذرے اور کھانے کا کیا ذریعہ ہو؟ سمجھ میں ایک بات آئی کہ سب سے اچھا پیر بننا ہے چنانچہ پیری کا بھیس اختیار کرلیا ڈاڑھی بڑھائی ،لمبا جبہ اور سر پر پگڑی لگا کر ایک مقام پر بیٹھ

گیا آنے جانے والے لوگوں نے دیکھا کہ ایک پیر بیٹھا ہوا ہے کچھ دنوں کے بعد لوگوں کو اس سے عقیدت ہو گئی اور اس سے بیعت ہونے لگے، لوگوں نے سمجھا کہ کوئی اللہ والا ہے کیونکہ وہ کسی سے کچھ نہیں لیتا تھا بس ہر وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہتا، جو لوگ اس سے بیعت ہوئے ان کو وظائف بتائے مجاہدے کرائے یہاں تک کہ اس سے بیعت ہونے والے لوگ بہت اونچے مقام کو پہونچ گئے اور ان کو آسمان وزمین کے باہر کی چیزیں نظر آنے لگی ایک دن سارے مریدین نے سوچا کہ ذرا دیکھیں تو سہی کہ ہمارے پیر صاحب کا مقام کتنا اونچا ہے یہ کتنے بڑے پیر ہیں؟ سارے مریدین مراقبے میں بیٹھ گئے اور اپنے پیر صاحب کا مقام تلاش کرنے لگے، پیر صاحب کا مقام کسی کو نظر ہی نہیں آیا سب سوچنے لگے کہ کیا بات ہے؟ سارے مریدین کہنے لگے کہ حضرت کا مقام اتنا اونچا ہے کہ ہماری پہونچ وہاں تک نہیں ہوسکتی، چنانچہ سارے مریدین حضرت کی خدمت میں پہونچے اور عرض کرنے لگے کہ حضرت! گستاخی معاف ہم سب نے آپ کا مقام ولایت تلاش کیا لیکن کسی کو کچھ بھی نظر نہیں آیا ہم سب جاننا چاہتے ہیں کہ آپ کا مقام ولایت کتنا بلند ہے؟ وہ چور تھا اس نے تو پیری کا ڈھونگ رچا رکھا تھا لوگوں کو دھوکہ دے رہا تھا رونے لگا اللہ نے اس کے دل میں سچائی پیدا فرمادی اور وہ سچ بولنے پر مجبور ہو گیا، کہنے لگا کہ بھائی اصل بات یہ ہے کہ میں کوئی پیر نہیں ہوں میں تو کچھ بھی نہیں ہوں ، میں نے پیر بن کر لوگوں کو دھوکہ دیا ہے اب تم سب مل کر میرے لئے دعا کرو کہ اللہ مجھے مقام ولایت نصیب فرمائے ،سارے لوگوں نے مل کر دعا کی کہ یا اللہ جس آدمی کے ہاتھ پر ہم نے بیعت کی تھی بے شک پہلے وہ خراب تھا لیکن اب نیک بننا چاہتا ہے تو اس کو بھی مقام ولایت عطا فرما۔

حضرت گنگوہیؒ نے لکھا ہے کہ اللہ نے ان کو بہت اونچا مقام عطا فرمادیا اور پھر وہ ولی کامل بن گئے، تو معلوم ہوا کہ جب تک خود اپنے احوال درست نہ ہوں اور انسان خود کو بدلنے کی کوشش نہ کرے اس وقت تک انسان کی زندگی بدل نہیں سکتی۔

ایک یہودی کی نقل اللہ کو پسند آگئی

حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک شخص نے ایک یہودی کو جنت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا تو ان کو بڑا تعجب ہوا اور انہوں نے اس یہودی سے پوچھا کہ بھائی تم تو جنت میں ٹہل رہے ہو تمہیں یہ مقام کیسے ملا؟ تو اس یہودی نے جواب دیا کہ میں حضرت عمرؓ کی نقل کیا کرتا تھا کہ وہ دربار میں کیسے بیٹھتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں، حالانکہ میں یہ سب مذاق میں کیا کرتا تھا مگر اس نقل کو اللہ نے اتنا پسند فرمایا کہ مرنے سے پہلے مجھے ایمان کی توفیق ہوگئی اور اللہ نے جنت میں داخل کردیا۔

دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

سیرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْد وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاِذِابْتَلٰی اِبْرَاهِیْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظَّالِمِیْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

بزرگان محترم، نوجوانان اسلام اور عزیز طلبہ! اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ ضابطہ اور اصول رہا ہے کہ جب کسی کو اپنا خاص، مقرب اور محبوب بنانا چاہتے ہیں تو اس کو آزمائش میں ڈال دیتے ہیں اسلئے کہ جب تک امتحان نہ ہو اس کی صلاحیت اور اس کی استعداد معلوم نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی مختلف طریقوں سے آزمایا، جس کا جتنا بڑا رتبہ ہوتا ہے اتنے ہی اس کیلئے مصائب وآلام ہوتے ہیں، جتنا بڑا مقام ہوتا ہے اتنا ہی بڑا امتحان بھی ہوتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبوت، رسالت اور پیغمبریت کے ساتھ یہ خصوصیت رکھی ہے کہ جب اپنے پاک نفوس اور بندوں کو نبی یا رسول بناتے ہیں تو ان کو ضرور آزمائش میں مبتلا کرتے ہیں اسلئے کہ ان کی آزمائش، ان کا امتحان اوران پر آنے والی پریشانیاں ان کی شخصیت کو نکھارتی ہیں جس طرح سونے کو بھٹی میں تپایا جاتا ہے اور وہ نکھر جاتا ہے بالکل اصلی ہوجاتا ہے اور کھوٹ دور ہوجاتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام سے کبھی غلطی نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کو گناہوں اور غلطیوں سے پاک اور صاف رکھا ہے اسلئے کہ انبیاءؑ پوری کائنات کے لئے ایک کھلی کتاب کے مانند ہوا کرتے ہیں، آئینہ ہوا کرتے ہیں، آئینہ اگر گندہ اور دھندلا ہوجائے تو اس میں چہرہ صاف نظر نہیں آئے گا تو انبیاء علیہ السلام اپنی امت کے لئے آئینہ ہوا کرتے ہیں اسلئے وہ نہایت پاک وصاف ہوتے ہیں ان کے اعمال اور اخلاق بہت بلند ہوتے ہیں ان کا ظاہر اور باطن سب کچھ پاک اور صاف ہوتا ہے کوئی نقص نہیں ہوتا، کسی بھی قسم کا کوئی جھول نہیں ہوا کرتا، اس کے باوجود انبیاء کو اللہ تعالیٰ آزمائش میں ڈالتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے برگزیدہ پیغمبر ہیں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام پر سوصحیفے نازل فرمائے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آنے والی پوری نسل کا امام بنایا، دنیا میں اس وقت سب سے بڑی آبادی کرسچن کی ہے ان کو نصرانی اور عیسائی بھی کہا جاتا ہے یہودی قوم جس کو اسرائیل کہا جاتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اسلئے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام

دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں آگے چل کر خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اسلام کی حقانیت کا سلسلہ آپ کی ذات مبارکہ سے چلا ہے حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے یہ لوگ جن کو یہودی اور کرسچن وعیسائی کہتے ہیں پیدا ہوئے ان میں آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ لوگ ماننے والے ہیں اوران کا اصل نسب حضرت اسحاق علیہ السلام سے جاملتا ہے، قرآن مجید نے بھی اس کو بیان کیا ہے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جیسا مقام رکھا تھا اس مقام ومرتبہ کی حیثیت سے آپ کو آزمایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے دوست ہیں

اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبی اس دنیا میں بھیجے کسی کو صفی اللہ کہا گیا، کسی کو کلیم اللہ اور کسی کو روح اللہ کہا گیا لیکن جب ابراہیم علیہ السلام کی باری آئی تو فرمایا ابراہیم خلیل اللہ ہیں ہمارے دوست ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دوست کا لقب عطا فرمایا ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ہیں ساری مخلوق کو پالنے والے ہیں، مالک وخالق ہیں، مختار کل ہیں، ایسی عظیم الشان ہستی جس نے اپنے حکم سے سارے عالم کو پیدا کیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ پکارتی ہے، فرمایا ابراہیم ہمارے دوست ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شکل وصورت کے ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ذبیح اللہ کہہ کر پکارا دونوں باپ بیٹے ایک ہی شکل کے تھے کبھی کبھی مغالطے میں لوگ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خلیل اللہ کہہ دیا کرتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذبیح اللہ، اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں آئی تو اللہ تعالیٰ نے باپ اور بیٹے میں تھوڑا سا فرق پیدا فرمادیا۔

سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کے بال سفید ہوئے

روایت میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بال سفید ہوئے اس وقت تک دنیا میں کسی انسان کے بال سفید نہیں ہوئے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آئینہ دیکھا بڑا تعجب ہوا کہا کہ یہ بال کیسے سفید ہوگئے اللہ سے عرض کیا اے اللہ! یہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہمارا نور ہے اور فرمایا کہ ہمیں یہ بات پسند نہیں آئی کہ کوئی ہمارے خلیل کو ذبیح کہہ کر پکارے اسلئے ہم نے سفید بال پیدا فرمادیئے تاکہ لوگوں کو مغالطہ نہ ہو، تو ابراہیم علیہ السلام کی یہ خصوصیت ہے کہ سب سے پہلے دنیا میں آپ کے بال سفید ہوئے گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بزرگی مسلّم طور پر عطا فرمائی تھی ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی، رسالت کے اعتبار سے بھی اور انسانیت کے اعتبار سے بھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امامت عطا فرمائی اور آنے والی نسل کا امام بنایا اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی یادگار کو کسی نہ کسی طریقہ پر قائم رکھا ہے لیکن ابراہیم علیہ السلام کی مبارک زندگی کے بہت سے احوال اور بہت سی چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے زندہ رکھا ہے، ابراہیم ہی وہ مبارک شخصیت ہیں کہ ان کے ہاتھوں سے اپنا مبارک گھر تعمیر کرایا، اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کیلئے بنایا گیا وہ مکہ میں ہے جو ساری دنیا کیلئے ہدایت کا باعث، برکتوں اور رحمتوں کا سبب ہے، ابراہیم علیہ السلام کے دست مبارک سے تعمیر کیا ہوا خانہ کعبہ کو اللہ نے اپنا گھر قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ادائیں اتنی پسند آئیں کہ ان کے حالات کو قرآن کریم میں ذکر فرمایا کہ ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے تمہیں دین حنیف عطا فرمایا مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا ابراہیم کی ملت پر پیدا فرمایا۔

ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کو اپنے دست مبارک سے تعمیر فرمارہے ہیں جب خانہ کعبہ تیار ہوجاتا ہے تو جس پتھر پر کھڑے ہوکر خانہ کعبہ کی تعمیر فرمارہے تھے اور آپ کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام آپ کے ساتھ لگے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے اس بات کو گوارہ نہیں کیا کہ جس پر میرا خلیل اور میرا بنایا ہوا امام کھڑا ہو اس پتھر کو ویسے ہی بھلا دیا جائے یا پھینک دیا جائے، قاعدہ اور اصول ہوتا ہے کہ جب کوئی تعمیر کرتے ہیں یا دیوار بناتے ہیں تو سیڑھی کی ضرورت پڑتی ہے یا ایسی چیز ہوتی ہے جس پر کھڑے ہوکر دیوار تعمیر کرسکیں تاکہ اوپر تک تعمیر کرتے ہوئے آگے بڑھیں، کعبۃ اللہ شریف کو اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ جب تعمیر ہورہی تھی تو جس پتھر پر ابراہیم علیہ السلام کھڑے تھے وہ اپنے آپ اونچا ہوتا رہا یہاں تک کہ اسی پتھر پر کھڑے کھڑے ساری دیوار تعمیر کی گئی پھر اللہ تعالیٰ نے اس پتھر کو آنے والی نسل کے لئے یادگار بنادیا اور فرمایا کہ یہ مقام ابراہیم ہے اس کو ہم پسند کرتے ہیں، کعبۃ اللہ شریف کے بالکل دس پندرہ فٹ کے فاصلے پر مقام ابراہیم نصب ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کے نشانات موجود ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھو کیونکہ وہ مقبولیت کی جگہ ہے، موجودہ سعودی حکومت نے مقام ابراہیم کو ایک بہترین اور شاندار قبہ میں تبدیل کرکے محفوظ کردیا ہے اور اس کے اوپر زبردست شیشہ لگادیا ہے، کہا جاتا ہے کہ خدانخواستہ اگر اس پر بم بھی گرجائے تو بھی اس شیشے کو کوئی نقصان نہیں پہونچے گا وہ پتھر اس کے اندر محفوظ رہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کے نشانات ہیں جس کو قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ نے محفوظ کردیا ہے۔

سارے نبی حضرت آدم علیہ السلام کی ہی اولاد میں آئے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جتنا اپنا محبوب بنایا اتنا ہی ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور بیوی حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو محبوب بنایا ہے، حضرت اسماعیل علیہ السلام جب ایڑیاں رگڑنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی نازک ایڑیوں کے نیچے سے آبِ زم زم جاری فرمایا اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام پانی لینے کے لئے پریشان، کبھی صفا پر کبھی مروہ پر دوڑ رہی ہیں کہ کہیں پانی نظر آجائے تاکہ شیرخوار اسماعیل کو پلادوں، اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی برکت سے آنے والی نسل کو ایسا عظیم الشان تحفہ عطا فرمایا جس کی نظیر دنیا میں کہیں نہیں ملتی، دنیا کے سائنس دانوں نے اس پانی کو چکھا اور اس پر ریسرچ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ پانی آبِ حیات ہے اور اس میں ایسے ذرات موجود ہیں جس کو پینے سے بدن میں طاقت اور قوت آتی ہے اسلئے کہتے ہیں کہ کوئی آدمی اگر کچھ کھائے پئے نہیں صرف زمزم ہی پیتا رہے تو بھی اس کے اندر توانائی اور طاقت باقی رہتی ہے، سائنس داں کہتے ہیں کہ زمزم ایسے مقامات سے گذر کر آتا ہے جہاں پر سونے کے پہاڑ ہیں وہاں سے اللہ تعالیٰ نے اس پانی کو جاری فرمایا۔

زمزم سے بہتر پانی نہیں

پچیس سال پہلے یہودیوں کی ایک ایجنسی نے یہ افواہ اڑائی تھی کہ زمزم بہت قدیم بلکہ ہزاروں سال پرانا پانی ہے جس سے لوگ بیمار ہوسکتے ہیں چنانچہ سعودی حکومت نے دنیا کے بڑے بڑے سائنس دانوں اور پانی کے ماہرین کو بلایا اور کہا کہ اس پانی کو چیک کریں کیسا ہے؟ سبھوں نے یہ رپورٹ دی کہ آبِ زمزم سے بہتر دوسرا پانی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس نشانی کو قائم فرمایا، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس کے اندر جتنا زیادہ ایمان ہوگا اتنا ہی زیادہ اس پانی کو پئے گا اور جس نیت سے پیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری کرتے ہیں تو زمزم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی یادگار ہے۔

صفا مروہ کی دوڑ

فرمایا اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہ قرآن کریم میں اللہ نے ارشاد فرمایا کہ صفا اور مروہ اسلام کے شعائر میں سے ہیں، صفا اور مروہ کے متعلق بڑی عجیب بات لکھی ہے، پرانے زمانے میں ہزاروں سال پہلے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے کے بعد صفا اور مروہ نام کے مرد اور عورت تھے ان دونوں میں معاشقہ تھا، آدمی پر جب شیطان سوار ہوتا ہے اور شہوت غالب ہوتی ہے تو پتہ نہیں چلتا کہ وہ کیا کر رہا ہے، چنانچہ یہ دونوں عورت مرد کعبۃ اللہ کے اندر چلے گئے اور وہاں دونوں نے زنا کیا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پر یہ عتاب نازل فرمایا کہ یہ دونوں پتھر بن گئے صفا بھی اور مروہ بھی، صفا عورت تھی اور مروہ مرد تھا، صبح کے وقت کعبۃ اللہ کا دروازہ کھولا تو پتہ چلا کہ یہ دونوں پتھر ہوگئے ہیں، چونکہ ان دونوں نے کعبۃ اللہ کی عظمت کو پامال کرنا چاہا تھا اسلئے مکہ کے لوگوں نے عبرت کے طور پر کعبۃ اللہ کے سامنے جو دو پہاڑیاں ہیں ان دونوں مورتیوں کو رکھ دیا ایک پہاڑی پر صفا کی مورتی کو اور دوسری پہاڑی پر مروہ کی مورتی کو، تاکہ لوگوں میں عبرت ہو۔ چنانچہ حادثات آتے رہے طوفان بڑے بڑے آئے اور زمانہ دراز ہوتا چلا گیا لیکن یہ دونوں پہاڑیاں اسی نام سے مشہور ہوگئیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آیا تو چونکہ صفا اور مروہ کی کہانی عربوں کو یاد تھی اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تم صفا اور مروہ کی طرف دوڑ لگاؤ یعنی دونوں پہاڑیوں کے

درمیان سات چکر لگاؤ تو صحابہ کرام کے دل میں یہ خدشہ پیدا ہوئی کہ صفا اور مروہ تو غلط آدمی تھے؟ یعنی ان کے دلوں میں تھوڑی سی کراہیت پیدا ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان کی کراہیت دور کرنے کے لئے آیت نازل فرمائی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ کہ یہ دو پہاڑیاں شعائر اسلام میں سے ہیں یہ ہماری بارگاہ میں مقبول ہیں ان پہاڑیوں کے درمیان ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ اور ام المومنین حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے دوڑ لگائی تھی ان کی دوڑ اللہ کو بے انتہا پسند آئی اور حج میں ساری امت کے لئے ضروری قرار دے دیا۔

محبوب کے ساتھ رہنے سے محبوبیت حاصل ہوتی ہے

ایسا ہی ہوتا ہے جب ایک بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کے گھر والے اس کا ساتھ دیتے ہیں دین کی اشاعت کے لئے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گھر والوں کو بھی محبوب بنا لیتے ہیں ابراہیم علیہ السلام ایسے ہی انسان تھے جو خود بھی نبی تھے اور ان کو بیوی بھی ایسی ہی ملی تھی صابرہ شاکرہ کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے ان کو حکم دیا آمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہتی رہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پیدا فرمایا، ان کو ذبیح اللہ بنایا اور نبی بھی۔

اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا کہ بندہ جب ہماری راہ میں جدوجہد کرتا ہے تو ان کا ساتھ دینے والے کو بھی ہم اپنا محبوب بنا لیتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے نبوت عطا فرمائی اور ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے نبی بنا دیا تاکہ دونوں ساتھ ساتھ احکامِ خداوندی کا فریضہ انجام دیں، آج بھی ساری دنیا کے مسلمانوں پر لازم اور فرض ہے کہ ہمارا بھائی اگر دین کا کام

کر رہا ہے تو سب کو اس کا ساتھ دینا چاہئے ہوسکتا ہے کہ اس کا ساتھ دینے سے اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اپنا محبوب بنالیں اور ہم سے بھی راضی ہوجائیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مبارک زندگی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کوئی انسان نیک کام کر رہا ہے اور اللہ کی راہ میں ہے تو اس کے کام میں رکاوٹ ڈالنے کے بجائے ہم اس کا ساتھ دیں، ہوسکتا ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی شرف قبولیت سے نوازے اور ہمیں بھی اپنا محبوب بنالے، بڑا عجیب معلوم ہوتا ہے کہ ہم سے تو کوئی دین کا کام تو ہوتا نہیں اگر ہمارا بھائی کر رہا ہے تو ہم ہی رکاوٹ بننے کی کوشش کرتے ہیں، ایک آدمی ہے کل تو نماز نہیں پڑھتا تھا آج نماز پڑھ رہا ہے تو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ارے بھائی یہ کیا ہوگیا ارے یہ تو بڑے مولانا صاحب بن گئے ملاجی بن گئے پتہ نہیں اور کیا کیا القاب سے نوازتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اسی پچھلے راستے پر لوٹ آتا ہے، کچھ لوگوں کی عادت یہ ہوتی ہے کہ بلاضرورت کسی کو لعن طعن کرتے ہیں اور کہتے ہیں دیکھا دکان کو چھوڑ کر مسجد چلا جاتا ہے دکان اور کاروبار کو چھوڑتا ہے اور دوسرے کاموں میں لگ جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

محترم دوستو! حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مبارک زندگی سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ انسان کو مقام اور مرتبہ کے اعتبار سے تکالیف کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اللہ تعالیٰ نے امام بنایا لیکن ساتھ ہی آزمائش میں بھی مبتلا کردیا تاکہ سیرت و کردار سازی میں مصائب و آلام کو بھی مدنظر رکھا جائے اور دنیا والوں کو معلوم ہوجائے کہ جتنا سِوا رتبہ اتنا سِوا مشکل۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

گمراہی کے راستے

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْد وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَاءَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

ضلالت کے جو رستے ہم کو دکھلاتے ہیں گمراہی
بچا ان راستوں سے اور کردے ہم کو آگاہی

محترم بزرگو اور نوجوانان اسلام! اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے مادی اور روحانی غذا پیدا فرمائی، مادی غذا زمین سے نکلتی ہے، کھیتی، فصل مختلف پیڑ پودوں اور مختلف بیجوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ غذا پہونچاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی رازق ہیں

روحانی غذا اللہ تعالیٰ کا ذکر، اس کی یاد، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خشوع اور خضوع، اللہ تعالیٰ کی ذات سے محبت اور اس کی خوشنودی کی طلب وغیرہ ہیں یہ تمام

چیزیں روحانی غذا کی حیثیت رکھتی ہیں، چونکہ انسان کو اربع عناصر سے بنایا گیا ہے اس میں مٹی، پانی، آگ اور ہوا شامل ہے اس لئے انسان کے اندر ضرورت کے اعتبار سے مادّی غذا بھی اہمیت رکھتی ہے، اللہ تعالیٰ نے بچوں کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کی غذا کا انتظام فرما دیا ہے، بچہ ابھی شکم مادر سے باہر نہیں آتا کہ ماں کی چھاتیوں میں اللہ تعالیٰ دودھ پیدا فرما دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ ھُوَالرَّزَّاقُ ذُوْ الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنِ کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہی تمہارے لئے رزق کا انتظام فرمانے والے ہیں، معلوم ہوا کہ رزق انسان کی زندگی میں بہت ہی اہمیت کا حامل ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے بہت سے صفاتی نام ہیں ان میں سے ایک صفاتی نام رزاق بھی ہے، دنیا میں جس طرح اللہ تعالیٰ انسان کو زندگی دیتے ہیں، عزت اور شہرت دیتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ رزق بھی دینے والے ہیں، اور فرمایا کہ جس کو ہم چاہتے ہیں بے حساب رزق دیتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ، معلوم ہوا انسان کی ضرورتوں کی تکمیل بھی اللہ تعالیٰ ہی فرماتے ہیں اور اس کے لئے جو ظاہری اسباب یعنی کھانا پینا انسانی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے، وہ بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِزْقِ اللّٰہِ کہ کھاؤ پیو اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے وَلَا تَعْثَوْا فِیْ الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ اور تم زمین کے اندر فساد مت کرو اور کہیں فرمایا کہ تم کھاؤ حلال رزق سے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، اس لئے کہ جو دینے والا ہے اس کا شکر ادا کرنا بے انتہا ضروری ہے، جب اللہ تعالیٰ بندے کو کوئی چیز عطا فرماتے ہیں اور بندہ اس نعمت پر شکر ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتے ہیں، اسی لئے فرمایا گیا کہ جو بندہ نعمت پر شکر ادا کرتا ہے ہم اس کو اور بڑھا دیتے ہیں اور جو ناشکری کرتا ہے اس کو پریشانیوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

فائدہ اور نقصان

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے دنیا میں غذائیں ایسی رکھی ہیں کہ جس سے انسان کی صحت بنتی ہے لیکن بہت سی چیزیں ہیں جن کو ممنوع قرار دیا ہے فرمایا تم ان کو استعمال مت کرو اسلئے کہ ان کے استعمال سے نقصان پہونچتا ہے، ہر چیز کی ایک ضد ہے، دن ہے تو رات کو بھی پیدا کیا یہ بھی نعمت ہے، دن کے اُجالے کو غنیمت سمجھا جائے اور رات کی اندھیری کو آرام کے لئے استعمال کرے، اسی طرح صحت دی تو بیماری بھی ہے کہ صحت ہی صحت نہیں جب بیماری کو یاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی شکر گذاری بھی کرے گا کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے صحت جیسی نعمت عطا فرمائی ہے، ایک انسان کمزور ہے دوسرا انسان طاقتور ہے دونوں میں کتنا تضاد ہے، ایک انسان عقل والا ہے اور دوسرا پاگل اور دیوانہ ہے دونوں میں کتنا فرق ہے، اسی طرح ایک انسان شکر گذار ہے اور دوسرا ناشکرا ہے دونوں میں کتنا فرق ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی ضد رکھی ہے، معلوم ہوا کہ ہر ایک چیز کے دو رُخ ہیں تا کہ آدمی اچھے اور برے کو سمجھے۔

اسی طرح غذاؤں میں بھی اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کو حلال اور کچھ کو حرام قرار دیا ہے، جن کے اندر پاکیزہ صلاحیت اور آخرت بنانے کی فکر ہے وہ حلال چیزوں کو پسند کرتے ہیں اور جن کو اچھی اور بری چیز کی تمیز نہیں ہے اور آخرت کی کوئی فکر نہیں ان کے یہاں حلال وحرام کی کوئی تمیز نہیں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطَانُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ** کہ شیطان تو چاہتا ہے کہ تمہارے اندر عداوت اور دشمنی پیدا کردے اور تمہیں ایک دوسرے کا دشمن بنادے، تمہارے اندر سے رحم کا مادہ نکل جائے اور حیوانیت داخل ہوجائے، شیطان مختلف

بہانوں سے انسان کو بہلاتا ہے فرمایا کہ شراب اور نشے کی چیزوں سے شیطان یہ چاہتا ہے کہ وہ انسانوں میں آپس میں دشمنی پیدا کرے، آج شراب اور نشے والی چیزیں عام ہوچکی ہیں، ایک زمانہ وہ تھا کہ جب کوئی شراب پی لیتا تو سماج کے لوگ حقیر نظروں سے اس کو دیکھتے اور اس کو برا سمجھا جاتا تھا، ہمارے نوجوان غلط ماحول اور غلط سوسائٹی میں بیٹھ رہے ہیں اور نہ جانے کتنی اقسام کی شراب استعمال کررہے ہیں اور ان کو کوئی احساس نہیں حالانکہ قرآن کریم میں فرمایا ہے **يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ الخ** اے ایمان والو تمہارے لئے شراب اور جوئے اور لاٹری کو بالکل حرام کردیا ہے اسلئے کہ یہ شیطانی کام ہیں، آج نوجوان مختلف مقامات اور مختلف ماحول میں جاکر بگڑ رہے ہیں کوئی ان سے پوچھنے والا ہی نہیں بلکہ آج جوئے کے اڈے اور دوکانیں کھلی ہوئی ہیں اور مسلمان بچوں کی لائف اور پیسہ اتنا برباد ہورہا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔

شراب سے عقل ماؤف ہوجاتی ہے

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شراب ایسی بلا ہے جس سے انسان کی عقل بہک جاتی ہے، عقل میں فطور پیدا ہوجاتا ہے، شراب سے بگاڑ آجاتا ہے، حضور ﷺ نے شراب پینے والوں پر لعنت فرمائی ہے مگر آج شراب اتنی عام ہوچکی ہے کہ انگریزی دواؤں میں بھی شراب اور الکوحل موجود ہے، خصوصیت کے ساتھ نیند اور کھانسی کی دواؤں میں اور موذی بیماریوں کی دواؤں میں، بیس تیس، چالیس پرسنٹ موجود ہے ہمیں یہ احساس نہیں کہ ہم کیا خرید رہے ہیں اور وہ شراب ہم دوا کے طور پر پی رہے ہیں۔ **اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ!**

یوروپ کا حال

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ شراب پئیں گے لیکن ان کو اس کا احساس تک نہ ہوگا، مغربی مما لک میں آج زیادہ حالات خراب ہیں، یوروپ کی حالت تو یہ ہے کہ وہاں کوئی تخصیص ہی نہیں کہ یہ مسلمان ہے یا غیر مسلم، عیسائی ہے یا یہودی، پانی کی جگہ شراب پی رہے ہیں، ایک صاحب سے ہماری ملاقات ہوئی انہوں نے بتایا کہ ماسکو میں ایک صاحب نے ان کی دعوت کی کہ شام میں آپ ہمارے مہمان ہوں گے، یہ ہندوستان کے رہنے والے تھے جب ان کے یہاں پہونچے تو میزبان نے ایک پیالے میں سوپ پیش کیا، انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے؟ میزبان نے کہا کہ یہ تو ہماری بہت پسندیدہ غذا ہے بلکہ پورے شہر اور پورے معاشرے میں بہت ہی زیادہ پسند کیا جاتا ہے انہوں نے پوچھا یہ سوپ کس چیز سے بنتا ہے؟ میزبان نے کہا کہ یہ خنزیر کے گوشت سے بنتا ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مہمان نے کہا کہ بھائی خنزیر تو حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف ارشاد فرمایا کہ خنزیر کا گوشت اس کی ہڈی، اس کی کھال، اس کی چربی سب حرام ہے اور آپ لوگ خنزیر کا گوشت کھا رہے ہیں یہ تو آپ کی عقل خراب کر دے گا اور آپ کے ایمان کو دل سے نکال دے گا، تو انہوں نے بڑے تعجب کا اظہار کیا کہ واللہ ہمیں تو آج تک معلوم نہیں تھا کہ سور کے گوشت سے ایمان خراب ہو جاتا ہے۔

بری سوسائٹی کا اثر

اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کے مسلمانوں کو بہت اچھے ماحول میں رکھا ہے، ہمیں اپنے نوجوانوں کی زیادہ فکر کرنی چاہیئے کہ غلط ماحول اور بری سوسائٹی میں نہ

جائیں جس سے ان کی زندگی خراب ہو، ایمان برباد ہو جائے، اللہ حفاظت فرمائے۔

ایک زمانے میں حشیش اور دوسری نشہ آور چیزوں کا بہت زیادہ چرچا ہوا کہ نوجوان بگڑ رہے ہیں معاشرے اور محلے کے اندر برائی پھیل رہی ہے لیکن آج شراب اور زنا وغیرہ عام ہو چکا ہے اور نوجوانوں کو کہا جاتا ہے کہ اس شراب میں نشہ نہیں ہے بعض نوجوانوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہندو بھائی جو ہمارے دوست ہیں جب ہم ان کے ساتھ بیٹھتے ہیں تو انکار نہیں ہوتا اور ہم بھی ان کے ساتھ پی لیتے ہیں، یہ کتنی غلط بات ہے، ہم کو اپنا پورا خیال رکھنا چاہیئے، ہمارا بچہ جس ماحول میں بیٹھ رہا ہے وہ ماحول اچھا ہے یا نہیں؟ ان تمام باتوں کا ماں باپ کو خیال کرنا ہے اور والدین کو سوچنا ہے کہ ہمارے بچوں کا دین اور ایمان محفوظ ہے یا نہیں؟

آخرت میں باز پرس ہوگی

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ہر باپ سے یہ سوال کیا جائے گا تو نے اپنے بچوں کی کس طرح پرورش اور تربیت کی؟ آجکل ماں باپ یہ سمجھتے ہیں کہ روٹی، کپڑا اور مکان کے بعد ان کی ذمہ داری ختم ہوگئی، حالانکہ ایسا نہیں ہے، حضور اکرم ﷺ نے صاف ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ہر باپ سے سوال کیا جائے گا کہ تو نے اپنے بچوں، گھر والوں کی کیوں دیکھ بھال نہیں کی، آج ہمارے نوجوانوں میں گٹکھے کا رواج ہو گیا ہے، یہ گٹکھا ایسی بلا ہے جو آدمی کے ظاہر اور باطن کو خراب کر دیتا ہے، گٹکھا بنانے والے بتاتے ہیں کہ چھپکلی اور گھر گٹ اس میں شامل کیا جاتا ہے تب جا کر گٹکھا بنتا ہے، آج کا نوجوان اس کا عادی ہے، ایک وقت کا کھانا نہ ملے تو برداشت ہے لیکن گٹکھا ملنا چاہیئے، اس کے متعلق ڈاکٹر بتا رہے ہیں کہ جو گٹکھا استعمال کرتا ہے اس کو منہ اور گلے کا کینسر آتا ہے، بہت سے نوجوان

میرے پاس بھی علاج کے لئے آتے رہتے ہیں، ان کا منہ ہی نہیں کھلتا ہے اور منہ کے اندر قسم قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ لوگ شراب پئیں گے مگر ان کو احساس نہیں ہوگا، وہ دور آج آ گیا ہے، ہمارے گھروں میں گٹکھے، گُل، تمباکو اور بیڑی سگریٹ کے نام پر معاشرے کو گندہ کیا جا رہا ہے۔

ایک عورت کو سگریٹ کا شوق

ایک واقعہ اخبار میں آیا تھا آپ نے بھی پڑھا ہوگا کہ ایک مسلمان دلہن سسرال میں آئی اور کہنے لگی مجھے سگریٹ لا کر دو، شوہر نے کہا تم کیا کروگی؟ عورت نے کہا کہ مجھے سگریٹ کی عادت ہے جب تک سگریٹ نہیں ملے گی مجھے نیند نہیں آئے گی، شوہر نے کہا کہ تم سگریٹ پیتی ہو جب کہ میرے گھر میں کوئی بھی سگریٹ نہیں پیتا، اس عورت نے کہا اگر لا کر نہیں دو گے تو میں تم سے خلع لے لوں گی لیکن میں سگریٹ چھوڑنے کو تیار نہیں ہوں۔

جب معاشرے کے اندر بگاڑ آجائے اور ہماری بچیاں اتنی خراب ہو جائیں اور نوجوان اتنے بگڑ جائیں تو پھر اللہ ہی محافظ ہے، حضور ﷺ نے شراب پینے والوں اور نشہ کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے، حدیث میں آتا ہے حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جبرئیلؑ میرے ساتھ تھے اور مُردوں کو عذاب ہو رہا تھا میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں کثرت کے ساتھ شراب پیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی شراب اور جوئے وغیرہ سے حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

خوفِ خدا

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ إِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازاًo حَدَائِقَ وَأَعْنَاباً o وَكَوَاعِبَ أَتْرَاباًo وَكَأْساً دِهَاقاً o لَّا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْواً وَلَا كِذَّاباًo جَزَاء مِّن رَّبِّكَ عَطَاء حِسَاباً o صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ۔

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

بزرگانِ محترم اور نوجوانانِ اسلام! اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور بے شمار نعمتوں سے نوازا فرمایا وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ لاَ تُحْصُوْهَا کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے، اللہ تعالیٰ نے سیدنا

حضرت آدمؑ کو اور آپ کی اولاد کو اس دنیا کا وارث اور اس دنیا کو آباد کرنے والا بنایا، دنیا کو گل گلزار بنانے کیلئے انسان اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرسکتا ہے، اگر یہی انسان بگڑ جائے اور گمراہ ہوجائے تو پوری دنیا کی تباہی کا ذریعہ بنتا ہے اور ایسا ہی ہوتا آیا ہے کہ جب انسان بگڑا تو پوری دنیا بگڑ گئی اور جب انسان سدھرا تو پوری دنیا سدھر گئی۔

انسان وہ ہے جو اللہ سے قرب رکھتا ہو

انسان اس کو کہتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ سے قرب اور محبت رکھتا ہو، اللہ کا خوف رکھتا ہو اور جس کے اندر اخلاق حسنہ ہوں اور جس کے اخلاق عمدہ ہوں دوسروں کو بھلائی پہونچانے کا ارادہ رکھتا ہو یہ ساری صفات انسان کے اندر رہیں یعنی انسان وہ ہے جس کے دل میں پوری انسانیت کا درد ہو اگر کسی کو تکلیف یا کسی پر ظلم ہو رہا ہو، کسی کے ساتھ ناانصافی ہورہی ہو یا کسی کے ساتھ معاملہ غلط ہو رہا ہو تو یہ اس کا ساتھ دے یا کم از کم اس کو اپنے دل میں محسوس کرے۔

انسان تین طرح کے ہیں

ہمدرد تین طرح کے ہوتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک آدمی وہ ہے جو برائی کو دیکھ رہا ہے اور اس کو برداشت نہیں کررہا ہے اس کو وہ اپنی طاقت اور ہاتھ سے روک سکتا ہے تو ظالم کا ہاتھ ظلم سے روک دے۔

دوسرا ہمدرد وہ ہے کہ جو طاقت استعمال نہیں کرسکتا لیکن زبان سے اس کو منع کرسکتا ہے اس کا درجہ پہلے سے کم ہے، اور تیسرے درجہ کا ہمدرد وہ ہے جو نہ طاقت کا استعمال کرسکتا ہے اور نہ زبان سے کچھ کہہ سکتا ہے بلکہ دل سے برا سمجھ رہا ہے۔

قیامت کے دن ہر ہر نعمت کا حساب دینا ہوگا

اللہ تعالیٰ نے بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے، ان نعمتوں کا قیامت کے دن حساب ہوگا اس دن پوری دنیا کو جمع کیا جائے گا اور ایک ایک چیز بلکہ ایک ایک قطرہ کا حساب دینا ہوگا، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس طرح حساب لیں گے کہ تصور میں نہیں آسکتا، اور یوں ارشاد فرمایا کہ جس آدمی سے حساب لیا گیا گویا وہ ہلاک ہوگیا، اللہ تعالیٰ حساب لینے پر آئیں اور انسان کی کوئی غلطی رہ جائے یا چوک ہوجائے یہ ناممکن ہے، اسی لئے حضور ﷺ دعا فرماتے یا اللہ بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل فرما۔ یعنی اگر حساب لیا جائے تو یہ بہت مشکل ہوگا، ایک آدمی صبح سے شام تک جو خرچ کرتا ہے اگر وہ نہ لکھے تو دوسرے دن کا حساب دینا مشکل ہوجاتا ہے۔

قیامت کے دن حساب کی ایک مثال

حضور ﷺ نے ایک مرتبہ سفر کے بیچ صحابہ کرام کے درمیان کچھ پیسے تقسیم فرمائے کچھ درہم ودینار تقسیم کئے کسی کو سو، کسی کو پچاس اور کسی کو بیس، حضرت علیؓ کو صرف ایک درہم ملا، حضرت علیؓ کو احساس بھی نہ ہوا کہ حضور ﷺ نے سب کو اتنا دیا اور مجھے صرف ایک درہم دیا، دو چار دن گذرے، دوپہر کے وقت جب کہ ریگستان بالکل تپ رہا تھا حضور ﷺ نے فرمایا کہ جن لوگوں کو میں نے پیسے دیئے تھے وہ سب حساب دیں، آپ نے ننگے پاؤں دھوپ میں کھڑے کرکے ایک ایک سے حساب لیا لیکن کوئی صحیح اور مکمل حساب نہ دے سکا ایک طرف پاؤں دھوپ میں جل رہے تھے دوسرے حساب یاد نہیں آرہا تھا، اخیر میں سیدنا حضرت علیؓ کو بلاکر فرمایا علی! حساب دو، حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور فوراً حساب دے دیا،

آپ نے ایک درہم مجھے دیا تھا اور میں نے فلاں فلاں جگہ اس کو خرچ کیا ہے، تو حضور ﷺ نے آخرت کی ایک مثال قائم فرمائی کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ حساب لیں گے، جن کو جتنا کم مال دنیا میں ملا ہوگا قیامت کے دن حساب وکتاب میں اتنی ہی آسانی ہوگی، ایک انسان کے پاس بے شمار دولت ہے تو قیامت کے دن اس سے بے شمار حساب بھی لیا جائے گا اور جن کے پاس دولت کم ہے قیامت کے دن حساب بھی آسان ہوگا۔

وہ لوگ جو دنیا میں غربت کا شکوہ اور ناداری کی شکایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے ایسے لوگوں کو حضور ﷺ کے اس ارشاد سے سبق لینا چاہئے کہ جس آدمی کے پاس جتنا کم مال ہوگا قیامت کے دن اتنا ہی آسان حساب اس سے لیا جائے گا۔

قرآن کریم میں اللہ نے ارشاد فرمایا ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ قیامت کے دن ہر ہر نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا، یہ بھی سوال کیا جائے گا کہ تم کو ایک گھونٹ ٹھنڈا پانی دیا تھا اس کا کیا شکر ادا کیا؟

دوستو! ہم یہاں سو دو سو آدمی بیٹھے ہیں شاید میں سمجھتا ہوں کہ پانی پینے کی دعا کسی کو یاد نہیں ہے، پانی پینے کی دعا حضور ﷺ نے بیان فرمائی سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یہ تو ہم سب ہی پڑھتے ہیں اس امت کا کیا حال ہوگا کہ جس کو پانی پینے کی دعا بھی یاد نہ ہو وہ بڑی بڑی نعمتوں کا شکر کیا ادا کرسکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا. حَدَائِقَ وَاَعْنَابًا کہ قیامت کے دن متقیوں کو ہم پورا پورا بدلہ دیں گے اور ان کے لئے بڑے بڑے باغات ہوں گے، آج کسی کو اگر پانچ ایکڑ کا ناریل کا باغ مفت میں مل جائے وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔

جنت میں طرح طرح کے میوے ہوں گے

اللہ تعالیٰ نے مومن اور مسلمانوں کے لئے جنت میں ایسے باغات لگائے ہیں کہ جب ہوائیں چلیں گی تو درخت کی شاخوں اور پتوں سے عجیب وغریب آواز آئے گی، ان کے تنے سونے کے ہوں گے اور ان پر انگور، سیب اور کھجوریں لگی ہوئی ہوں گی، دنیا میں اللہ نے کتنے فروٹ اور پھل پیدا کئے ہیں اس سے کہیں زیادہ اقسام کے اور زیادہ لذیذ جنت کے پھل ہوں گے، دیکھو جو پھل ہندوستان میں ہے وہ مصر میں نہیں اور جو مصر میں ہے وہ ہندوستان میں نہیں، کچھ پھل ایسے بھی ہیں جو شمال میں ہیں جنوب میں نہیں اور جو جنوب میں ہیں وہ شمال میں نہیں، بہت سے پھل یوروپ میں ہیں وہ ایشیا میں نہیں ہیں اور جو ایشیا میں ہیں وہ یوروپ میں نہیں ہیں۔

جب اس دنیا کا یہ حال ہے تو جنت کا کیا حال ہوگا؟ کیسے کیسے فروٹ اور پھل وہاں ہوں گے اللہ ہی بہتر جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ زمین کی برابر ایک روٹی بنائیں گے اور حکم فرمائیں گے کہ اس میں سے کھاؤ جو تمہارا دل چاہے، اس روٹی کو جنتی کھائیں گے جو دل کرے گا وہ ذائقہ اس کو ملے گا، خدا کی عجیب وغریب قدرت ہے۔

اللہ نے فرمایا کہ جنت میں ایسے عظیم الشان باغات اور درخت ہوں گے کہ انسان ان کا تصور بھی نہیں کرسکتا ہے۔

حضور ﷺ سے کسی صحابی نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ جنت میں کون کون سے پھل ہوں گے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں جتنے پھل ہیں وہ سب جنت میں ہوں گے اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے پھل اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے بندوں کو کھلائیں گے۔

جنت میں کوئی عورت بوڑھی نہ ہوگی

وَكَوَاعِبَ اَتْرَابًا اور جنت میں جتنی عورتیں ہوں گی وہ سب حسین وجمیل ہوں گی اور سب ایک ہی عمر کی ہوں گی ان میں کوئی بوڑھی نہ ہوگی، وَكَاْسًا دِهَاقًا اور چھلکتے ہوئے جام ہوں گے جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہوگی اور جس میں کوئی نشہ نہ ہوگا اور نہ اس میں کوئی برائی ہوگی کہ جس کو پینے سے انسان پاگل یا دیوانہ ہوجائے یا اس کے منہ سے بدبو آئے بلکہ اس جام سے مشک وعنبر کی خوشبو آئے گی اور جس پیالے میں یہ شراب دی جائے گی اس میں زنجبیل کی خوشبو ہوگی جس کو پینے کے بعد معدے تک خوشبو چلی جائے گی۔

دنیا کی زندگی چندروزہ ہے اصل تو آخرت ہے

حضرات ! انسان سوچتا ہے میں دنیا میں آگیا ہوں اب یہ دنیا ہی میرے لئے سب کچھ ہے ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے علاوہ بھی ایک عجیب دنیا بنائی ہے وہ متقی اور پرہیزگاروں کے لئے ہے جس کو اللہ نے محفوظ رکھا ہے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو ڈھانپ دیا ہے پریشانیوں سے اور غربت وافلاس سے، جو بندہ ان تمام مصائب پر صبر کرے اور اللہ سے مانگے اور کہے یا اللہ میں ان تمام چیزوں پر خوش ہوں جو تو نے مجھے عطا کی ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو قیامت کے دن ضرور جنت میں داخل فرمائیں گے۔

اسی طرح دوزخ کو اللہ نے ڈھانپ دیا ہے رنگینیوں سے خوبصورتی سے، خواہشات اور ہوس سے، جو شخص ان پر ٹوٹ پڑے گا وہ دوزخ میں جائے گا، اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا یا اللہ تو میری مغفرت فرما اور میری امت کی بھی

مغفرت فرما، اور بار بار اپنی امت کی مغفرت کی دعا فرماتے تھے، اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا رَبَّنَا اغْفِرْلِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابِ۔

انسان دعا کرنے میں کنجوسی نہ کرے

مسلمان جب وہ اپنے لئے دعا کرے تو اپنے والدین کے لئے بھی مغفرت کی دعا کرے بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی مغفرت کی دعا کرے، انسان کو خودغرض نہیں ہونا چاہئے جب پوری امت کے لئے دعا کرتا ہے تو اللہ کے فرشتے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اس کو بھی وہ چیز عطا فرما جس کی یہ دوسروں کو دعا دے رہا ہے۔

آج ہمارے اندر حسد ہے پڑوس میں اگر کسی کو خوش دیکھا تو پیٹ میں درد شروع ہوجاتا ہے، نیک تمناؤں کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ حسد کینہ اور بغض عود کر آتا ہے جو اللہ کو بالکل پسند نہیں ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دوسروں کے لئے دعا کرو اللہ تعالیٰ وہ چیز تمہیں بھی مرحمت فرمادیں گے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے جب کوئی بندہ اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر اپنے کسی رشتہ دار یا والدین کے لئے دعا کرتا ہے تو فرشتہ اس کے ساتھ لگا رہتا ہے اور اس کے رخسار سے اپنا رخسار لگا دیتا ہے اور کہتا ہے یا اللہ یہ بندہ جو دوسروں کے لئے مانگ رہا ہے اس کو بھی عطا کر، دوسروں کے لئے بھلائی مانگنے سے اس کے لئے خود بخود بھلائی ہوجائے گی۔ تم دوسروں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا، تم انسانوں کی بھلائی چاہو پیدا کرنے والا تمہاری بھلائی چاہے گا، آج آدمی خودغرض بن گیا ہے ساری بھلائی اپنے لئے ہی چاہتا ہے دوسروں کے لئے نہیں۔

جنت میں غیر نشہ آور شراب ہوگی

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا **وَكَأْسًا دِهَاقًا** کہ وہاں چھلکتے ہوئے جام ہوں گے، ایسی شراب ہوگی جو انسانوں کو مدہوش نہیں کرے گی نہ عقل ماؤف ہوگی بلکہ ایسی شراب ہوگی کہ اس کو پینے سے لذت اور فرحت محسوس ہوگی اور جسم میں توانائی دوڑ جائے گی، آگے فرمایا **لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا** کہ وہاں لغو اور بے ہودہ باتیں نہیں ہوں گی نہ وہاں کوئی جھوٹ بولے گا، آگے فرمایا **جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا** اور اللہ تعالیٰ اس دن بہترین بدلہ عطا فرمائیں گے ایسا بدلہ جس کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا، اور فرمایا **رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَٰنِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا** کہ اس دن ایسا رعب ہوگا اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر کہ فرشتے بھی قطار بنا کر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوجائیں گے کسی کو گردن اٹھانے کی ہمت نہیں ہوگی یہاں تک کہ حضرت جبرئیلؑ بھی اللہ کے خوف سے کانپتے ہوئے ہوں گے۔

فرمایا **لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا** کہ کسی کو اللہ رب العزت کی اجازت کے بغیر بولنے اور بات کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، اس دن پوری مخلوق ساکت اور جامد ہوگی، اس وقت کا بڑا عجیب وغریب منظر ہوگا اللہ سب کی حفاظت فرمائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بے ہوش ہوگئے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی تو بے ہوش ہوگئے، بخار چڑھ گیا، گھر میں لاکر لٹایا گیا، ایک مہینے تک تیمارداری ہوتی رہی جب بھی ہوش آتا آنکھوں

سے آنسو جاری ہوجاتے اور دعا فرماتے یا اللہ قیامت میں میرے ساتھ نرمی کا معاملہ فرما کیونکہ تیرے سامنے کھڑے ہونے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے، یہ اس کے خوف کا عالم ہے جس کے اسلام کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے مجھ سے کلام فرمائیں گے اور اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اور ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کو سلام فرمائیں گے، فرمایا میری امت کے پہلے شخص عمر ہی ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ خود سلام فرمائیں گے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ جس کو سلام فرمائیں اس کے مقام ومرتبہ کا کیا کہنا؟ حضرت عمرؓ فرش پر بولتے اور اللہ اس کو عرش پر کلام بنا کر نبی کریم ﷺ پر نازل فرما دیتا، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ مقام پر حضرت عمرؓ کی موافقت میں آیات نازل فرمائی۔

مریضِ عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان حضرات کا تھوڑا سا حصہ مرحمت فرمائے، ان کے دلوں میں جو خوف تھا وہ ہم سب کو عطا فرمائے اور نجات کا ذریعہ بنائے، فرمایا **إِنَّا أَنذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا** ہم نے تمہیں پہلے ہی بتادیا ہے کہ عنقریب ایک دردناک عذاب نازل ہونے والا ہے جس کو تم لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھو گے اور اس دن بدحواس ہوں گے وہ لوگ جنہوں نے کلمہ نہیں پڑھا یا، کلمہ تو پڑھا ہے مگر اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا اور اپنی خواہشات کے مطابق زندگی گذاری **وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا** اور کافر لوگ کہیں گے کاش میں مٹی ہوجاتا یا پتھر ہوجاتا، کہ قیامت کے دن حساب دینا نہ پڑتا۔

دنیا ایک سفر ہے جس کی منزل آخرت ہے

دوستو! یہ دنیا کی زندگی بہت تھوڑی سی ہے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی قدر کریں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ زندگی کتنے دنوں کے لئے دی ہے آدمی ہمیشہ رہنے کے لئے یہاں نہیں آیا یہ تو ایک سفر ہے دنیا میں آنے سے پہلے شکم مادر میں تھا اور اس سے پہلے عالم ارواح میں تھا ابھی عالم دنیا میں ہے اور پھر یہاں سے رخصت ہو کر عالم برزخ میں اور پھر عالم آخرت میں ہوگا، منزلیں بدلتی رہیں گی، آدمی تو اسی طرح باقی رہے گا لیکن مقامات بدلتے رہیں گے، انسان سوچتا ہے کہ جب مر جائیں گے تو بس مٹی میں مل جائیں گے یہ کفار و مشرکین کا عقیدہ ہے حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ نے اپنے خطبات میں فرمایا کہ انسان کی زندگی مسلسل ہے یہ کبھی ختم نہیں ہوگی البتہ مقامات بدلتے رہیں گے، اسلئے ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم نیکیوں سے اپنے اعمال نامے بھریں تاکہ ہماری آخرت سنور جائے۔ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

عمل کی راہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

حضرات محترم، نوجوانان اسلام اور معزز سامعین! اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو ایک پیغام دے کر بھیجا ہے بالخصوص مسلمان اور مومن کو ایک ابدی پیغام دے کر دنیا میں بھیجا ہے وہ پیغام اور فریضہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے اور اطاعت و فرمانبرداری کا احساس دلانے والا ہے قرآن کریم نے بیان کیا ہے **فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ**

دوڑ واللہ کی طرف، کسی چھوٹے بچہ کو جب کوئی پریشانی ہوتی ہے مصیبت آتی ہے یا ڈر محسوس ہوتا ہے تو ماں کی طرف بھاگتا ہے اور ماں سے جا کر چمٹ جاتا ہے، گویا ماں کی گود اس بچہ کے لئے امن اور شانتی کا گھوارہ ہے بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ماں اس کو مارتی ہے بھگاتی ہے لیکن بچہ بھاگنے کے بجائے ماں کی گود میں بیٹھ جاتا ہے ماں اس کو کوستی ہے اس پر غصہ کرتی ہے ناراض ہوتی ہے لیکن حقیقت میں اندر سے پیار کرتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو ماں سے بھی زیادہ محبت، عنایت، لطف وکرم اور پیار کرتے ہیں، جتنی محبت ماں اپنے بچہ سے کرتی ہے اس سے ہزار گنا زیادہ محبت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کرتے ہیں۔

ایمان جنت سے زیادہ قیمتی ہے

اللہ تعالیٰ نے مومن ومسلمان کو ایک خصوصی فریضہ دے کر بھیجا ہے اور اس کا نام دعوت رکھا وہی فریضہ آپ کو اللہ کی رحمت کے سائے میں داخل ہونے کی دعوت دے رہا ہے اسی کو قرآن کریم یوں بیان کرتا ہے وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا کہ وہ آدمی کتنا اچھا ہے یا اس آدمی کی بات کتنی اچھی ہے کہ جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے اور اللہ کے دین کی بات بتائے اور احساس دلائے کہ کائنات میں جتنی بھی مخلوقات اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں ان تمام سے زیادہ قیمتی یہاں تک کہ جنت سے بھی زیادہ قیمتی شے ایمان ہے کیوں کہ ایمان نہیں ہے تو جنت نہیں ملے گی اور ایمان نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں نہیں ملیں گی، گویا آخرت کی نعمتوں کا حاصل ہونا ایمان پر منحصر ہے ایمان قفل ہے اور عمل اس کی چابی، جب تک چابی آپ کے پاس نہیں ہوگی قفل کھول کر اندر داخل نہیں ہوسکتے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں ایمان بہت ہی متبرک اور محترم ہے، وہ آدمی اللہ کی نظر میں سب سے بہتر ہے

جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے اور اللہ کی طرف آنے کی دعوت دے لوگوں کو ان کا فریضہ یاد دلائے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو دنیا میں اسلئے بھیجا ہے تاکہ تم خود بھی عمل کرنے والے بنو اور دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ۔

وَقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اور وہ یوں کہے کہ میں سب سے پہلے اللہ کا فرمانبردار بندہ ہوں اللہ پر ایمان لانے والا ہوں، کوئی آدمی کسی کو برائی سے روکتا ہے تو ضروری ہے کہ پہلے وہ اس برائی سے خود رک جائے مثلاً ایک آدمی شراب پی رہا ہے وہ دوسروں سے کہے کہ تم شراب مت پیو، بتائیے کہ کون اس کی بات مانے گا؟ ایمان چونکہ ایسی نعمت ہے جو تمام برائیوں سے بچانے والی ہے، مسلمان مسلّم ایمان ہے سر سے پیر تک نور ہی نور، ایمان ہی ایمان، مسلمان وہ ہے کہ جس کو دیکھ کر خدا یاد آئے، مسلمان وہ ہے کہ جس کی مجلس میں بیٹھ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی یاد آجائے، مسلمان کی محبت اور دل میں خوفِ خدا پیدا ہوجائے، رضائے الٰہی اور محبتِ خداوندی پیدا ہوجائے، آخرت کی فکر اور دنیا سے بیزاری پیدا ہوجائے۔

آپ کسی تاجر کے پاس بیٹھیں گے تو آپ سے وہ تجارت ہی کی بات کرے گا، عطر بیچنے والے کے پاس بیٹھیں گے تو وہ عطر کی بات کرے گا مسلمان پہلے مسلمان ہے اس کے بعد تاجر، پہلے مسلمان ہے اس کے بعد دوکاندار وغیرہ وغیرہ۔ مسلمان داعی الی اللہ ہے یعنی اللہ کی طرف بلانے والا ہے اسی کو مسلمان کہتے ہیں اس کے ہاتھ، پیر، اس کی حرکات وسکنات اور اس کی ہر ادا اللہ کی طرف بلانے والی ہو، چھلنی میں اگر پانی ڈالو تو اس کے ہر سوراخ سے پانی ٹپکے گا اسی طرح مسلمان اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ دینِ اسلام کی فکر میں گذارے اور دین کو زندہ رکھنے والی باتیں اس کی زبان سے نکلیں اسی کو مسلمان کہا جاتا ہے۔

نصیحت کا عجیب وغریب واقعہ

وَقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وہی خدا کو زیادہ محبوب ہے جو پہلے خود عمل کرے اس کے بعد دوسروں کو عمل کرنے کی دعوت دے، ایک مثال سے سمجھئے حضرت علیؓ سے ایک بوڑھی عورت نے عرض کیا میرا بیٹا مٹھائی بہت کھاتا ہے اور مجھے بار بار پریشان کرتا ہے، آپ اس کو نصیحت فرمادیجئے یہ مٹھائی نہ کھائے، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس بچہ کو کل لے کر آنا، بوڑھی عورت دوسرے دن خدمت میں پھر حاضر ہوئی، حضرت علیؓ نے بچہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا کہ بیٹے مٹھائی نہ کھایا کرو تمہاری ماں کو تکلیف ہوتی ہے جو لوگ حضرت علیؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے عرض کیا کہ حضرت اتنی سی بات تو آپ کل بھی کہہ سکتے تھے، فرمایا میں اس کو یہ بات کل بھی کہہ سکتا تھا لیکن نصیحت کرنے سے پہلے ناصح خود عامل ہو تب اس کی نصیحت کا دوسروں پر اثر ہوتا ہے، ارشاد فرمایا کہ کل تک میں خود مٹھائی کھاتا تھا اب میں نے کل سے مٹھائی کھانا چھوڑ دی اس کے بعد بچہ کو نصیحت کی ہے کہ مٹھائی مت کھایا کرو اب انشاءاللہ تعالیٰ اس بچہ پر نصیحت کا اثر ہوگا، اپنے آپ کو جب احساس ہوجاتا ہے تو دوسروں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے مثلاً آئینہ ہے آپ دیکھیں گے تو آپ کی صورت نظر آئے گی اور جب میں دیکھوں گا میری صورت نظر آئے گی اگر اس آئینہ کو سورج کی طرف کردیا جائے تو اس میں سے سورج کا عکس نکلے گا پھر اس آئینہ کو جدھر بھی کروگے اُدھر ہی اس کی روشنی جائے گی، اسی طرح دل کا رخ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے اعمال کی طرف ہوگا تو یہ دل جو جسم کے اندر ہے خود بخود نورانی ہوجائے گا اور دوسروں پر بھی نورانی اثر ڈالے گا۔

حقیر نہ سمجھو

قرآن مجید نے بیان کیا ہے وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ یاد رکھو نیکی اور بدی یہ دونوں کبھی برابر نہیں ہوسکتی دونوں کے راستے الگ الگ ہیں اور دونوں کے اثرات بھی الگ الگ ہیں، بھلائی کا اثر الگ ہے اور برائی کا اثر الگ، برائی کرنے والا آدمی یقیناً گنہگار ہے اس کے اعمال برے ہیں لیکن حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ برائی کرنے والوں کو کبھی حقیر نہ سمجھو، نہیں معلوم اللہ تبارک وتعالیٰ کب اور کس وقت ہدایت عطا فرمادیں اور وہ بہتر ہوجائے، ایک آدمی چور ہے یقیناً وہ کام غلط کررہا ہے اور گناہ کا کام ہے لیکن چور کو حقیر نہ سمجھو ممکن ہے کہ کل وہ چوری سے توبہ کرلے اور اللہ تعالیٰ اس کو ہم سے بہتر بنادیں، مطلب یہ کہ گنہگار کو حقیر نہیں بلکہ گناہ کو حقیر جانو۔

ایک عبرت آمیز واقعہ

واقعات میں ہے کہ ایک جگہ دو بھائی رہتے تھے ان میں سے ایک بھائی بڑا نیک اور بہت دیندار تھا جبکہ دوسرا بھائی شرابی اور بدکار تھا، بڑے بھائی اوپر والی منزل پر رہا کرتے تھے وہ بہت نیک تھے اور گوشہ نشینی اختیار کئے ہوئے تھے ان کے سینکڑوں شاگرد اور مریدین تھے، ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے اسی طرح پچیس سال کا عرصہ گذر گیا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں لگے رہتے اور چھوٹا بھائی جو نیچے رہا کرتا تھا اس کی محفل میں شرابی اور کبابی، گانے بجانے والے عیاش قسم کے لوگ رہا کرتے تھے جتنے بھی رند تھے سب ان کے پاس موجود رہتے تھے، بڑا بھائی ہمیشہ اپنے چھوٹے بھائی کو حقیر سمجھتا تھا کہ عجیب بدبخت آدمی ہے ہمیشہ

گناہوں میں مبتلا رہتا ہے دیکھو اللہ تعالیٰ نے مجھے کتنا نیک اور صالح بنایا ہے میری مجلس میں ہمیشہ نیک لوگ بیٹھتے ہیں پچیس سال سے بڑا بھائی نیکیوں میں اور چھوٹا بھائی گناہوں میں مبتلا تھا یکایک بڑے بھائی کے دل میں بات پیدا ہوئی کہ اتنے دن ہوگئے ہیں نیکیاں کرتے کرتے ، دنیا کا تو کچھ مزہ ہی نہیں لیا چلو آج چھوٹے بھائی کی محفل میں بیٹھ کر دیکھیں کیا مزہ ملتا ہے، عین اسی وقت چھوٹے بھائی کے دل میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ گناہ کرتے کرتے ایک طویل زمانہ گذر گیا کبھی نیکیاں تو کی ہی نہیں چلو آج بڑے بھائی کی مجلس میں بیٹھ کر دیکھتے ہیں ہوسکتا ہے خدا کا خوف پیدا ہوجائے، بڑا بھائی اوپر سے نیچے اتر رہا تھا چھوٹے بھائی کی مجلس میں رقص وسرور کا مزہ لینے کے لئے اور چھوٹا بھائی نیچے سے اوپر جارہا تھا نیک بھائی کی مجلس میں، اللہ والوں کے ساتھ شریک ہونے کے لئے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتُ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

مثلاً ایک من دودھ میں دس گرام پھٹکری ملا دو تو سارا دودھ پھٹ جائے گا برائی ذراسی ہو اور نیکی بہت زیادہ ہو تو وہ برائی نیکی کو ختم کر دیتی ہے، جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے تمام اعمال تباہ وبرباد ہوجاتے ہیں دنیا وآخرت میں گھاٹے اور خسارے میں رہتا ہے۔ بڑا بھائی نیچے چھوٹا بھائی اوپر چڑھ رہا تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عزرائیلؑ کو حکم ہوا جاؤ دونوں بھائیوں کی روح کو قبض کرلو چنانچہ حضرت عزرائیلؑ نے دونوں کی روح کو قبض کرلیا، چھوٹا بھائی توبہ کر چکا تھا کہ یہ کام نہیں کروں گا کیونکہ یہ کام برا ہے لہٰذا وہ جنت میں پہونچ گیا اور بڑا بھائی ساری نیکیوں کو چھوڑ کر برائیوں کی طرف آرہا تھا اس لئے اس کو دوزخ میں پہونچا دیا گیا۔ (اَلْاَمَانُ الْحَفِیْظُ)

اللہ رب العزت فرماتے ہیں اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ کہ تم اپنے اعمال سے، اپنے افعال سے، اپنے کردار سے، اپنے کیریکٹر سے برائی کا بدلہ بھلائی سے دو، اس جملہ کی تفسیر اور اس آیت کا مطلب علماء کرام اور مفسرین عظام اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ کوئی تمہارے لئے برائی کرے تو تم اس کے ساتھ اچھائی اور بھلائی سے پیش آؤ، ہمارے اکابر اور بزرگان دین ہمیشہ اسی کو پسند کرتے تھے کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیا جائے چنانچہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ کہ اگر کوئی برائی کر رہا ہے تو تم اس کے ساتھ بھلائی کرو اور اس کو معاف کردو، حضور اکرم ﷺ نے اسی کو اپنایا، آپ ﷺ کو بتایا فلاں یہودی آپ کو گالیاں دے رہا تھا حضور ﷺ نے گالیاں دینے والوں کو کھجوروں کا تحفہ بھیج دیا، یہ ہے برائی کا بدلہ بھلائی سے، آپ ﷺ نے کر کے دکھا دیا اور امت کو بھی یہی تعلیم دی۔

خدمت خلق کا عجیب وغریب واقعہ

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ ٹرین میں سفر کر رہے تھے ایک سکھ آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، بار بار باتھ روم میں جاتا اور واپس آکر بیٹھ جاتا وہ بہت پریشان تھا، حضرت مدنیؒ نے محسوس کیا کہ یہ بار بار جاتا ہے اور واپس آکر بیٹھ جاتا ہے، حضرت مدنیؒ معمولی آدمی نہیں تھے، نہایت اعلیٰ درجے کے قومی اور دینی رہنما تھے سیاست اور ولایت کے اعتبار سے بہت اونچے درجے کے حامل تھے اللہ رب العزت نے آپ کو علم کا سمندر عطا فرمایا تھا اٹھارہ برس کی عمر میں جب روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور عرض کیا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تو روزہ اقدس سے جواب ملا وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا وَلَدِیْ اس جواب کو وہاں موجود تمام لوگوں نے سنا یہاں

تک کہ مسجد نبوی میں جو حضرات موجود تھے ان لوگوں نے بھی سنا اور مولانا مدنیؒ جواب سن کر خاموشی کے ساتھ جا کر مسجد نبوی میں بیٹھ گئے ،آپ کے استاذ محترم حضرت شیخ الہندؒ نے معلوم کیا کس کے سلام کا جواب آیا ہے ؟ بڑے بڑے علماء موجود تھے مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھویؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ مولانا مرتضیٰ حسن صاحبؒ چاند پوری، ان تمام حضرات نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حسین احمدؒ کے سلام کا جواب آیا ہے، سب جا کر مسجد نبوی میں مولانا حسین احمد مدنیؒ سے ملے کہ تمہارے سلام کا جواب آیا ہے (میرے یا آپ جیسا ہوتا تو کہتا کہ ہاں بھائی میرے سلام کا جواب آیا ہے، بزرگوں کا قول ہے کہ جس پیڑ اور درخت پر جتنا پھل ہوتا ہے اس کی شاخیں اتنی ہی جھکی ہوئی ہوتی ہیں) مولانا مدنیؒ نے فرمایا ہاں اس گنہگار ہی کے سلام کا جواب سرکار دو عالم ﷺ نے دیا ہے۔

میں ان ہی کا واقعہ بیان کر رہا تھا کہ ٹرین سے سفر کر رہے ہیں ایک سکھ بار بار بیت الخلاء میں جاتا اور واپس آ کر بیٹھ جاتا ، پریشان تھا کئی مرتبہ ایسا ہوا، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اپنی جگہ سے اٹھ کر بیت الخلاء میں گئے کہ دیکھیں کیا بات ہے؟ آخر یہ آدمی اتنا پریشان کیوں ہے ؟ تو دیکھا کہ فلیش خراب اور زیادہ گندہ ہے ، حضرت مدنیؒ نے اپنی آستین چڑھائیں اور لوٹے اور پانی کے ذریعہ تمام غلاظت کو صاف کر دیا اور خوب دھونے کے بعد باہر آئے اور اس سکھ سے فرمایا کہ بیت الخلاء صاف ہو گیا آپ اندر جا سکتے ہیں وہ سکھ اندر گیا اور دیکھتا ہے کہ بیت الخلاء بالکل صاف ہے کوئی گندگی نہیں ہے اس نے اپنی حاجت پوری کی اور باہر آ گیا، وہ سکھ بیت الخلاء جانے سے پہلے مولانا مدنیؒ کو بار بار گالیاں دے رہا تھا اسے معلوم نہیں تھا مولانا مدنیؒ یہی ہیں جن کو میں گالیاں دے رہا ہوں اس کو تو علماء سے دشمنی تھی وہ دیکھ

رہا تھا کہ یہ بھی مولوی ہیں اس لئے ان کو سنا کر مولانا مدنیؒ کو گالیاں دے رہا تھا جب بیت الخلاء سے واپس آیا تو دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ شخص کتنا عظیم ہے۔

اس کو کہتے ہیں طریقت بجز خدمت خلق نیست ، اللہ تعالیٰ کو پانا ہے تو مخلوق کی خدمت کرنا ہے خدمت کئے بغیر خدا نہیں مل سکتا۔ آدمی نماز پڑھتا ہے اس کا بدلہ جنت ہے روزہ رکھتا ہے تو اس کا بدلہ جنت ہے، زکوٰۃ دیتا ہے اس کا بدلہ جنت ہے، نوافل ادا کرتا ہے تو اس کا بدلہ جنت ہے اور احکم الحاکمین ارشاد فرماتے ہیں بندوں کی خدمت کا بدلہ میں ہوں ، خیر ٹرین چلتی رہی جب ریلوے اسٹیشن آیا جہاں حضرت کو اترنا تھا وہاں پر حضرت کے استقبال کے لئے بہت بڑا مجمع تھا حضرت کو دیکھتے ہی لوگ نعرے لگانے لگے مولانا مدنی زندہ باد، سکھ کو احساس ہوا شاید یہی مولانا مدنی ہیں جن کو میں گالیاں دیتا آ رہا ہوں وہ سکھ حیرانی کے عالم میں لوگوں سے معلوم کر رہا ہے کہ مولانا مدنی کون ہیں؟ تو کسی نے بتایا کہ یہی تو مولانا مدنی ہیں وہ بہت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا میں گالیاں دے رہا تھا اور یہ سن کر مسکرا رہے تھے واقعی یہ عظیم انسان ہیں۔

دوستو ! کوشش ہونی چاہئے کہ ہماری ذات سے ہر کسی کو فائدہ پہونچے، نقصان نہ پہونچے یہ بات اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہے، اللہ رب العزت ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین !

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

صابرین کو بشارت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْد وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الأَمْوَالِ وَالأنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ٥الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُواْ إِنَّا لِلّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ٥ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمْ.

جب کوئی تازہ مصیبت ٹوٹتی ہے اے حفیظؔ
ایک عادت ہے خدا کو یاد کرلیتا ہوں میں

محترم بزرگو اور نوجوانان اسلام! اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنی قدرت کاملہ سے بنایا، کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کے حکم کے بغیر بنی ہو چاہے پہاڑ ہو یا رائی کا دانہ اللہ نے اپنے حکم اور اپنے دست قدرت سے بنایا ہے اور پھر ان کے خواص، فائدے

اور نقصانات بھی بنائے اور ان کا علم بھی عطا فرمایا تا کہ ان سے فائدہ اٹھائیں، ایمان ایک ایسی روشنی ہے جس سے اللہ تعالیٰ بہت سے علوم انسان پر منکشف فرما دیتے ہیں، اللہ نے غم اور خوشی بھی عطا فرمائی، عید بھی اور قربانی بھی، غرض انسانی زندگی مجموعہ ہے، بہت ساری چیزیں اس میں شامل ہیں، انسان کے مزاج میں، انسان کے عادات اور خصائل میں، انسان کی غذا اور چلنے پھرنے میں بہت تبدیلیاں آتی رہتی ہیں، یکسانیت نہیں رہتی، اسلئے ہر اچھی حالت میں اللہ کا شکر کرتے رہیں اور پریشانی کی حالت میں صبر کریں۔

صبر کے معنیٰ

صبر کے معنیٰ ہیں کسی بھی بیماری اور پریشانی کے وقت انسان اللہ کو نہ بھولے، مزاج کے خلاف جو ہو رہا ہے اس پر صبر اور استقامت اختیار کرے، ایک آدمی مار رہا ہے اور مار کھانے والا سر جھکا کر بیٹھ جائے اس کو صبر نہیں کہتے، صبر کا مطلب یہ ہے کہ جو پریشانی آرہی ہے علم و حکمت اور حسن تدبیر سے اس کو رفع کرے۔

اللہ سے مدد حاصل کرنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا یَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلاَةِ کہ اے ایمان والو! جب تم پر کوئی مصیبت اور پریشانی آئے تو صبر اور نماز کے ذریعہ مدد طلب کرو، اس میں نماز کا ذکر فرمایا نماز میں مومن اللہ سے ہم کلامی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مومن بندہ قریب ہو جاتا ہے حدیث پاک میں ہے کہ بندہ سجدے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہوتا ہے احساس ہونا چاہئے کہ اللہ سے سجدے کی حالت میں ہم کتنے قریب ہیں۔

آج ہماری نمازوں کی حالت یہ ہے کہ نماز ایک رسم بن گئی ہے قرآن کریم میں ارشاد فرمادیا کہ تم اللہ سے نماز کے ذریعہ مدد طلب کرو، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جنت عطا فرمائیں گے اور وہ جنت ایسی نہیں ہوگی جیسی یہ دنیا ہے، بلکہ جنت کی مٹی اور گارا مشک وعنبر سے بنا ہے اور دیواریں سونے اور چاندی کی ہیں اور جنت میں درخت اوران کی ٹہنیاں سونے کی ہیں جب ہوائیں چلتی ہیں تو اس کے اندر سے ایک خاص قسم کی سُریلی آواز نکلتی ہے۔

مومن کا امتحان

ارشاد فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفِ الآيَةُ تم سمجھتے ہو کہ ہم تمہیں ایسے ہی چھوڑ دیں گے اور ہم تمہیں ایسے ہی اپنی نعمتیں دیدیں گے؟ ایسا نہیں ہے بلکہ تمہارا کئی کئی طرح سے امتحان لیں گے، مِنَ الْخَوفِ کبھی تم کو خوف دے کر، کہ تم ہم سے ڈرتے ہو یا دنیا سے، اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں کہ تمہارے دل میں سانپ، بچھو، زہر، آگ، طوفان کا خوف ہے یا ہمارا، جب بندہ معرفت حاصل کرلیتا ہے تو اس کے دل میں صرف اللہ کا خوف باقی رہ جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا اس کو نہیں ڈراسکتی، آج ہمارے اندر بھی خوف ہے، ہم بچوں سے ڈرتے ہیں، گھر والوں سے ڈرتے ہیں، سماج سے ڈرتے ہیں بلکہ دنیا کی ہر چیز سے ڈرتے ہیں مگر اللہ سے نہیں ڈرتے جیسا کہ ہم کو ڈرنا چاہئے۔

وَالْجُوعِ اور ہم کبھی تمہیں بھوکا رکھ کر بھی آزمائیں گے، انسان بھوک برداشت نہیں کرتا، پہلے تو ایسا تھا کہ اگر کسی کے پاس کھانے کو نہیں ہوتا تو برداشت کرلیتے لیکن آج کا دور ایسا ہے کہ آدمی جسمانی اعتبار سے کمزور ہوگیا ہے، مذہبی

اعتبار سے تو پہلے ہی کمزور تھا، آج بھوکا رہ کر کوئی کام نہیں کرسکتا، کوئی فاقہ سے نہیں رہتا، چاہے وہ بھیک مانگ کر کھائے یا کسی بھی طریقے سے اپنا پیٹ بھرے، اشیاء خوردنی کی اس زمانہ میں بہتات ہے۔

شیطان کی غذا

حدیث میں ہے کہ شیطان نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے محمد ﷺ! آدمی اگر اپنے کاروبار میں جھوٹ بولنا چھوڑ دے تو واللہ میں بھوکا مرجاؤں آدمی جھوٹ بول کر، دھوکہ دے کر کماتا ہے، ناجائز اور حرام طریقوں سے کماتا ہے وہ گویا شیطان کو کھلاتا پلاتا ہے۔

وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ اور کبھی تمہارے مالوں میں نقصان دے کر بھی آزماتے ہیں، بارش زیادہ ہوگئی کھیتی تباہ ہوگئی، باڑھ آگئی یا سیلاب آگیا فصل تباہ ہوگئی، دکاندار ہے مال خراب آگیا سڑ گیا یا گل گیا یا اس کے اندر کیڑا پیدا ہوگیا یا نوکری چھوٹ گئی اور گھر میں تنگی آگئی، بیوی اور بچے طعنہ دینے لگے ایسی حالت میں صبر کرنا ہے، ہماری ماں بہنوں پر اللہ رحم کرے کہ تھوڑی سی پریشانی میں اللہ کی ناشکری شروع کردیتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اسی کو فرمایا ہم تمہارا امتحان اس طرح بھی لیں گے کہ تمہارے مالوں میں کمی اور نقصان پیدا کردیں گے، اس میں مرد وعورت دونوں کی آزمائش ہے، مرد تو آزمایا جاتا ہے کاروبار کے ذریعے اور عورت کی آزمائش اس طرح ہے کہ پریشانی میں وہ اپنے شوہر کا ساتھ دیتی ہے یا نہیں؟ ایسا تو نہیں کہ عورت اپنے شوہر کو طعنہ دینے لگے، ایسی عورت جو اپنے شوہر کو طعنہ دیتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتے ہیں۔

حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اہلیہ اور فرزند اسماعیل علیہ السلام کو وَادِیٔ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ میں چھوڑ آئے جہاں آج مکہ شہر ہے اس وقت وہاں کوئی آبادی نہیں تھی، جہاں انسان تو کیا پرندے بھی نظر نہیں آتے تھے، حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے ان کا دامن پکڑ کر پوچھا آپ ہمیں یہاں کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں کیا اللہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اثبات میں گردن ہلائی، حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے دامن چھوڑ دیا اور کہا کہ جائیے جس خدا نے آپ کو یہاں چھوڑنے کا حکم دیا ہے وہ یقیناً ہمیں ضائع نہیں کرے گا، پھر وہاں حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے ایک لمبا عرصہ گذارا اور ہر حال میں ثابت قدم رہیں، اس کے طفیل حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کی رگڑ سے اللہ تعالیٰ نے آبِ زم زم جاری فرما دیا، یہ ہے صبر کا ثمرہ! جب عورت صبر کرتی ہے تو صرف اس کی زندگی میں نہیں بلکہ پورے خاندان میں خوشحالی پیدا ہو جاتی ہے اور خدا کی رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں میں ناشکری کا مادہ زیادہ ہے اسی لئے میں نے دوزخ میں عورتوں کو زیادہ دیکھا ہے۔

ناشکری کی سزا

حضرت اسماعیلؑ اپنی والدہ حضرت ہاجرہؓ کے ساتھ رہتے رہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ ابھی تم دور ہی رہو گے، وہ فلسطین میں رہے کبھی کبھی اللہ کے حکم کے مطابق بیوی بچوں کو دیکھنے آجایا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے ملنے کا ارادہ کیا وہ بالغ ہو چکے تھے اور ان کی

شادی بھی ہو چکی تھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے ابراہیم! جاؤ اور اپنے بیٹے اور بہو سے مل آؤ لیکن سواری سے نہ اترنا، حضرت ابراہیم علیہ السلام گئے اور پوچھا کہ اسماعیل علیہ السلام کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا کہ صبح کو جا کر شام کو آتا ہے جب دیکھو شکار کھیلتا رہتا ہے مجھے کچھ پتہ نہیں اس وقت کہاں ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اسماعیل علیہ السلام آئیں تو ان سے کہہ دینا کہ ایک مسافر آئے تھے انہوں نے کہا ہے کہ تم اپنی چوکھٹ بدل دو، شام کے وقت جب حضرت اسماعیل علیہ السلام آئے تو بیوی نے کہا کہ ایک بوڑھے مسافر آئے تھے جو اپنی اونٹنی پر سوار تھے انہوں نے کہا ہے کہ اپنی چوکھٹ بدل دو، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ میرے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے انہوں نے تمہارے اخلاق کی وجہ سے پسند نہیں کیا اور چوکھٹ سے مراد تم ہی ہو یعنی تم کو طلاق دینے کو کہا ہے لہٰذا میں تم کو طلاق دیتا ہوں، یہ ناشکری کی نحوست تھی۔

شکر گذاری پر جزا

دوبارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے حکم فرمایا کہ اے ابراہیم! جاؤ، اپنے بیٹے سے مل کر آؤ، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لے گئے اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دوسری شادی ہو چکی تھی، حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر میں موجود نہیں تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کیا بہو نے نہایت ادب کے ساتھ سلام کا جواب دیا اور معلوم کیا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتایا کہ میں فلاں جگہ سے آیا ہوں لیکن بہو کو یہ معلوم نہیں کہ یہ میرے خسر ہیں، بہو نے کہا کہ سواری سے اتر جائیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں سواری سے اترنے کی اجازت نہیں ہے، بہو نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ اپنی سواری پر رہیں

میں آپ کے پاؤں دھو دیتی ہوں اسلئے کہ آپ کے پاؤں میں مٹی لگی ہوئی ہے، بہو پانی لے کر آئی اور پاؤں دھو کر کہنے لگی کہ میں کچھ کھانے کے لئے لے کر آتی ہوں، جو کچھ گھر میں تھا لا کر پیش کر دیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھانا کھا کر فرمایا کہ جب اسماعیل علیہ السلام آئیں تو ان سے میرا اسلام کہنا اور کہہ دینا کہ یہ چوکھٹ اچھی ہے اس کی حفاظت کرنا۔

دیکھئے ایک عورت نے صبر کیا تو اس کے لئے الفاظ کیسے عمدہ اور ایک عورت نے ناشکری کی تو اس کے لئے فرمایا کہ یہ چوکھٹ بدل دو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے تھے، نبی کی یہ شان ہوا کرتی ہے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا جو کچھ بھی کہتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہی ہوتا ہے، اسماعیل علیہ السلام آئے تو بیوی نے پورا واقعہ بیان کیا، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا وہ میرے باپ تھے، تم سے خوش ہوگئے، اسی لئے انہوں نے کہا کہ اس چوکھٹ کی حفاظت کرنا یعنی طلاق نہ دینا۔

بیمار اللہ کا مہمان ہے

آج عورتوں میں صبر کا مادہ نہیں رہا، تھوڑی سی تکلیف آئی تو شوہر سے بات چیت بند کر کے لعن طعن شروع کر دیتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ ہم مالوں میں نقصان کر کے بھی تم کو آزماتے ہیں کہ آیا تم سے صبر ہوتا ہے یا نہیں؟ آدمی بیمار ہو جاتا ہے اس پر بھی صبر کرنا چاہئے، کوئی آدمی بیمار ہو جائے تو اول تو خود اس کے اعمال ہی خراب ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شکوہ شکایت شروع کر دیتا ہے کہ میں نے ایسا کون سا گناہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیمار کر دیا، حالانکہ بیماری اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، حضور ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ بیمار اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے، جب آدمی بیمار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیج دیتے ہیں جو اس کی نیند کو چھین لیتا ہے پھر ایک اور فرشتہ آتا ہے جو اس کے کھانے کے مزے کو چھین لیتا ہے پھر ایک اور فرشتہ آتا ہے جو اس کے آرام اور سکون کو چھین لیتا ہے پھر ایک اور فرشتہ آتا ہے جو اس کے اندر پیاس کو پیدا کرتا ہے نیک بندہ صبر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ میرے بندہ کا کیا حال ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں یا اللہ اس نے صبر کیا ہے پھر فرشتوں کو حکم فرماتے ہیں کہ اب میں نے اس بندے کو اچھا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے، تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ یا اللہ یہ ساری چیزیں اس کو لوٹا دیں تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہاں اس کا ذائقہ بھی اس کو لوٹا دو، اس کی نیند بھی اس کو لوٹا دو، اس کے درد کو بھی نکال دو اس کی طاقت اور توانائی بھی لوٹا دو، پھر وہ فرشتہ جو بیماری لایا تھا اس سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کی بیماری کو صحت سے بدل دیا ہے اسلئے کہ یہ بندہ صابر ہے ہم اس کو اپنے انعام اور اکرام سے نوازتے ہیں، معلوم ہوا کہ بیماری بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے اس لئے بیماری پر صبر کرنا چاہئے۔

مزاج پرسی پر اجر وثواب

حدیث پاک میں ہے جب آدمی کسی بیمار کی عیادت کے لئے جاتا ہے تو ستّر ہزار فرشتے اس آدمی کے لئے شام تک رحمت بھیجتے ہیں، ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جب کوئی بیمار کی عیادت کے لئے جاتا ہے ابھی وہ چند قدم ہی چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ستّر ہزار برس کی مسافت کے بقدر دوزخ سے دور کر دیتے ہیں، اگر وہ بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کا سایہ کر دیتے ہیں اسی لئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری سنتوں میں سے ایک اہم سنت یہ بھی ہے کہ بیمار کی عیادت کی جائے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ اگر کوئی بیمار کی عیادت کرے تو اللہ تعالیٰ دو ہزار سال کی عبادت اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

اخلاق حسنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْد وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ وَقَالَ تَعَالٰى اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ، صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

کہہ رہا ہے شورِ دریا سے سمندر کا سکوت
جس کا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

بزرگان محترم اور نوجوانان اسلام! اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو بہت کچھ نوازا ہے، یہ مادی اعتبار سے بہت ترقی کر چکا ہے پہلے زمانے کے لوگ اس مادی دنیا سے اتنا فائدہ نہیں اٹھا سکے جتنا کہ اس مشینی دور میں فائدہ اٹھا رہے ہیں، آج زمین نے اپنے خزانے اگل دیئے ہیں اور مادیت ہر انسان کو پہونچ رہی ہے، پہلے زمانے میں

بادشاہ جیسا کھانا کھاتے تھے آج ہر انسان اس طرح کا کھا پی رہا ہے بلکہ بادشاہ سے بھی زیادہ اچھی زندگی ایک عام انسان کی بن گئی ہے، گویا اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے اتنا نواز دیا کہ انسان اس کا تصور نہیں کرسکتا اسی کو قرآن کریم میں ارشادفرمایا وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اور تم ہماری نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کرسکتے اوران کا اپنے تصور میں احاطہ کرسکتے۔

اللہ کی نعمتیں عام ہیں

اللہ تعالیٰ نے کتنی نعمتیں دی ہیں، پہلے زمانے میں لوگ فاقہ کرتے تھے لیکن آج کوئی بھی ایسا نہیں ملے گا چاہے وہ فقیر ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کو عام اور تام کردیا ہے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ذریعہ چودہ سو سال پہلے فرمادیا تھا وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا اور میں نے اپنی نعمتوں کو اسلام کی شکل میں اپنی رضا اور خوشنودی کی شکل میں پورا کردیا گویا اللہ تعالیٰ نے روحانی اور مادی نعمتوں کو بالکل عام کردیا ہے اور کسی کو یہ کہنے کی گنجائش نہیں کہ میرا جسم ننگا ہے یا میں بھوکا پیاسا ہوں۔

ہمارے دامن سیرت سے خالی

پہلے زمانے میں دوائیں نہ ہونے کی وجہ سے بھی لوگ مرجاتے تھے، امراض سمجھ میں نہیں آتے تھے، بیماری کی صحیح تشخیص نہیں ہوتی تھی اسی میں بہت سے لوگ مرجاتے تھے آج اللہ تعالیٰ نے ترقی عطا فرمائی ہے چاہے وہ زندگی کے کسی بھی شعبہ سے متعلق ہو انسان کے لئے آسانی اور سہولت عطا فرمادی ہے، اس آسانی اور سہولت کے بدلہ میں انسان کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

دوستو! آج ہمارے دامن اور ہمارے اخلاق نبی کریم ﷺ کی سیرت سے خالی ہیں، ہمارے سوچنے، کھانے پینے اور سونے کا انداز خلافِ سنت ہے، تجارت کرنے کا انداز قرآن وسنت کے خلاف ہے، ہمارے معاملات اور لین دین قرآن وسنت کے خلاف ہیں، کون سا عمل ہے جس میں حضور ﷺ کی سیرت کو باقی رکھا ہے؟ تھوڑی دیر کے لئے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں اور اپنا احتساب کریں کہ کیا ہماری زندگی اللہ کے نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق ہے؟ اگر ہم غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ سیرت کے بہت سے پہلو نہ ہم کو معلوم ہیں اور نہ ہمارا ان پر عمل ہے۔ حضور ﷺ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ اس کائنات ہی کو نہ پیدا فرماتے، کائنات میں رنگ وبو پھولوں میں خوشبو اور ستاروں میں چمک نبی کریم ﷺ ہی کے صدقہ میں ہے مسلمان بھول گیا کہ ہمارا اپنا وجود بھی آقائے مدنی ﷺ کے طفیل میں ہے، اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو ہم بھی نہ ہوتے، یہ بڑی بڑی یونیورسٹیاں، اسکولس اور کالجس، مدارس اور انجمنیں، بڑی بڑی تنظیمیں، کارخانے، کمپنیاں اور فیکٹریاں حضور ﷺ ہی کے طفیل میں ہیں، معلوم ہوا کہ دنیا کا وجود ہی حضور ﷺ کے طفیل سے ہے، ہمارا معیار، ہماری سوچ، ہماری صلاحیتیں سب حضور ﷺ کی سیرت کے خلاف ہے اس کے باوجود سوچ رہے ہیں کہ ہم پکے سچے مسلمان ہیں۔ جب انسان کی زندگی سے عمل مفقود ہوجائے اور اس کی فطرت میں حیوانیت، فطرت میں طمع، لالچ اور حرص پیدا ہوجائے، اس کے اعمال میں کجی اور نقائص آجائیں تو پھر وہ مسلمان تو کیا انسان کہلانے کے بھی لائق نہیں رہتا اس لئے کہ انسان اس بندے کو کہا جاتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والا ہو اللہ سے محبت رکھتا ہو، جو مذہب سے بیزار ہو اور شریعت سے بالکل ناآشنا ہو اور حضور

ﷺ کے عمل کو اپنی زندگی میں لانے کی کوشش نہ کرتا ہو اس کو مسلمان کیسے کہا جا سکتا ہے؟ لیکن دوستو! آج اس مرض میں ہم سب کے سب مبتلا ہیں یہ مرض اس درجہ پیوست ہو چکا ہے خواہ گھریلو زندگی ہو یا باہر کی مصروفیات ہم سیرت رسول ﷺ کے خلاف زندگی گذار رہے ہیں ، سیرت کہتے ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ کو، آپ ﷺ کے اخلاق حمیدہ کو، آپ ﷺ کی عادات مبارکہ کو، آپ ﷺ کے افعال و احوال کو، آپ ﷺ کے اعمال اور آپ ﷺ کی زندگی طرز عمل کو۔

ایام جہالت کی رسومات آج بھی ہیں

زمانہ جہالت میں جس کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی وہ شرم اور عار محسوس کیا کرتا تھا اسی لئے لڑکی کو زندہ دفن کر دیا جاتا، مرد سوچتا تھا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میرے گھر میں داماد آئے اور میری مونچھ اور ناک نیچی ہو جائے؟ چنانچہ ماں کی گود سے لڑکی کو چھین لیا جاتا اور زمین کھود کر زندہ دفن کر دیا جاتا، آج اس کی بدلی ہوئی شکل ہے قدیم لوگ لڑکی پیدا ہونے پر زندہ دفن کر دیتے اور آج پیدا ہونے سے پہلے ہی لڑکی کو مار دیا جاتا ہے، اسکیننگ کرائی جاتی ہے اگر ماں کے پیٹ میں لڑکی ہے تو اسقاط کرا دیا جاتا ہے، یہ شکل اس شکل سے الگ ہے لیکن گناہ دونوں کا برابر ہے۔

پہلے زمانے میں جو لوگ طاقتور ہوتے، مضبوط ہوتے وہ کمزوروں کا مال ہڑپ کر لیا کرتے تھے، یتیموں اور مسکینوں کو تکلیف دی جاتی تھی، بیواؤں کو دریا میں بہا دیا جاتا تھا آج کے معاشرہ میں اس طرح کی بدلی ہوئی شکلیں ملیں گی، حضور ﷺ کی سیرت ہماری زندگی میں آجائے تو کوئی کام زندگی میں غلط نہیں ہوسکتا۔

ناتواں کے کام آنا سیرت ہے

ایک مرتبہ حضور ﷺ راستے میں گذر رہے تھے کہ ایک گھر سے کراہنے کی آواز آئی جیسے کوئی درد کی وجہ سے تڑپ رہا ہو، حضور ﷺ نے اندر جھانکا تو دیکھا کہ ایک آدمی چکی پیس رہا ہے لیکن وہ شخص اتنا کمزور ہے کہ اس سے آٹا پیسا نہیں جا رہا ہے حضور ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرا مالک بہت ظالم ہے مجھے پیٹ بھر کھانے کو بھی نہیں دیتا اور نہ میرے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے جب کہ مجھے پورے گھر والوں کے لئے آٹا پیسنا پڑتا ہے اور میں اتنا کمزور ہوں کہ میری کمر میں درد ہو رہا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم آرام کرو میں تمہارا آٹا پیس دیتا ہوں پھر حضور ﷺ نے پورا آٹا پیس دیا اور فرمایا کہ آئندہ کبھی تم کو آٹا پیسنے کی ضرورت ہو تو مجھے بلا لینا۔

حضور ﷺ کا طریقہ اور عمل

کسی آدمی کے کام آنا، کسی کی مجبوری اور پریشانی میں اس کی مدد کرنا اسی کا نام سیرت ہے، ایک مرتبہ حضور ﷺ تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک بوڑھی عورت جو اندھی تھی راستہ نظر نہ آنے کی وجہ سے گر گئی، لوگ اس کو دیکھ کر ہنسنے لگے تالیاں بجانے اور مذاق اڑانے لگے، حضور ﷺ آگے بڑھے اور اس کو سہارا دے کر اٹھایا اور فرمانے لگے اماں جان! کہاں چوٹ آئی؟ پھر آہستہ آہستہ اس کے گھر تک پہونچا دیا، یہ تھا حضور ﷺ کا طریقہ اور عمل۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا اخلاق اس وقت بہتر اور اچھا سمجھا جائے گا جب کہ سامنے والا آدمی تمہاری برائی کرے اور تم کو نقصان پہونچائے اور تم تمام باتوں کے باوجود اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ یہ ہے حسن اخلاق اور حسن سلوک۔

ہمارا اخلاقی معیار

آج اخلاقی معیار یہ ہے اگر کسی سے فائدہ ہو رہا ہے تو اس کو با اخلاق تصور کرتے ہیں، حضور ﷺ کے اخلاق اتنے اونچے تھے کہ ایک مرتبہ ایک بدنام آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے اس کو عزت کے ساتھ بٹھایا، تواضع کی اور پھر رخصت کیا، اس کو چھوڑنے کے لئے دروازے تک تشریف لائے، حضرت عائشہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ آدمی تو وہ ہے جس کی سارا مدینہ برائی کرتا ہے آپ ایسے آدمی کی تواضع کر رہے ہیں اور محبت کے ساتھ پیش آرہے ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عائشہؓ! جو آدمی کسی کی برائی دیکھ کر اس سے نفرت کرے یا برے اخلاق والا اس کے گھر آئے اور گھر والا اس سے نفرت کرے وہ بدترین آدمی ہے (کسی انسان کو برا سمجھنا اچھا فعل نہیں ہے ہاں اگر وہ شراب پیتا ہے یا چوری کرتا ہے تو اس کا یہ فعل برا ہے)

اصلاح کا بہترین طریقہ

حضور ﷺ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ فلاں آدمی نماز پڑھتا ہے اور چوری بھی کرتا ہے، (ہم اور آپ ہوتے تو معلوم نہیں کیا کیا کہتے؟) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی نماز اس کو عنقریب برائی سے روک دے گی یعنی نماز کی برکت سے اس کی چوری چھوٹ جائے گی، یہ ہے حضور ﷺ کا انداز تربیت! اس کے برخلاف ہمارا طریقہ یہ ہے کہ سامنے تو بولتے نہیں اور پیٹھ پیچھے برائی کرتے ہیں، اسی کو حضور ﷺ نے سخت ناپسند کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم جانتے ہو فلاں شخص چوری کرتا ہے، فلاں شخص شراب پیتا ہے، تم جانتے ہو کہ فلاں

شخص لوگوں میں فساد برپا کرتا ہے تو اس کے لئے رو رو کر اور چھپ کر دعا کرو کہ یا اللہ ہمارے اس بھائی کو ہدایت نصیب فرما اور اس کو برائی سے بچا، یہ طریقہ ہے اصلاح کا جب تک یہ طریقہ اختیار نہیں کریں گے ایک دوسرے کا غم اور ایک دوسرے کا درد دل میں پیدا نہیں ہوگا، اگر ہمیں اچھا انسان بننا ہے دنیا والوں کی نظر میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں محبوب بننا ہے تو اعمال بھی اچھے ہونے چاہئیں، اگر سامنے کوئی بدخلق بھی آجائے تو اس کو برا نہ سمجھیں، آقائے مدنی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم کسی آدمی کو حقیر سمجھو گے تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کل تم سے اپنی دولت چھین لیں، اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ کافر کو بھی (ملامت کے طور پر) کافر مت کہو ہو سکتا ہے مرنے سے پہلے وہ مسلمان ہو جائے۔

دوستو! یہ تمام باتیں عمل میں لانی چاہئیں تاکہ معلوم ہو کہ کس طرح سے انسان دنیا میں جیتا ہے، آج آدمی سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہے دوسروں کے لئے تکلیف اٹھانا گوارا نہیں۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور سچا مسلمان ہونے کا سرٹیفکٹ اس وقت تک نہیں مل سکتا جب تک اپنی عبادت کے ساتھ دوسروں کی خدمت کا جذبہ پیدا نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ﷺ کی سیرت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

پندرہ اگست

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْد وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

جب گلستاں کوخوں کی ضرورت پڑی سب سے پہلے ہماری ہی گردن کٹی
پھر بھی ہم سے یہ کہتے ہیں اہلِ وطن یہ چمن ہے ہمارا تمہارا نہیں

بزرگان محترم اورنوجوانان اسلام! مسلمان کی زندگی کا ہرلمحہ اور ہرموقع (جو قرآن وسنت کے مطابق) عبادت ہے، مسلمان کا سونا، جاگنا، اٹھنا اور بیٹھنا، دوستی، دشمنی، اگراللہ کے لئے ہوتو یہ بھی عبادت ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے عبادات اور احکامات اورزندگی کے اصول امت کوعطا فرمائے اور بتایا کہ تمہاراہرکام عبادت بن سکتا ہے بشرطیکہ قرآن وسنت کے اصول پر ہو، جہاں مسلمان کو پنج وقتہ نماز پڑھنے کی

تاکیدفرمائی اوررمضان المبارک کے روزہ کاحکم دیا مالدار پرزکوٰۃ اورحج کوفرض قرار دیا، وہیں لوگوں کواس بات کی تعلیم دی کہ اپنے ملک اورقوم کی خدمت کافریضہ انجام دیں، ملک اورقوم کی خدمت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے مطابق ہوتو یہ بھی عبادت ہے۔

دوآنکھوں پرجہنم کی آگ حرام ہے

حدیث پاک کے مطابق دوآنکھیں ایسی ہیں کہ جن پرجہنم کی آگ حرام ہے ایک وہ آنکھ جواللہ کے ڈر سے روئے اللہ نے اس آنکھ پرجہنم کی آگ کوحرام کردیا ہے اسی لئے صحابہ کرام (جب اللہ کے خوف سے روتے تھے) توان کی آنکھوں سے آنسوجاری ہوجاتے تھے وہ ان آنسوؤں کواپنے چہرے پرمل لیاکرتے تھے۔ حضوراکرم ﷺ نے ارشادفرمایاوہ قطرہ جواللہ کے خوف سے آنکھ سے نکلے جہاں بھی لگےگاجہنم کی آگ اس پرحرام ہوجائے گی۔

معلوم ہوا خوف سے رونااورخوف سے آنکھوں میں آنسوؤں کاآجانا اللہ کوبہت زیادہ پسند ہے، دوسری بات یہ فرمائی کہ اس آنکھ پربھی جہنم کی آگ حرام ہے جوسرحداورملک کی حفاظت کرے، ایک آدمی تہجد کی نماز میں اللہ کے سامنے گڑگڑارہا ہے، فریاد کررہا ہے، رورہا ہے، اوردوسرا آدمی اپنے بیوی بچوں کوچھوڑکرسرحد کی حفاظت کررہا ہے علماءفرماتے ہیں کہ اس تہجد پڑھنے والے کے مقابلے میں سرحد کی حفاظت کرنے والاہزاروں درجے فضیلت رکھتا ہے، حضوراکرم ﷺ نے ہمیں اپنے ملک کی حفاظت کاسبق دیا ہے کہ آدمی نمازاورعبادت کے ساتھ وطن کی محبت بھی اپنے دل میں پیداکرے، آج ساری دنیامیں مغربی مفادات کی حفاظت ہورہی ہے، عراق کے مقابلے میں بتیس ملک آگئے اوردنیا بھرکے مسلمانوں کوناراض کردیا، ایک ملک

نے دوسرے ملک پر حملہ کیا اوراس ملک کودس سال ہوگئے سزا بھگت رہا ہے، دنیا کی بڑی طاقت چاہتی ہے کہ مسلمان آپس میں لڑتے رہیں اور پوری دنیا میں جنگ ہوتی رہے اور ہم اپنی سیاست اور قوت کا مظاہرہ کرتے رہیں اسلئے آج اپنے مذہبی فرائض کے ساتھ ضروری ہے کہ امت سماجی اور معاشرتی معاملہ میں بھی غور کرے، اور اپنے ملک کی حفاظت کے لئے جو کرنا چاہئے وہ کرے، ہندوستان کو آزاد ہوئے تقریباً 53 سال ہوگئے ہیں اور ابھی تک مسلمان اپنا حق حاصل نہیں کرسکا، یہ اگست کا مہینہ ہے، مساجد میں جمعہ کے دن دینی بات ہوتی ہے، قوم اور سماج کے متعلق بھی وعظ ونصیحت ہوتی ہے۔

15 اگست کو ہندوستان کی آزادی کا جشن منایا جاتا ہے، ملک کسی مکان کا نام نہیں، ملک اللہ کا ہے وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ جو کچھ بھی زمین اور آسمان کے اندر اور باہر ہے سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، ہندوستان کے مسلمانوں نے اس ملک کی ترقی کے لئے بہت کچھ کیا ہے 1857ء کے غدر سے لیکر آج تک اس ملک کی تعمیر اور ترقی میں مسلمان اہم رول ادا کرتے رہے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا فتویٰ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے دیکھا کہ انگریز مسلمانوں کی بیخ کنی پر اتر گیا ہے اور مساجد ومدارس کو نقصان پہونچایا جارہا ہے، اسلام کو مٹانے کی کوشش کی جارہی ہے، قرآن کے مقابلے میں بائبل کو لایا جارہا ہے تو اس وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فتویٰ صادر فرمادیا کہ انگریز کے خلاف جہاد کیا جائے اور اس کی حکومت کو یہاں سے مٹادیا جائے، بالکل ختم کردیا جائے۔ اس فتویٰ سے پہلے سرزمین کرناٹک کے سپوت حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ نے آزادی کا پرچم لہرایا اور

سارے ہندوستان کی قوتوں کو دعوت دی اور ان کو بتلادیا کہ ہم اس حال میں بھی انگریز کے خلاف لڑسکتے ہیں، حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ نے آخری سانس تک اسلام دشمن قوتوں کو بھگانے اور اپنے ملک سے نکالنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔

اس کے بعد ملک کے کونے کونے میں بہت سے حالات اور انقلاب آئے، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فتویٰ جاری کیا۔ پھر حضرت سید اسماعیل شہیدؒ اور پھر حضرت مولانا محمود الحسن شیخ الہندؒ کی ریشمی رومال تحریک اسی انداز سے چلی یہاں تک کہ رنگون میں آپ کو انگریزوں نے گرفتار کیا اور مالٹا کی جیل میں تقریباً ساڑھے تین سال تک رکھا، بے انتہا آپ کو اذیتیں دی گئیں، حضرت شیخ الہندؒ کا انتقال ڈاکٹر مختار انصاری کے گھر دہلی میں ہوا، جب آپ کو نہلایا جانے لگا اور آپ کی پیٹھ اور کمر کو دیکھا گیا تو آپ کی کمر پر گوشت نہیں تھا، زخموں کے داغ تھے بس ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا، ڈاکٹر مختار انصاری نے روکر کہا کہ حضرت کو مالٹا کی جیل میں انگریزوں نے اتنی تکلیف دی کہ آپ کی پیٹھ کو داغا جاتا تھا یہاں تک کہ آپ کی پیٹھ کا گوشت پگھل گیا اور کمر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ گئی، لیکن آپ نے آزادی کیلئے جو فتویٰ دیا تھا اور آزادی کیلئے جو تحریک چلائی تھی اس سے رجوع نہیں کیا تین سال بعد حضرت کو مالٹا کی جیل سے رہائی ملی۔ حضرت شیخ الہندؒ ہندوستان واپس آئے فرمایا ہم نے جیل میں رہ کر دو باتیں سیکھی ہیں، ایک یہ کہ مسلمانوں میں حد درجہ اتفاق واتحاد ہونا چاہئے، مسلمانوں کے اندر جو نفاق اور کدورت ہے، آپسی رنجش ہے اس کو ختم کرنا چاہئے، ایک اور نیک ہوکر ملک وملت کے لئے کام کرنا چاہئے، دوسرے ہندوستان بھر میں قرآن کریم کے مکاتب اور مدارس قائم کئے جانے چاہئیں۔ تاریخ میں ہے کہ انگریز حکومت نے ہندوستان کے تقریباً 80 ہزار مدرسوں کو بند کرادیا،

صرف دہلی کے اطراف میں دس ہزار مدرسے تھے، ان تمام کو انگریز حکومت نے بند کرادیا اور قرآن کریم کے بہت سے نسخے دریا برد کر دیئے، صرف تین سال کے قلیل عرصہ میں 3 لاکھ قرآن کریم کے نسخے جلا کر خاکستر کر دیئے۔

حضرت شیخ الہندؒ کے زمانے میں آزادی کی جنگ بڑے زور وشور سے جاری تھی یہ کوئی افسانہ نہیں انگریز حکومت صرف اور صرف مسلمانوں کی دشمن تھی کیونکہ ایک ہزار سال سے زائد مسلمانوں نے حکومت کی تھی اور انگریز نے مسلمانوں ہی سے حکومت چھینی تھی اور ستاون ہزار علماء کرام کو پھانسی پر لٹکایا تھا۔

لکھا ہے کہ دہلی سے لاہور تک ہائی وے پر کوئی درخت ایسا نہیں تھا جس پر کسی مسلمان کی لاش نہ لٹکی ہو، جن کے سر پر ٹوپی اور چہرے پر داڑھی دیکھی جاتی اسی کو پکڑ لیا جاتا اور اس پر الزام لگایا جاتا اور جیل بھیج دیا جاتا، جنگ آزادی میں تقریباً دس لاکھ سے زائد مسلمان بچوں کو قتل کیا گیا، جس طرح مولی اور گاجر کترتے ہیں اسی طرح دو سال اور تین سال کے بچوں کو قتل کر کے پھینک دیا جاتا کہ یہ مسلمان کا بچہ ہے بڑا ہو کر یہ بھی ہمارے ساتھ غداری کرے گا۔

مظالم کی دل خراش داستان

مولانا اسیر ادرویؒ نے لکھا ہے کہ لال قلعہ کے سامنے توپ نصب کر دی گئی تھی، لوگوں کو لایا جاتا اور توپ میں باندھ دیا جاتا، اور توپ کو داغا جاتا تو پرخچے اڑ جاتے، قیمہ قیمہ ہو جاتا سر دور جا گرتا تھا، ایسے وحشیانہ مظالم دوچار کے ساتھ نہیں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کے ساتھ ہوئے ہیں جو پڑھے لکھے لوگ تھے، علماء تھے، دانشوران تھے ایسے لوگوں کو کالا پانی، انڈومان بھیجا گیا، وہ حضرات جو اپنے نوکروں کے ساتھ عیش وآرام کی زندگی گذار رہے تھے ایسے حضرات کو کالا پانی بھیجا گیا اور ان سے

مشقت لی گئی، جیلوں میں ان سے آٹا پسوایا گیا، چکی چلوائی گئی اور نالیاں صاف کرائی گئیں، ایسی حقیر خدمت مسلمانوں سے لی گئی یہاں تک کہ بڑے بڑے جید علماء، نواب، اپنے وقت کے مالدار ترین لوگ جو تحریک آزادی میں شامل تھے انگریزوں نے ان کو کالا پانی بھجوادیا۔

مولانا حسرت موہانیؒ کو ایسی حالت میں دیکھا گیا کہ وہ گلی کوچوں کی نالی صاف کر رہے تھے، یہ کام دیا تھا انگریزوں نے، یہ ایسی داستان الم ہے کہ جب سنتے ہیں تو دل رونے لگتا ہے اور جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کبھی سوچتے ہیں کہ ہمارے بڑوں نے کتنی قربانیاں دی ہیں اس ملک کے لئے۔

مسلمان ملک میں برابر کا حقدار ہے

نوجوان نسل کو پتہ ہی نہیں کہ ہمارے بزرگوں نے اس ملک کے لئے کتنا خون دیا ہے، نوجوان سوچتے ہیں کہ یہ ملک ہندوؤں کا ہے حکومت ہندوؤں کی ہے لہذا ان کے سامنے دب کر رہنا چاہئے، یہ ذہن مسلم نوجوانوں کا بن رہا ہے، نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر احساس کمتری کے بجائے احساس برتری پیدا کریں، یہ بات سوچ لیں کہ جس طرح سے اس ملک پر ایک ہندو کا حق ہے، ایک عیسائی کا حق ہے، ایک سکھ کا حق ہے اسی طرح مسلمان بھی اس ملک میں برابر کا حقدار ہے، مسلمانوں نے ملک کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں، اپنی جان، مال اور عزت وآبرو کو قربان کیا ہے جب ملک تقسیم ہوا مسلمانوں کو جگہ جگہ خانہ جنگی کے ذریعہ قتل کیا گیا، ''جب امرتسر جل رہا تھا'' نامی کتاب پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ 90 لاکھ مسلمانوں کو اس زمانے میں شہید کیا گیا محض اسلئے کہ یہ مسلمان تھے، مسلمانوں نے اتنی بڑی قربانی دی مگر افسوس کہ ہمارے نوجوانوں کو معلوم نہیں کہ اس ملک کے لئے

ہم نے بہت کچھ قربان کیا ہے، ہمارے بزرگوں نے اس ملک کی آزادی کی خاطر سو سال تک نسل در نسل اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے۔

مولانا عنایت علیؒ اور دوسرے علماء پر مظالم

مولانا عنایت علی صاحبؒ کلکتہ کے رہنے والے تھے، بہت بڑے نواب تھے، انگریز حکومت نے عین عید کے دن فجر کی نماز کے بعد ان کو اور ان کے پورے گھر والوں کو حویلی سے نکال کر باہر کر دیا، ان کے لاکھوں کروڑوں روپیوں کے سامان میں سے ایک سوئی تک اٹھانے نہیں دی اور حویلی پر بلڈوزر چلوادیا، یعنی ایسے لوگ جو کروڑ پتی ارب پتی تھے انگریزوں کے ظلم سے دانے دانے کے محتاج ہو گئے دو چار واقعات ایسے نہیں ہزاروں واقعات ہیں، جس مسلمان کو دیکھا جاتا کہ یہ خوشحال ہے اس کو پکڑتے اور بند کر دیتے اور پھر ان کے بیوی بچوں پر ظلم شروع کر دیتے، یہاں تک کہ ان کی جائیداد کو قرق کر لیا جاتا اور پھر جیل میں ڈال دیا جاتا، ایسا ایک دو سال نہیں بلکہ نوّے سال تک یہ سلسلہ جاری رہا، ہمارے علماء اور رہنماؤں نے اس ملک کے لئے برابر قربانی دی، آپ کو تعجب ہوگا لاہور کی بادشاہی مسجد جہاں آج علامہ اقبال کا مزار ہے اس کے پیچھے کافی جگہ تھی، ایک انگریز نے لکھا ہے کہ میرے سامنے چالیس علماء کو قیدی بنا کر لایا گیا اور ایک بہت بڑا کڑھاؤ کہ جس میں تیل پک رہا تھا ایک عالم کو اس میں ڈال دیا جاتا اور دوسرے عالم سے کہا جاتا کہ دیکھو آزادی دلانے والوں کے ساتھ مت رہو ورنہ یہی حال ہوگا، اس نے لکھا ہے کہ چالیس علماء جل بھن کر راکھ ہو گئے لیکن کسی نے آزادی سے انحراف نہیں کیا، اب حالات ایسے ہیں ہمارے ملک کے اندر کہ مسلمانوں کی قربانی کو پس پشت ڈال دیا گیا، جو نصاب ہمارے اسکولوں میں پڑھایا جا رہا ہے وہی مسلم بچے جانتے ہیں، ضرورت ہے اس

بات کی کہ آج اپنے مجاہدین اور شہداء کی ہسٹری پڑھیں، ان کی تاریخ کا مطالعہ کریں تا کہ معلوم ہو کہ ہندوستان میں مسلمانوں نے کس طرح سامراجی طاقتوں سے لوہا لیا۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ

شملہ میں جلسہ ہو رہا تھا انگریز وائسرائے تقریر میں کہہ رہا تھا کہ کون ہے جو ہمیں اس ملک سے نکال دے؟ اس کی بات پر سب خاموش تھے، شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ جو دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث تھے، جنھوں نے چودہ سال تک مسجد نبوی میں درس دیا، کھڑے ہو گئے اور سینے کے بٹن کھول کر کہنے لگے کہ او بندر! تجھے اور تیری قوم کو ہندوستان سے ہم نکالیں گے، اس نے کہا کہ آپ بیٹھ جائیے میں آپ سے بات نہیں کر رہا ہوں۔

علماء دیوبند ملک کی تقسیم کے خلاف تھے

یہ ہمارے علماء کی قربانی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو جانباز اور بے باک بنایا تھا، سوائے خدا کے دنیا کی کسی بھی طاقت سے نہیں ڈرتے تھے اور ہندوستان کو آزادی ہمارے علماء اور عوام خصوصاً مسلم عوام نے دلائی ہے، لارڈ ماؤنٹ بیٹن ہندوستان کا آخری گورنر تھا اس کو معلوم تھا اگر ہندوستان تقسیم نہیں ہوا تو آئندہ چل کر پھر مسلمان اس ملک کے بادشاہ اور حکمراں بنیں گے، اس لئے برٹش حکومت نے پالیسی بنائی کہ ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں تا کہ پھر ہندوستان میں حکومت مسلمانوں کے ہاتھ نہ آئے، علماء دیوبند نے ہمیشہ ملک کو تقسیم کرنے کی مخالفت کی اور کہا کہ ہم ملک کی تقسیم نہیں چاہتے لیکن محمد علی جناح کو خود انگریز اور فتنہ پرور عناصر نے ابھارا اور کہا کہ تم ملک کا ایک حصہ لے لو اور اپنا الگ ملک بنا لو، حضرت مولانا ابوالکلام آزاد جو ہندوستان کے سب سے پہلے وزیر تعلیم تھے انھوں

نے جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں پر کھڑے ہوکر کہا کہ اے میرے پیارے بھائیو! آج آپ لوگ پاکستان جارہے ہیں ایک وقت ایسا آئے گا کہ وہاں آپ کی قدر نہیں ہوگی اور آپ اور آپ کی نسلیں ہندوستان کو یاد کر کے روئیں گی ، آج وہاں ایسا ہی ہورہا ہے۔ الحمدللہ چھ کروڑ مسلمان ہندوستان میں رہ گئے تھے، علماء نے گاؤں گاؤں جا کر لوگوں کو روکا کہ آپ اس ملک میں رہیں انشاء اللہ کچھ نہیں ہوگا، مستقبل اچھا ہے اس وقت یہ عالم تھا کہ ہندوستان کی پولیس باضابطہ آر ایس ایس (جن سنگھ) کا ساتھ دے رہی تھی، ایک ایک گاؤں میں ایک ایک ہزار پولیس سپاہی داخل ہوتے اور باشندوں کو کہا جاتا کہ ایک گھنٹے کا وقت دیا جارہا ہے اس کے اندر گاؤں خالی کردو (یہ تو جنوب کا علاقہ ہے یہاں تو معلوم نہیں ہوا) چنانچہ جو کچھ سامان سمیٹ سکے اور جو بھی بن پڑا لیا اور نکل گئے۔ پولیس جانوروں کی طرح ہنکا کر گاؤں سے نکال دیتی جب وہ لوگ پاکستان کی طرف سفر کرتے تو راستے میں ان کو سکھ لوگ قتل کر دیتے یہاں تک کہ ایک ہزار آدمیوں میں سے بمشکل پچاس آدمی پاکستان پہونچتے۔ ہمیں یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ یہ ملک ہمارا ہے، اس ملک کے لئے ہم نے بے شمار قربانیاں دی ہیں، ملک کو ہم نے بنایا اور سنوارا ہے اور ہمارے بزرگوں نے آئندہ کے لئے لائحہ عمل تیار کیا تھا، بہر حال وہ ساری باتیں بیان کرنے کا وقت نہیں ہے لیکن اس سلسلے میں میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ 15 اگست کو ہندوستان کی آزادی کا جشن منایا جاتا ہے اور ہم خوش ہوتے ہیں کہ ہمیں آزادی مل گئی حقیقت یہ ہے کہ ابھی ہندوستانی مسلمانوں کو ان کے جائز اور ضروری حقوق نہیں مل سکے ہیں اس کے لئے حکومت میں مسلمان حصہ داری چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

ووٹ اسلام کی نظر میں

االْـحَـمْـدُلِـلّٰـهِ وَحْـدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْد وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّـقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلـٰی الْاِثْـمِ وَالْعُدْوَان. وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اُنْصُرْ خَاکَ ظَالِماً اَوْ مَظْلُوْماً. اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

جس دور پہ نازاں تھی دنیا اب ہم وہ زمانہ بھول گئے
دنیا کی کہانی یاد رہی اور اپنا فسانہ بھول گئے
اغیار کا جادو چل بھی چکا اور ہم اک تماشہ بن بھی گئے
اوروں کو جگانا یاد رہا خود ہوش میں آنا بھول گئے

بزرگان محترم نوجوانان اسلام، پردہ نشین ماؤں اور بہنو! آج میری تقریر کا عنوان ہے ''ووٹ اسلام کی نظر میں اور مسلمانوں کا اتحاد ماضی کے آئینہ میں''

اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی دوسری آیت میں ایک بنیادی مسئلہ کے متعلق حکیمانہ فیصلہ سنایا ہے، ارشاد فرمایا ’’اور آپس میں مدد کرو، نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر، اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے، بیشک اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے۔‘‘

ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کی جائے

حضرات! درج بالا آسمانی فیصلہ پورے نظامِ عالم کی روح ہے، ہر ذی شعور انسان جانتا ہے کہ اس دنیا کا پورا انتظام انسانوں کے باہمی تعاون پر منحصر ہے، اگر آدمی ایک دوسرے کی مدد نہ کرے تو اکیلا خواہ کتنا ہی عقلمند، بہادر اور مالدار ہو اپنی ضروریاتِ زندگی کو تنہا پوری نہیں کرسکتا۔ غور کیجئے قرآن کریم نے یہ نہیں فرمایا کہ مسلمان بھائیوں کے ساتھ تعاون کرو اور غیروں کے ساتھ نہ کرو، بلکہ نیکی اور خدا ترسی کو تعاون کی اصل بنیاد قرار دیا ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِماً اَوْ مَظْلُوْماً۔ کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہؓ نے حیرت سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ مظلوم بھائی کی مدد کو تو ہم سمجھ گئے مگر ظالم کی مدد کا کیا مطلب ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ظالم کا ہاتھ ظلم سے روک دو یہی اس کی مدد ہے۔

تفسیر روح المعانی میں آیت کریمہ فَلَنْ اَکُوْنَ ظَهِيْرًا لِلْمُجْرِمِيْنَ کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن آواز دی جائے گی کہ کہاں ہیں ظالم لوگ اور ان کے مددگار، یہاں تک وہ لوگ جنہوں نے

دنیا میں ظالموں کے قلم دوات کو درست کیا ہوگا وہ بھی سب ایک لوہے کے تابوت میں جمع کر کے جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔ یہ ہے قرآن کریم کی وہ تعلیم جس نے ملت کے ہر فرد کو ایسا سپاہی بنا دیا جو اپنی ڈیوٹی صحیح صحیح بجالانے پر فخر محسوس کرتا ہے۔

ووٹ بھی ایک حقیقی تعاون ہے

درج بالا آیت پاک اور حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں یہ بات بالکل صاف ہوگئی کہ تعاون ’’فعل الخیرات‘‘ میں داخل ہے اور انسانی معاشرہ میں اس کا خاص الخاص مقام ہے، چنانچہ ووٹ بھی ایک حقیقی تعاون ہے، مدد، تعاون، سہایتا، کوآپریٹیو، سب کا تقریباً ایک ہی مفہوم ہے جس کو عصر حاضر میں ووٹ کہا جاتا ہے، ووٹ کا مقصد صرف یہ ہے کہ پارٹی یا لیڈر عوام کی سچی خدمت یعنی تعاون کرسکے اور حکومتِ وقت کو عوام کے مسائل سے بخوبی آگاہ کرسکے۔ لیکن ہندوستان میں خودغرض لیڈروں نے سیاست کو ایک گھناؤنی چیز بنادیا ہے، الیکشن اور ووٹ کو اس قدر رسوا اور بدنام کردیا ہے کہ شریف عوام اس سے نفرت کرنے لگے ہیں، ووٹ کے متعلق یہ غلط فہمی ملک وملت کے لئے نقصان دہ ہے خصوصاً مسلمانوں کا بھاری نقصان ہے۔

سیاست اسلام کا ایک اہم جزو ہے

یہ بات ہر وقت دل و دماغ میں رکھنے کے قابل ہے کہ ’’سیاست‘‘ اسلام کا ایک اہم جزو ہے، جس طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج بنیادی ارکان ہیں، اسی طرح سچے مسلمان کے لئے سیاسی، معاشی، اقتصادی اور تعلیمی سرگرمیاں بھی ضروری ہیں، انتخابات اور ووٹ بھی دین کا ایک جزو ہے، جو شخص اس میں ایمان داری اور صدق دل سے حصہ لے اس نے گویا ایک سیاسی حق ادا کیا۔

ظالم کو ظلم سے روکنا ضروری

یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ مفاد پرست عناصر کے ہاتھوں سیاست گندگی کی دلدل بن چکی ہے، اس کو پاک وصاف کرنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ ملت کا باوقار طبقہ علماء کرام، پروفیسرز اور لکچرارز، دانشوران اور خوفِ خدا رکھنے والے حضرات سیاست کے عملی میدان میں اتر جائیں اور اپنی صدق بیانی اور خدا ترسی اور سچی خدمت کے ذریعہ سیاست کی موجودہ گندگی کو دھونے کی سعی کریں اور متحد ہو کر خودغرض اور غنڈہ عناصر سے سیاسی قوت چھین لیں، حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر لوگ ظالم کے ظلم کو دیکھ کر اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا عذاب نازل فرمادیں، ظالم کو ظلم سے روکنا اور اس کے خلاف آواز اٹھانا معاشرے کے ہر فرد کے لئے ضروری ہے۔

حضرات گرامی! آج ملک کے باشندے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ الیکشن میں ایسے کنڈیڈیٹس کا سلیکشن کیا جاتا ہے جو پارلیمنٹ پہونچنے کے بعد بھی غنڈہ گردی کو فروغ دیتے ہیں اور عوام کو بلیک میل کرتے ہیں، پارلیمنٹ سیشن میں ہاتھا پائی کی نوبت آجاتی ہے، کرسیاں اور مائک ایک دوسرے پر اٹھا کر پھینکتے ہیں، عوام کے مسائل کو کم اور اپنے مفاد کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں، کرسی بچاؤ کی خاطر پوری قوم کو قربانی کا بکرا بنادیا جاتا ہے، اسلئے ضروری ہے کہ الیکشن میں ایسے جابر اور ظالم لیڈروں کے خلاف ووٹ دیا جائے، اگر ملک کو خانہ جنگی اور فرقہ وارانہ فسادات میں جھونکنے والے برسر اقتدار آگئے تو ملک میں جنگل راج قائم ہوجائے گا اور فتنہ وفساد کو فروغ ملے گا۔

ووٹ ایک ناقابل انکار حقیقت

میرے پیارے نوجوانو! ووٹ ایک ناقابل انکار طاقت ہے، ووٹ کا ہتھیار استعمال کر کے طاغوتی عناصر کو شکست فاش دیں، اس کے بغیر ملک میں امن وامان قائم نہیں ہوسکتا ہے، ووٹ قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک شہادت ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ امتحانات، نمبر، سند، سرٹیفکیٹ اور الیکشن کے ووٹ سب شہادت کے حکم میں داخل ہیں، اسمبلی اور لوک سبھا وغیرہ کے انتخابات میں ووٹ دینا بھی ایک شہادت ہے۔

گویا ووٹ دینے والا اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ میرے نزدیک یہ شخص اپنی استعداد اور قابلیت کے اعتبار سے، امانت ودیانت کے اعتبار سے قومی نمائندہ بننے کے قابل ہے، گویا وہ اس بات کی سفارش کررہا ہے کہ اس نمائندہ کو کامیاب بنایا جائے۔

ووٹ کا صحیح استعمال کریں

قرآن کریم نے اس کو ان الفاظ میں بیان فرمایا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهُ نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا یعنی جو شخص اچھی اور سچی سفارش کرے گا تو جس کے حق میں سفارش کی ہے اس کے نیک عمل کا حصہ اسے بھی ملے گا، اور جو شخص بری سفارش کرتا ہے یعنی کسی نااہل کو کامیاب بنانے کی سعی کرتا ہے اس کو بھی اس کے برے اعمال کا حصہ ملے گا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر امیدوار اپنی کارکردگی کے پانچ سالہ دور میں غلط اور ناجائز کام کرے گا تو ان سب برے کاموں کی سزا ووٹ دینے والے کو بھی ملے گی۔

ابھی جو آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کی تفسیر میں علماء کرام فرماتے ہیں کہ ہمارا ووٹ تین حیثیت رکھتا ہے، ایک شہادت، دوسرے شفاعت، تیسرے حقوق مشترکہ میں وکالت، تینوں حالتوں میں جس طرح نیک آدمی کو ووٹ دینا موجب ثواب ہے اسی طرح نااہل کو ووٹ دینا بھی جھوٹی شہادت، بری سفارش اور ناجائز وکالت ہے، کل قیامت کے دن ہمارے اعمال کی باز پرس ہوگی تو ہم سے ووٹ کے بارے میں بھی سوال ہوگا کہ تم نے دنیا میں اپنا ووٹ اپنے ذاتی مفاد کے لئے استعمال کیا تھا یا ملک وملت کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کیا تھا؟ اس لئے دوستو! ووٹ کا صحیح استعمال کریں۔

مسلمانوں کے ووٹ فیصلہ کن ہیں

مسلمانوں کو ہمیشہ ووٹ بنک تصور کیا گیا اور تصور کیا جارہا ہے، مسلمانوں کے ووٹ فیصلہ کن ہوتے ہیں، مسلمانوں نے ہمیشہ وفاداری کا ثبوت دیا ہے لیکن کیا مسلمانوں کے ووٹوں کو اہمیت دی گئی؟ کیا الیکشن کے نتائج کے بعد مسلمانوں سے اظہار تشکر کیا گیا؟ کیا مسلمانوں سے کئے گئے وعدے پورے ہوئے؟ یہ سیاسی لیڈروں کا کھیل ہے جب چاہا معصوم مسلمانوں کو استعمال کیا اور پھر ان کو بھول گئے، کسی بھی پارٹی کا وزیر اعظم جب لال قلعہ کی فصیل سے ترنگا لہراتا ہے تو کیوں اسے یہ احساس نہیں ہوتا کہ اس ترنگے کے لئے مسلمانوں نے قربانیاں دی ہیں۔

ووٹ کے استعمال سے پہلے آپ کو سوچنا چاہئے کہ آپ اپنے ووٹ کا صحیح صحیح استعمال کریں اور ووٹ ضائع نہ ہونے دیں اسلئے کہ ووٹ کا استعمال اخلاقی ذمہ داری ہے، جو جماعتیں مسلمانوں کے دینی تشخص کو مٹا دینا چاہتی ہیں، شریعت اسلامیہ اور مدارس اسلامیہ، مسلم عبادت گاہوں کو تباہ و برباد کرنا چاہتی ہیں ان کے حق

میں ووٹ کا استعمال وہی مسلمان کرسکتا ہے جس کی عقل ماری گئی ہو اور جو اپنے مفاد کی خاطر اپنے ضمیر اور ایمان کا سودا کر چکا ہو۔

سب ایک آواز ہوجائیں

آج ہندوستان جس سیاسی بحران کا شکار ہے اس سے ہم بخوبی واقف ہیں، ملک کی سیاسی ومعاشی حالت ناگفتہ بہ ہوتی چلی جارہی ہے، فسطائی طاقتیں اس ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کردینے کی فکر میں ہیں، ایسے نازک حالات میں ہمارا فرض ہے کہ ہم آگے بڑھ کر ملک کی سیاسی حالت کو مستحکم کریں، دانشمندی اور بصیرت سے کام لیں اور نفاق کو قریب نہ آنے دیں۔

ہندوستان ایک عظیم اور باصلاحیت ملک ہے، سائنس، ٹکنالوجی اور صنعت وحرفت میں پیش رفت کی صلاحیت رکھتا ہے، اس کا شمار ترقی پذیر ممالک میں ہوتا ہے، آج ہندوستان کے پاس بہت کچھ ہے، اگر کمی ہے تو صرف ایک ایسے لیڈر کی جو سب کو ساتھ لے کر چلے، جو ایمان دار، دیانت دار اور صحیح معنوں میں خدمت گذار، عوام کا ہمدرد اور خیرخواہ ہو، مشکلات اور مصائب کے وقت سینہ سپر ہوجائے، جو عقل وحکمت، دانشمندی اور دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے مسائل کا صحیح اور حقیقت پسندانہ حل نکال سکے۔

صبح اٹھنے کے بعد مسلمان دن بھر معاش کی فکر میں لگ جاتا ہے، شام ہوتی ہے تو گھر کی طرف لوٹتا ہے، کھیل کود، گپ شپ، فلمیں، ناچ گانا، تفریح میں مصروف ہوجاتا ہے، آج مسلمان اپنے مقصد حیات کو بھول چکا ہے، کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ امت کے جوان، بوڑھے، عورتیں سب ایک آواز ہوجائیں، ایک ایسی آواز کہ جس سے دشمنوں کے دلوں پر قیامت برپا ہوجائے، ایک ایسی آواز جس میں ہر مظلوم

کی فریاد سنائی دے سکے، آخر کب تک ہم بکھرے ہوئے تنکوں کی طرح ہوا کے ہر جھونکے پر اُڑتے پھریں گے۔

مظلومیت ہمارا مقدر کیسے بن گئی؟

آج ہندستان کے ہر کونے پر نظر ڈالئے اور مسلمانوں کی حالت کا جائزہ لیجئے، مسلمانوں کی حالت کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ مسلمان اسی دین حنیف پر ایمان رکھنے والا ہے؟ کیا یہ اُسی دین پر چل رہا ہے جس پر صحابہؓ چلا کرتے تھے؟ تاجدار مدینہ احمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کا یہ حال، جس کے پاس قرآن کریم جیسی مقدس اور عظیم الشان کتاب ہے، زندگی کا بہترین نمونہ، کامل نظام حیات ہے، پھر بھی مسلمانوں کی یہ حالت ہے؟ ہم ایسے شریف مظلوم ہیں کہ ہر ظلم ہضم کر لیتے ہیں اور ہر زیادتی کو برداشت کر لیتے ہیں، اگر کبھی انصاف کے لئے دروازہ بھی کھٹکھٹاتے ہیں تو اس لیڈر کا جو بے ایمانی اور بے غیرتی کی بنیاد پر برسر اقتدار آتا ہے! آخر یہ بےبسی اور مظلومیت ہمارا مقدر کیسے بن گئی؟ ہم نے ہندوستان پر ایک ہزار سال حکومت کی ہے، ہم نے جگر کا خون دے کر اس ملک کی آبیاری کی ہے، ہمارے آبا واجداد نے یہاں کی سرزمین کو اپنے خون سے لالہ زار کیا ہے، کیا ہم میں وہ قوت وصلاحیت، ہمت وطاقت نہیں رہی؟ شجاعت وبہادری کیا اسلاف کی باتیں تھیں؟ کیا وہ جوش اور ولولہ ٹھنڈا پڑ گیا؟ رب کائنات کے لئے اپنی جان کی بازی لگانے کا جذبہ کیا اب ختم ہو گیا؟ آخر کیا بات ہے کہ ہم اتنی بڑی تعداد میں ہوتے ہوئے بھی ذلت ورسوائی کی زندگی بسر کر رہے ہیں، قرآن کریم نے چودہ سو سال پہلے اعلان کر دیا تھا وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ کہ حکومت تمہاری ہوگی غالب تم ہی رہو گے بشرطیکہ تم پکے سچے ایمان والے بنے رہے۔

مسالک کی دیواریں

آج کا نوجوان کدھر جا رہا ہے؟ اس کے ذہن کو طاغوتی قوتیں کس طرح اپنی طرف کھینچ رہی ہیں، غیر مسلم لڑکیاں اپنے جال میں کس طرح مسلم جوانوں کو پھنسا رہی ہیں، سرکاری اسکولوں میں کس طرح مسلمانوں کے بچوں کے عقائد کو بگاڑا جا رہا ہے، غیر اسلامی نظریات اور دیومالائی تہذیب مسلم بچوں کے ذہنوں میں بٹھائی جا رہی ہے، مغربی اور عیسائی مشنریاں اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ میدان میں اتر چکی ہیں تاکہ مسلمان کے ایمان پر ڈاکہ ڈال کر اسے جہنم میں جھونکنے کے قابل بنایا جا سکے۔

میرے بھائیو! آخر کب تک ہم ان سے غفلت برتتے رہیں گے اور آپس میں مسلک کی دیواریں کھڑی کرتے رہیں گے، یاد رکھئے شر پسند اور ظالم قوتیں آپ کے مسلک کو نہیں دیکھتیں، ان کو تو آپ صرف مسلمان نظر آتے ہیں، وہ تو صرف اسلام کی بنا پر آپ کے خون کے پیاسے ہیں، ان کو تو آپ کی تباہی اور ذلت مقصود ہے۔

یہ کیسی غفلت ہے؟

آخر ہم کب تک تر نوالہ بنے رہیں گے؟ ہمارے دشمن ہمیں کوڑا کرکٹ اور سمندری جھاگ کی طرح محسوس کرتے ہیں، ان کے دلوں سے ہماری عظمت وہیبت رخصت ہوتی جا رہی ہے اِنَّ الَّذِيۡنَ فَرَّقُوۡا دِيۡنَهُمۡ وَكَانُوۡا شِيَعًا لَّسۡتَ مِنۡهُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ اِنَّمَاۤ اَمۡرُهُمۡ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَفۡعَلُوۡنَ جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے ان سے تمہارا کچھ واسطہ نہیں، ان کا معاملہ تو اللہ کے سپرد ہے وہی ان کو بتائے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔

حضرات! کیا سانحہ ہے کہ شر پسند لوگوں نے دن دہاڑے مسلمانوں کی عبادت گاہ کو شہید کر دیا، وہ بھی اس ملک میں جہاں 25 کروڑ مسلمان آباد ہیں، ہمارے مال سے، ہماری عزتوں اور ہماری جانوں سے کھیلنے والے آج ہمارے رب کی عبادتوں سے کھیلنے لگے، اور ہم ہیں کہ ابھی تک سوئے ہوئے ہیں، یہ کیسی نیند ہے یہ کیسی غفلت ہے، یہ کیسی تقلید ہے کہ ہم ایک ہونا نہیں چاہتے، ہم اجتماعی مسائل مل بیٹھ کر کیوں نہیں حل کر لیتے؟ اللہ تعالیٰ دلوں کے حال کو جاننے والا ہے، ہم ایک ہو کر تو دیکھیں خدا کی قسم یہ کافر یہ مشرک یہ دشمن خود بخود کلمۂ توحید پڑھ کر مسلمان ہو جائیں گے۔ ؎

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو

میرے بھائیو! اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو اور آپس میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے نہ بنو، امت مسلمہ کو تفرقہ میں نہ ڈالو، کیا آپ کو یاد نہیں وصیتِ ربانی وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں اختلاف نہ کرو۔

میرے دوستو! شر پسندوں نے ہر جگہ نت نئے انداز میں پریشان کر رکھا ہے، افسوس تو یہ ہے کہ ہم خود بھی ایک نہیں، ہم نے آپس میں تفرقہ ڈالا تو جماعت کی بنیاد پر، زبان کی بنیاد پر، یہاں تک کہ اگر دو نوجوان آپس میں لڑے تو صرف اس لئے کہ ایک کانگریسی تھا اور ایک جنتا کا، ہم نے اپنے دین کو سمجھا نہ دین کے دشمنوں کو، دنیا جدھر لے گئی چلتے اور ڈھلتے رہے، ہچکولے بھی کھائے اور بہت سے ڈوب بھی گئے، مگر ہم نے ایک ہونے کا نام نہیں لیا۔

وائے ناکامی! متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

قرآن کریم نے زوردار انداز میں فرمایا تھا وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتِ کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور کھلی کھلی واضح ہدایات پانے کے بعد پھر اختلاف میں مبتلا ہو گئے۔ اس وقت ہماری یہ حالت ہے کہ ہم ہر جگہ انتشار کا شکار ہیں، ہمارا شیرازہ بکھرا ہوا ہے، آج امت کے ہر آدمی کی خواہش ہے کہ ہماری جماعت متحد ہو۔

یاد رکھئے ہم سب اُسی قوم کے فرد ہیں جس میں محمد بن قاسم، سلطان صلاح الدین ایوبیؒ، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، سید احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، ٹیپو سلطان شہیدؒ، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا حکیم زکی الدین احمدؒ پرنامبٹ اور مولانا اسعد مدنیؒ اور ان جیسے ہزاروں لاکھوں مرد مجاہد پیدا ہوئے، کاش ہم ان کے ساتھ شامل ہونا پسند کرتے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

اسلام کے شیرازے بکھر گئے

محترم حضرات! ہزاروں فسادات ہوئے، لاکھوں مسلمانوں کی جانیں گئیں، مال و جائداد جلا دی گئیں، بہو بیٹیوں کی عزتوں سے کھیلا گیا، کیا کبھی ہم ایک ہوئے کہ شر پسندوں کو سبق سکھایا جا سکے وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا جو شخص رسول کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جائے اور مسلمانوں کے طریقے کو

چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کرے تو ہم اس کو اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا تھا اور اسے دوزخ میں جھونک دیں گے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔

قرآن کریم نے واضح طور پر اعلان کر دیا کہ اہل ایمان کی مخالفت کا نتیجہ سوائے دوزخ کے کچھ نہیں ہے۔ حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ اسلام کے شیرازے ایک ایک کر کے بکھرنا شروع ہوں گے جب کوئی شیرازہ بکھرے گا تو بجائے اس کو جوڑنے کے بقیہ شیرازوں پر لوگ قناعت کر لیں گے اور سب سے پہلے جو شیرازہ بکھرے گا وہ حکومتِ عادلہ، خلافتِ راشدہ، حکومتِ الٰہیہ کا شیرازہ ہوگا اور آخری بکھرنے والا شیرازہ نماز ہوگی۔

مطلب یہ کہ دین کی بنیادیں ایک ایک کر کے بتدریج تحلیل ہوتی جائیں گی سب سے پہلے اسلام کا سیاسی اقتدار ختم ہوگا، پھر زوال کی رفتار بڑھ جائے گی، اور آخری کڑی بھی اس زنجیر کی ٹوٹ جائے گی، لوگ نماز پڑھنا بھی چھوڑ دیں گے، امت کی اکثریت نماز چھوڑنے والی بن جائے گی۔

ماضی میں علوم وفنون کے مراکز

چنانچہ غور کیجئے ملت اسلامیہ کا ستارہ جب عروج پر تھا تو دنیا کی ساری اقوام کے لوگ علوم وفنون اور صنعت وحرفت میں اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے لئے مسلم حکومتوں کی طرف سفر کیا کرتے تھے جس طرح لوگ آج امریکہ، انگلینڈ وغیرہ کا سفر کرتے ہیں، بغداد، مصر، شام، قسطنطنیہ، بلخ، بخارا، تاشقند جیسے شہروں کا سفر کرتے تھے، وہاں بڑے بڑے اسلامی اور عصری علوم کے مراکز تھے، مغرب اور یوروپ نے مادی ترقی مسلمان سائنس دانوں کے طفیل حاصل کی، یہ بات ہمارے لئے کس قدر

باعث شرم ہے کہ مسلمان ہونے کا تو ہم دعویٰ کریں لیکن اسلام کے پیغام اور اس کی حقیقی روح پر دوسری اقوام کاربند ہوں۔

لے گئے تثلیث کے فرزند میراثِ خلیل
خشتِ بنیاد کلیسا بن گئی خاکِ حجاز

مولانا آزادؒ نے کہا تھا

اے فرزندان اسلام! آج زلزلوں سے ڈرتے ہو کبھی تم خود ایک زلزلہ تھے، آج اندھیرے سے کانپتے ہو، کیا یاد نہیں رہا کہ تمہارا وجود ایک اجالا تھا، بادلوں کی سیل کیا ہے کہ تم نے بھیگ جانے کے خدشے سے اپنے پائینچے چڑھا لئے ہیں، وہ تمہارے ہی اسلاف تھے جو سمندروں میں اتر گئے، پہاڑوں کی چھاتیوں کو روند ڈالا، بجلیاں آئیں تو ان پر مسکرا دیئے، بادل گرجے تو قہقہوں سے جواب دیا، صرصر اٹھی تو رُخ پھیر دیا، آندھیاں چلیں تو ان سے کہا کہ تمہارا راستہ یہ نہیں ہے، یہ ایمان کی کمزوری ہے کہ شہنشاہوں کے گریبانوں سے کھیلنے والے آج خود اپنے گریبانوں کے تار پیچ رہے ہیں اور خدا سے اس درجہ غافل ہیں کہ جیسے اس پر کبھی ایمان ہی نہ تھا۔

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریّا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا!!

ماضی میں مسلمانوں نے اپنی بے سروسامانی کے باوجود ایک تاریخ مرتب کی ہے جس کی تصویر قرآن کریم نے ان الفاظ کے ساتھ کھینچی ہے وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ یاد کرو وہ وقت جبکہ تم تھوڑے تھے، زمین میں تم کو بے زور سمجھا جاتا تھا، تم ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ

تمہیں مٹا نہ دیں، پھر اللہ نے تم کو جائے پناہ مہیا کردی، اپنی مدد سے تمہارے ہاتھ مضبوط کئے اور تمہیں اچھا رزق پہونچایا، شاید کہ تم شکر گذار بن جاؤ لیکن خدارا آج اپنے حال کو دیکھئے، کیا ہمارا حال ہمارے ماضی سے کوئی مطابقت رکھتا ہے؟

کلمۂ طیبہ کی بنیاد پر متحد ہوں

ملک کے موجودہ حالات اور گذشتہ پچاس سالہ تجربات نے مسلمانوں میں یہ احساس پیدا کردیا ہے کہ اب ہماری ترقی اور تحفظ کا راستہ یہی ہے کہ ہم کلمہ طیبہ کی بنیاد پر متحد ہوجائیں، مشترکہ جدوجہد کا مزاج بنائیں، مسلمانوں کی مجموعی ترقی کے لئے مل جل کر کام کریں، مسلم ادارے اور تنظیمیں اتحاد واتفاق کے ساتھ فکروعمل کی راہ اپنائیں اور ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوکر مشترکہ حکمتِ عملی تیار کریں، آج قوم اتحاد کے لئے ترس رہی ہے۔

پھوٹ ہو جس قوم میں پھر وہ پنپ سکتی نہیں
ایک دل سب ہوں تو بڑھ جاتی ہے قوت قوم کی

موجودہ حالات میں ضروری ہے کہ قوم کے باصلاحیت اور مخلص حضرات قدم بڑھائیں۔

یاد رکھئے! اتحاد واتفاق کامیابی کی سب سے پہلی اور سب سے آخری سیڑھی ہے، قوم جب متحد ہوتی ہے تو بڑی سے بڑی طاقت سرنگوں ہوجاتی ہے، اتحاد میں وہ قوت ہے کہ بڑے بڑے ہٹلر اور نازی منہ کے بل گرجاتے ہیں، ہندوستانی مسلمان ایک متحدہ قوت ہیں، اتحاد ہی ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے دشمنوں کا صفایا ہوسکتا ہے اور حکومتِ وقت کو اپنے مطالبات منظور کرنے پر مجبور کرسکتے ہیں۔

ہم میں یہ کمزوری کہاں سے آئی؟

آخر یہ کمزوری ہم میں کہاں سے آگئی کہ ہم نماز سے دور بھاگنے لگے، روزہ ہم کو بھاری لگنے لگا، زکوۃ کا ادا کرنا دشوار ہوگیا، سیاست ہماری کمزور ہوگئی، قیادت کا ہم میں فقدان ہے، تجارت ہماری کمزور ہے، معیشت ہماری تباہ ہے، صنعت وحرفت یعنی ٹکنکل میدان میں ہم سب سے پیچھے ہیں، حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح دین کے دیگر ارکان پر عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح قوم کے کچھ افراد پر ضروری ہے کہ وہ مختلف پیشے اختیار کریں جیسے لوہار، بڑھئی، نداف، درزی وغیرہ کے کام ہیں، اسی طرح ہتھیاروں کا بنانا اور ان کا استعمال کرنا بھی فرض کفایہ میں شامل ہے، آج اگر امام غزالیؒ حیات ہوتے تو بندوق میزائل اور ٹینک بنانا مسلم قوم کے لئے ضروری قرار دیتے، کیونکہ مغرب قوم ان ہتھیاروں کے ذریعہ ہی آج مسلمانوں کی سلطنتیں اپنے نرغے میں لئے ہوئے ہیں، آج 64 سے زائد مسلم حکومتیں دنیا کے نقشے پر ہیں لیکن ان کے پاس فوج کمزور ہے، ہتھیاروں کے لئے وہ امریکہ، روس اور چین کے محتاج ہیں اس لئے اتنی ساری مسلم حکومتیں دنیا کو اپنے وجود کا احساس دلانے میں ناکام ہیں۔

میرے پیارے نوجوانو! آج دنیا بھر کی طاغوتی طاقتیں چاہتی بھی یہی ہیں کہ ہم ٹولیوں میں اور چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بٹے رہیں اور وہ ہمیں بآسانی زیر کرتے رہیں، ہم اپنے دین اور فرائض سے کیا دور ہوئے، وقت کے سرپرست ہمیں کھلونا بناتے چلے گئے اسی کا نتیجہ ہے کہ دشمنِ اسلام ہمیں آپس میں دست گریباں میں مصروف دیکھ کر اپنی ساری خواہشیں اور سارے خواب پورے کرتے جارہے ہیں اور مسلمان قوم تکلیفیں برداشت کررہی ہے کوئی پرسان حال نہیں ہے۔

پارلیمنٹ میں مسلمانوں کے نمائندے

ایک وقت تھا کہ ہندوستان پارلیمنٹ میں مسلم ممبران کی تعداد پچاس کے آس پاس ہوا کرتی تھی لیکن اب یہ تعداد گھٹ کر 28 تک پہونچ گئی ہے جبکہ مردم شماری کے اعتبار سے آج مسلم ممبران پارلیمنٹ کی تعداد 75 سے 80 ہونی چاہئے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے اجتماعی ووٹوں کو مختلف حلقوں میں تقسیم کرکے کاٹ چھانٹ دیا گیا ہے، یہ کام سب سے پہلے اندرا گاندھی نے کیا تھا کہ جہاں بھی مسلمانوں کی کثیر آبادی دیکھی اسے ہندوؤں کے علاقوں میں بانٹ کر مسلم ووٹ منتشر کردیئے، گویا ہندوؤں کے ووٹوں کو متحد اور مسلمانوں کے ووٹوں کو منتشر کردیا گیا تاکہ مسلمان اپنے ووٹ سے کبھی اقتدار تک نہ پہونچ سکیں، یہ اکثریت اور اقلیت کا کھیل ہے اور اسی سازش کو پایہ تکمیل تک پہونچانے کے لئے پارلیمنٹ میں خواتین ریزرویشن بل آرہا ہے اگروہ بل پاس ہوگیا تو پورے ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے دس بارہ سیٹ کا حاصل کرنا بھی مشکل ہوجائے گا، حالانکہ لوک سبھا کے 40 حلقے ایسے ہیں جہاں مسلمان 30 فی صد ہیں اور 87 حلقے ایسے ہیں جہاں مسلم ووٹروں کی تعداد 10 سے 20 فی صد کے درمیان ہے اس کے باوجود مسلمان ممبران پارلیمنٹ کی تعداد بارہویں لوک سبھا میں صرف 29 تھی، اس حقیقت پر دھیان دینے کی ضرورت ہے کہ لوک سبھا کے جن 22 حلقوں میں 40 فی صد مسلم ووٹرس ہیں وہاں سے بھی صرف 14 امیدوار ہی کامیاب ہوسکے تھے، یہ ایک تشویشناک صورت حال ہے اس لئے نہ صرف نمائندگی بلکہ اقتدار میں حقیقی حصہ داری کے لئے باشعور مسلمانوں کو سیاسی سطح پر آگے آنا چاہئے۔

آپ ملک کے قابل فخر سپوت ہیں

آپ اس ملک کے قابل فخر سپوت ہیں، آپ کے آباواجداد نے اس ملک کو سنوارا ہے، آپ اس ملک کے برابر کے شہری ہیں، حکومت میں برابر کے حصہ دار ہیں، اس ملک کو آزاد کرانے کے لئے لاکھوں مسلمان شہید ہوئے، لاکھوں مسلم بچے یتیم بنے، لاکھوں مسلم عورتوں کا سہاگ لٹا، ہم اس ملک کے بھکاری نہیں بلکہ اس ملک کے مالک ہیں۔

یاد رکھئے! یوپی میں 38 حلقے، بہار میں 21 حلقے، مغربی بنگال میں 22 حلقے، کیرالا میں 13 حلقے، مہاراشٹر اور مدھیہ پردیش میں 8 حلقے، اور جموں کشمیر میں 6 حلقے ہیں، اس طرح جملے 108 حلقوں میں مسلمانوں کے ووٹ فیصلہ کن حیثیت رکھتے ہیں۔

آج ہندوستان کے مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ احساس کمتری کو اپنے اندر سے نکال کر باہر کریں اور احساس برتری پیدا کریں، ہر مسلمان کو فخر کے ساتھ کہنا چاہئے کہ الحمدللہ میں مسلمان ہوں، اپنے کردار، اپنے اعمال، اپنے افعال، اپنے احوال اور اپنے معاملات سے ثابت کرنا چاہئے کہ مسلمان اپنے ملک کا وفادار باشندہ ہے، وطن سے محبت مسلمان کے خمیر اور خون میں شامل ہے، مسلمانوں کی حب الوطنی کی داستان سے ہماری جنگ آزادی کی پوری تاریخ لبریز ہے اور جب جب ملک کو مسلمانوں کے خون کی ضرورت پڑی، مسلمانوں نے اپنا لہو دے کر وطن کی آبرو کی حفاظت کی ہے، کرگل کا مسئلہ آیا تو مسلمان میدان میں اتر آئے اور وطن کے لئے جان دینے والے سپاہیوں کو خراج تحسین پیش کیا اور 28 مسلم سپاہی وطن کی حفاظت کرتے ہوئے کرگل کے میدان میں شہید ہوگئے۔

نہ سمجھو گے تو........

ہمارے بہت سے سیدھے سادے بھائی ووٹ ڈالنا ضروری نہیں سمجھتے وہ ذرا سوچیں اور سمجھیں کہ آج مفاد پرستی ،غنڈہ گردی ، دولت کے حصول کے لئے ناجائز اور حرام ذرائع کا بے دریغ استعمال ،اقتدار کی کرسی تک پہونچنے کے لئے بے دردی سے قتل وقتال عام سی بات ہوگئی ہے ، ان حالات میں ہر مومن ، مسلمان پر ووٹ کا استعمال فرض ہے کہ وہ اپنے ووٹ کے ذریعے فاسسٹ قوتوں کو شکست دے کر ایمان دار نمائندوں کو پارلیمنٹ اور اسمبلی میں پہونچائیں ،لاپرواہی سے اپنے ووٹ کو ضائع کرنا اور گھر میں بیٹھے رہنا عقلمندی نہیں ہے ، چند پیسوں کی خاطر اپنا ووٹ بیچ دینا گویا اپنے آپ پر اور قوم پر خنجر چلانے کے مترادف ہے۔

خنجر چلاہے قوم پہ اس کا ہے ہم کو غم
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

آیئے اس ملک کی بقاء کے لئے اور مسلمانوں اور ملک کے شاندار مستقبل کے لئے ایک بار اتحاد واتفاق کو گلے لگائیں ورنہ تاریخ میں ہم بے نام ونشان ہوجائیں گے اور آنے والی نسلیں بھی ہمیں معاف نہیں کریں گی۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندی مسلمانو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

ماں کا مقام

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْد وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ .صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسماں نے ہم کو دے مارا

بزرگان محترم،نوجوانان اسلام ! آج انسانی سماج میں خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں، انسان کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو وہ محسوس کرتا ہے کہ آج سماج میں پہلے سے زیادہ برائیاں ہیں ، دنیا میں کوئی دور ایسا نہیں آیا جس میں برائیاں نہ ہوں ، اچھے اور برے لوگ ہمیشہ دنیا میں رہے ہیں اور رہیں گے، ہاں کبھی ایسا دور آتا ہے کہ اچھے لوگ زیادہ ہوتے ہیں اور کبھی برے لوگ زیادہ ہوتے ہیں، آج دنیا میں اچھے لوگوں

کی کمی ہے اور برے لوگوں کی زیادتی ہے، بداعمالیاں اتنی زیادہ ہوگئی ہیں کہ ملک کوگھن کی طرح کھارہی ہیں، کیڑا جس طرح لکڑی کی طاقت کوختم کردیتا ہے بالکل اسی طرح آج ہمارا سماج ہے، دیکھنے میں تو ہر آدمی اچھا لگتا ہے کیونکہ لباس اچھا ہے، مکان کی صفائی ہے، روڈ بھی اچھے ہیں، آبادیوں میں بلڈنگیں بھی اچھی ہیں یعنی ساری چیزیں اچھی ہیں، ترقی کی طرف لے جارہی ہے لیکن اخلاقی اعتبار سے تنزلی کی طرف جارہے ہیں، آدمی کے اندر بگاڑ پیدا ہورہا ہے۔

جوصفات ایک درندہ اور جانور میں ہوا کرتی ہیں وہ سب چیزیں انسانوں میں پیدا ہورہی ہیں، کوّا سیانہ کہلاتا ہے، لومڑی مکار کہلاتی ہے، شیر اور بھیڑیا درندہ کہلاتا ہے اور کتا بھونکنے والا حاسد کہلاتا ہے لیکن یہ ساری برائیاں اب آدمیوں میں پائی جارہی ہیں، آخر کیا وجہ ہے کہ یہ ساری برائیاں آج ہم میں پیدا ہوگئی ہیں اور ان برائیوں کوختم کرنے کے لئے ہم جو کچھ بھی کررہے ہیں وہ ناکافی ہے، اس زمانے میں جتنی تنظیمیں قائم ہیں، ادارے چل رہے ہیں، ان سے سدھار نہیں ہورہا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اندر سدھار پیدا کریں اور وہ صفات پیدا کریں جوایک اچھے انسان میں ہوا کرتی ہیں، سماج میں برائیاں آتی ہیں برے اعمال سے، برے افعال سے، برے احوال سے، جب قوم کا نوجوان بگڑتا ہے تو ساری قوم بگڑتی ہے اور قوم کا نوجوان سدھرتا ہے تو ساری قوم سدھر جاتی ہے۔

رومن قوم دنیا سے مٹ گئی

اگرعورت نیک اور صالحہ ہے تو یقیناً پورا سماج نیک کہلاتا ہے، جب عورت میں بگاڑ آتا ہے تو اولاد بگڑ جاتی ہے، اولاد کوبگاڑنے کا ذریعہ ماں ہے اور ماں کوبگاڑنے کا ذریعہ باپ ہے، جب شوہر بیوی کا حق ادا نہیں کرتا اور عورت کو بے راہ

بنادیتا ہے تو پورے سماج میں بداخلاقی کا کینسر پیدا ہوجاتا ہے، رومن قوم کا دنیا میں بڑا چرچا رہا ہے اسی طرح دوسری بہت سی قومیں دنیا میں گذری ہیں جنہوں نے بڑی ترقی کی لیکن آج دنیا سے ان کا نام مٹ گیا، ان قوموں نے بڑے بڑے محلات بنائے، بڑی بڑی حویلیاں بنائیں، بڑے بڑے باغات لگائے اور دنیا کو بتایا کہ رومن قوم عقل، ہوشیاری اور طاقت میں سب سے آگے ہے لیکن دوستو! آج رومن قوم کا دنیا میں نام لینے والا کوئی نہیں ہے، کیوں؟ اسلئے کہ رومن قوم نے جب تک اپنی عورتوں کو اندر رکھا ترقی کرتے رہے اور جب ان کی عورتیں گھروں سے باہر نکل گئیں اور آوارہ ہوگئیں اور وہ گھروں کی شمع کے بجائے محفلوں اور بازاروں کی زینت بن گئیں تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم کا بیڑا غرق کردیا۔

رومن قوم میں عجیب عجیب بیماریاں پیدا ہوگئی تھیں، جب کوئی مرد کسی عورت کوچھوڑنا چاہتا تو وہ اس پر الزام لگادیتا کہ اس پر توجن آتے ہیں، یہ دیوانی ہوگئی ہے، پاگل ہوگئی ہے، نتیجہ یہ ہوتا کہ اس کو علیحدہ کرنے کا موقع مل جاتا، کچھ لوگ آگے بڑھتے اور کہتے کہ اس عورت کو جلادیا جائے، اگر اس کو جلایا نہ گیا تو یہ اثر دوسروں پر بھی آسکتا ہے، کچھ لوگ کہتے کہ اس کے سر کے بال، چوٹی پکڑ کر سمندر میں ڈبودیا جائے تاکہ اس کی بیماری بھی اس کے ساتھ ختم ہوجائے، ایک طرف تو انہوں نے عورتوں کو گھر سے باہر نکالا اور دوسری طرف عورتوں کے حقوق سلب کئے، عورتوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے، نتیجہ یہ ہوا کہ پوری قوم کو اللہ نے ختم کردیا، ہمارے یہاں بھی کچھ چیزیں ہیں، سماج میں جو برائیاں ہیں زیادہ تر عورتوں کی وجہ سے ہے، اور عورتوں میں جو برائیاں ہیں بے پردہ ہونے کی وجہ سے ہے، اگر مرد صحیح ہوجائیں تو یقیناً عورتوں کی اصلاح ہوسکتی ہے لیکن مرد چونکہ بگڑ چکے ہیں اور مردوں میں بے راہ روی آگئی ہے اسلئے عورتیں اس کا ناجائز فائدہ اٹھارہی ہیں۔

عورت سدھرتی ہے تو پورا معاشرہ سدھرتا ہے

ایک عورت سدھرتی ہے تو پورا خاندان سدھرتا ہے اور ایک عورت بگڑتی ہے تو پورا خاندان اور قبیلہ بگڑ جاتا ہے، اللہ معاف فرمائے کیا وجہ ہے کہ ہمارے یہاں شیخ عبد القادر جیلانیؒ جیسے بچے پیدا نہیں ہوتے؟ امام غزالیؒ جیسے بچے پیدا نہیں ہوتے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا مدنیؒ اور مولانا حکیم زکی الدین احمدؒ جیسے بچے پیدا نہیں ہوتے، کیوں؟ کیا اللہ نے دروازہ بند کر دیا ہے کہ اچھے بچے دنیا میں پیدا نہ ہوں؟ ایسا نہیں ہے بلکہ رحمت کا دروازہ تو ہر وقت کھلا ہوا ہے صرف نبوت کا دروازہ بند ہے کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا لیکن ولایت کا دروازہ قیامت تک کھلا ہوا ہے کہ جو آدمی محنت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنا قرب عطا فرمائیں گے اور اپنی ولایت سے اس کو نوازیں گے، اس کو عالم بھی بنائیں گے، فاضل بھی بنائیں گے اور عابد و زاہد بھی بنائیں گے، اس کو متقی، پرہیزگار اور ولی کامل بھی بنائیں گے، لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ پہلے ہماری مائیں اپنے بچوں کو ایسی تربیت دیں کہ جس سے آگے چل کر بچے اچھے اور نیک بنیں، ہماری عورتوں کو اول تو بچے پالنے آتے ہی نہیں، پالنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کو اچھے کپڑے پہنائے جائیں اور اچھا کھلایا جائے اور ان کو گھر میں رکھا جائے، یہ کام تو ایک جانور بھی انجام دیتا ہے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ چڑیا کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو چڑیا اس کو اپنے پروں میں چھپا لیتی ہے، مرغی اپنے پروں میں چھپا لیتی ہے، گائے، بیل اور بکری اپنے بچوں کو چومتی اور چاٹتی ہے اور چارہ کھانا سکھاتی ہے، چڑیا اپنی چونچ میں دانہ لا کر اپنے بچوں کے منہ میں ڈالتی ہے، یہ کام تو جانور بھی انجام دیتے ہیں، اصل ہے تربیت کہ ہم اپنے بچوں کی تربیت

کیسے کریں؟ یہ کام ساری دنیا میں ساری اقوام انجام دے رہی ہیں، قرآن جو کہہ رہا ہے اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے، حضور ﷺ کی تعلیمات پر عمل نہیں ہو رہا ہے۔

حضور ﷺ کی تعلیم

حضور ﷺ کی تعلیم جس چیز کو پیش کر رہی ہے اس عمل کو انجام نہیں دے رہے ہیں، بچوں کا انداز تربیت غیروں والا ہے، اسلام کا انداز ہمارے پاس نہیں ہے، قرآن کا انداز ہمارے پاس نہیں ہے اور شریعت میں جو بات کہی گئی ہے وہ ہمارے عمل میں نہیں نہ ہم ان باتوں کو جانتے ہیں اور نہ ہماری عورتیں جانتی ہیں، بچوں کے اندر وہ بات کیسے آئے گی؟ آج جو بگاڑ پیدا ہو رہا ہے وہ مردوں اور عورتیں کے شریعت سے دور ہونے کی وجہ سے ہے، دونوں کی فکریں اور سوچ بدل چکی ہے، اگر نظریات قرآن وحدیث کے مطابق ہوں تو یقیناً بچے نیک بن سکتے ہیں ضروری ہے کہ ہمارے اندر اصلاح کا مادہ پیدا ہو، ماں کے ذریعہ بچہ کی اصلاح ہوا کرتی ہے، عورت بگڑتی ہے تو سارا معاشرہ بگڑ جاتا ہے اور عورت سدھرتی ہے تو سارا سماج سدھر جاتا ہے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا واقعہ

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اپنے زمانہ کے ولی کامل اور شیخ المشائخ تھے، ہزاروں لاکھوں انسانوں کی ان کے ذریعہ اصلاح ہوئی، ایک مرتبہ مدرسہ سے آ کر دیکھا ماں نہیں ہے، اب کھانا کھائیں تو کیسے؟ روٹی کہاں سے لائیں، ماں نے پہلے سے بتا رکھا تھا کہ دیکھو بیٹا! جب تم مدرسے سے آؤ تو بستہ گھر میں رکھو اور وضو بنا کر مصلیٰ بچھا کر دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کرو کہ یا اللہ مجھے کھانا عطا فرما، ادھر نماز پڑھتے اور ادھر ماں آہستہ سے طاق میں روٹی رکھ دیتی، جب نماز پڑھ کر دعا مانگ کر فارغ

ہوتے تو طاق میں روٹی رکھی ہوئی ملتی ، لے کر کھالیتے ، بچہ کا ذہن بن گیا کہ روٹی دینے والا اللہ ہے، ایک روز ایسا ہوا کہ بچہ پڑھ کر آیا، بستہ رکھا، وضو بنایا، نماز پڑھی دعا کی کہ اے اللہ مجھے روٹی عطا فرما، دعا سے فارغ ہوئے اور طاق کی طرف گئے دیکھا تو روٹی رکھی ہوئی ہے ماں گھر میں موجود نہیں ہے، کہیں گئی ہوئی تھیں وہ سوچ میں تھیں کہ آج اگر بچے کو روٹی نہیں ملی تو اس کا عقیدہ خراب ہوجائے گا لیکن جب ماں گھر میں داخل ہوتی ہیں تو دیکھتی ہیں کہ بچہ روٹی کھا رہا ہے تعجب ہوا اور پوچھا کہ روٹی کہاں سے آئی، بچہ نے جواب دیا کہ جہاں سے روزانہ ملتی ہے، بس ماں کو یقین ہوگیا کہ اب بچہ اللہ کے یہاں مقبول ہوگیا، اس کی دعا قبول ہوگئی، بچہ کا اللہ پر یقین بن گیا، اس کے بعد سے ماں نے کبھی بھی بچہ کے لئے روٹی نہیں رکھی، بچہ پڑھ کر آتا، مصلیٰ بچھاتا اور روٹی وہاں رکھی ہوئی ملتی، یہ ہے تربیت کا انداز۔

بچے کے اعمال میں ماں کا بھی حصہ ہے

خواجہ بختیار کاکیؒ جوان ہوگئے تو ایک روز اپنی والدہ سے کہنے لگے اماں جان مجھے بیس راتوں سے مسلسل حضور ﷺ کی زیارت مبارکہ ہو رہی ہے ماں نے کہا بیٹا! اس میں ہمارا بھی حصہ ہے کیونکہ جب تو چھوٹا سا تھا اور دودھ پیتا تھا میرا اصول اور معمول تھا کہ پہلے وضو بناتی پھر حضور ﷺ پر سو مرتبہ درود بھیجتی پھر تجھے دودھ پلاتی جس کا نتیجہ ہے کہ تجھے بیس راتوں سے مسلسل حضور ﷺ کی زیارت ہو رہی ہے، یہ ہے انداز تربیت، مسلمان عورتوں کا انداز اور مزاج بدل گیا ہے، قرآن کی باتیں ہماری عورتوں کو اچھی نہیں لگتی، مزاج میں بگاڑ آگیا ہے، جس طرح آدمی کو بخار ہوجائے اور اس کو بہترین کھانا اور سالن بنا کر دیا جائے وہ کہتا ہے یہ کڑوا ہے، گھر والے جانتے ہیں کہ سالن تو اچھا ہے، یہ کڑوا پن اس کے بخار کی وجہ سے ہے۔

بالکل یہی باتیں آج ہمارے اوپر صادق آتی ہیں ہم کو دینی باتیں اچھی نہیں لگتی دنیا کے مسلمانوں نے اپنے سروں سے ٹوپی اتار دی ہیں، ماں بھی چاہتی ہے کہ میرا بیٹا اور میرا بچہ ٹوپی نہ پہنے، مائیں چاہتی ہیں کہ ہمارے بچے ہیرو نظر آئیں، اسلامی لباس پہنانا تو پسند ہی نہیں کرتیں، انگریزی لباس پہناتی ہیں، اسلئے کہ یہ ساری چیزیں ٹی وی پر دکھائی جاتی ہیں اور اسی کو مائیں پسند کرتی ہیں، ایک زمانہ ایسا تھا کہ ہماری مائیں شام کو سونے کے وقت صحابہؓ کے واقعات سناتی تھیں، اللہ کے نبی ﷺ کی زندگی کے حالات سناتی تھیں، انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات ان کو سنائے جاتے تھے اور اسلامی بہادروں کے کارنامے بتائے جاتے تھے تو ہمارے بچوں کے اندر بھی ایسے جذبات پیدا ہوتے تھے، آج ساری چیزیں ہمارے اندر سے ختم ہوگئی ہیں، کچھ وقت ملتا ہے تو ٹی وی کے سامنے شوہر بیوی بچے ایک ساتھ بیٹھ کر وقت ضائع کرتے ہیں مشاغل کے لئے ہمارے پاس وقت بہت ہے، آج کتّے اور بلّیوں کے حالات بتاتے ہیں، بھوت اور جنات اور پریوں کی کہانیاں سناتے ہیں، گاڈ نہیں ڈاگ کی کہانی سناتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے بچے دین سے الگ اور برے راستے پر جا رہے ہیں، آج مسلمانوں میں سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے پیدا ہو رہے ہیں، ہمارے گھروں کا ماحول بدل چکا ہے، اسی لئے تو بچوں کا دماغ بھی بدل چکا ہے، مائیں اپنے بچوں کو حافظ قرآن بنانے کو تیار نہیں ذہن میں یہ بات ہے کہ حافظ صاحب بیچارے کیا کماتے ہیں، اتنے پیسوں میں کیا ہوتا ہے، انسان کی ترقی آج سائنس اور دنیوی تعلیم میں ہے ترقی دین کی تعلیم میں نہیں ہے، دوستو! یہ دھوکہ ہے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آج بھی بہت سے لوگ دنیا میں حافظ ہیں، عالم ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ترقی سے نوازا ہے، ابھی پندرہ بیس سال پہلے

کا واقعہ ہے کہ سعودی عرب میں شاہ فیصل حکمراں تھے، حافظ بھی تھے عالم بھی تھے، اللہ نے ان کو بادشاہ بنادیا، کشمیر کے شیخ عبداللہ وزیراعلیٰ تھے وہ بھی حافظ قرآن تھے۔ آج ضرورت ہے کہ ہم اپنے بچوں کی اسلامی انداز میں تربیت کریں۔

ایک عبرت آمیز واقعہ

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے لکھا ہے کہ ایک اللہ والے روزانہ پانی پر مصلیٰ بچھاکر نماز پڑھتے، پانی پر کھڑا ہونا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے، وہ روزانہ پانی پر نماز پڑھتے تھے، ایک روز بیوی نے کہا میرے سرتاج! آپ جو نماز پڑھ رہے ہیں پانی پر مصلیٰ بچھاکر، اس میں ہمارا بھی حصہ ہے، شوہر نے کہا اللہ کی بندی تیرا اس میں کیا حصہ ہے؟ نماز میں پڑھتا ہوں، مجاہدہ میں کرتا ہوں، ریاضت میں کرتا ہوں اور حصہ تیرا، کیسے ہوسکتا ہے؟ بیوی نے کہا اچھا بھلائی اسی میں ہے کہ ہماری بات مان لو اور پانی پر نماز پڑھتے رہو اور نماز کے ثواب میں ہم کو بھی حصہ دو، شوہر نے انکار کیا، بیوی نے کہا اچھا ٹھیک ہے کل دیکھیں گے، دوسرے روز شوہر جب نماز کے لئے دریا پر گئے اور پانی پر مصلیٰ بچھاکر کھڑے ہوئے بس پانی کے اندر چلے گئے، پورے کپڑے اور بدن بھیگ گیا، کبھی ایسا نہیں ہوا آج ایسا کیوں ہوا؟ کیا بات ہے؟ بہت مایوس ہوئے، پریشان ہوئے اور بھیگے کپڑوں کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے تو بیوی دیکھ کر مسکرانے لگی اور کہنے لگی کہ دیکھو ہم نے کہا تھا کہ اس میں میرا بھی حصہ ہے، شوہر نے کہا اللہ کی بندی! بتا تو سہی اس میں کیا راز ہے؟ میں تو روزانہ نماز پڑھتا رہا کبھی ایسا نہیں ہوا اور آج تم نے کیا جادو کیا ہے کہ پانی میں ڈوب گیا اور کپڑے بھی تر ہوگئے، بیوی نے کہا جناب! آپ کے لئے جو میں کام کرتی ہوں اس کا طریقہ الگ ہے، آپ کے وضو کے لئے پانی رکھتی ہوں تو باوضو اور بسم اللہ کے

ساتھ رکھتی ہوں اور بستر لگاتی ہوں یہاں تک کہ کھانا بناتی ہوں تو وضو اور بسم اللہ کے ساتھ بناتی ہوں، غرض کہ آپ کے سب کام وضو اور بسم اللہ کے ساتھ کرتی ہوں اس کا اثر ہے کہ اللہ نے آپ کا مقام بلند کیا اور آپ پانی پر کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے ہیں، کل سے وضو اور بسم اللہ والا عمل چھوڑ دیا تھا اسلئے آپ ڈوب گئے اور کپڑے بھی تر ہوگئے، دوستو! جب عورت سدھرتی ہے تو سارا خاندان سدھرتا ہے اور عورت بگڑتی ہے تو سارا خاندان بگڑ جاتا ہے لیکن اس بگاڑ میں ہم بھی شامل ہیں۔

عورت اکیلی جہنم میں نہیں جائے گی

قیامت کے دن ایک عورت کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گی یا اللہ! میرا شوہر مجھے نماز کے لئے حکم نہیں کرتا تھا اس نے کبھی مجھے نصیحت نہیں کی اور میرا باپ بھی نمازی تھا لیکن اس نے کبھی مجھے نماز کا حکم نہیں کیا، اللہ پاک فرمائیں گے کہ شوہر اور والد کو جہنم میں ڈال دو، پھر عورت عرض کرے گی یا اللہ! میرا بیٹا اور میرے بھائی بھی اہل علم تھے لیکن انہوں نے مجھے نماز کے لئے نہیں کہا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس عورت کے ساتھ اس کے شوہر، والد، بھائی اور بیٹے سب کو جہنم میں ڈال دو، معلوم ہوا عورت اکیلی جہنم میں نہیں جائے گی بلکہ چار مردوں کو ساتھ لے کر جائے گی اس لئے مردوں پر لازم ہے کہ اپنی عورتوں کی اصلاح کریں۔

ایک واقعہ

لکھا ہے کہ ایک امام صاحب کی بیوی بہت بگڑی ہوئی تھی، ایک بار اس نے منت مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو مسجد کے منبر پر ڈھول بجواؤں گی، بدقسمتی سے منت پوری ہوگئی، اس نے امام صاحب سے کہا کہ میں نے منت مانی تھی کہ میرا فلاں کام

ہو گیا تو منبر پر ڈھول بجواؤں گی، اب وہ کام ہو گیا ہے آپ آنے والے جمعہ کو ڈھول بجائیں، شوہر نے کہا بے وقوف! مسجد میں یا مسجد کے باہر ڈھول بجانا بڑا گناہ ہے، یہ نہیں ہو سکتا، شوہر نے بہت کوشش کی عورت کو منا لیا جائے لیکن وہ ماننے کو تیار نہیں ہوئی، عورت نے کہا کہ اگر جمعہ کو ڈھول نہیں بجایا تو میں آپ کو اور آپ کے بچوں کو چھوڑ کر ماں کے گھر چلی جاؤں گی، امام صاحب بہت پریشان ہوئے کیا کیا جائے؟ کمبخت چلی گئی تو بہت پریشانی ہو جائے گی، بس شیطان نے دل میں ڈالا اور امام صاحب نے کہا اللہ کی بندی! تو اپنے میکے مت جا، میں اس کام کو انجام دوں گا، دیہات کے لوگ بھی سیدھے سادھے ہوتے تھے، علم بھی کم تھا، امام صاحب نے جمعہ کے دن ڈھول منبر کے نیچے رکھ دیا اور منبر پر کھڑے ہو کر وعظ و نصیحت کرتے ہوئے میرے بھائیو سنو! دنیا میں جتنے گانے بجانے والے آلات ہیں سب کا بجانا حرام ہیں، جیسے سارنگی طبلہ، ہارمونیم وغیرہ اور یہ ڈھول بجانا بھی ناجائز ہے اور بڑی ہوشیاری سے ڈھول پر عصا مار کر بتایا کہ اِدھر سے بھی بجانا حرام اور اُدھر سے بھی بجانا حرام ہے بس ڈھول بج گیا منت پوری ہو گئی اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ تو عرض یہ ہے کہ جب عورت بگڑتی ہے تو عالم، مولوی، حافظ سب کو بگاڑتی ہے اور پیروں کو بھی بگاڑ دیتی ہے، آج ہم اسی بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں، ہمارے گھروں کا ماحول بدل گیا ہے، آج باہر تو اللہ والے کہلاتے ہیں، نمازی کہلاتے ہیں لیکن جب گھروں میں جھانک کر دیکھا جاتا ہے تو کوئی بات ایسی نہیں ملتی جو دین اور شریعت کے مطابق ہو، معمولی سی ایک چھوٹی بات کی طرف اشارہ کرتا ہوں، ہر گھر میں عورتیں ننگے سر رہتی ہیں، خواص وعوام سب کا یہی معاملہ ہے، کوئی مرد یہ کہنے کو تیار نہیں اپنی عورتوں کو کہ سر پر اوڑھنی رکھیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی عقلمندی

حدیث پاک میں ہے کہ جس گھر میں عورت ننگے سر رہتی ہے اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے، حضور ﷺ کو جب نبوت ملی اور پہلی مرتبہ آپ نے جبرئیل کو دیکھا، جبرئیلؑ نے آپ کو سمیٹ لیا اور زور سے دبایا، کہا پڑھ، پڑھ اپنے رب کے نام سے حضور ﷺ جبرئیل کو دیکھ کر گھبرا گئے اور جبرئیل بار بار آپ کے سامنے آتے اور غائب ہو جاتے، تاکہ حضور ﷺ کو جبرئیل سے انسیت پیدا ہو، اس کے بعد آپ گھر میں آئے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو فرمایا زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ مجھے چادر اڑھا دو، مجھے چادر اڑھا دو، میں تو ہلاک ہو جاؤں گا، معلوم نہیں مجھے کیا ہو گیا ہے، کوئی آدمی بار بار میرے سامنے آتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے تو حضرت خدیجہؓ جو امہات المومنات میں سے ہیں سیدالطاہرہ ہیں، پاکباز عورتوں کی سردار ہیں، اللہ والی خاتون ہیں، حضرت خدیجہؓ نے فرمایا اے میرے سرتاج! آپ کو اللہ ہلاک نہیں فرمائیں گے اسلئے کہ آپ مہمان نواز ہیں، آپ مظلوموں کے کام آتے ہیں، یتیموں اور بے بسوں کے کام آتے ہیں بھلا اللہ تعالیٰ آپ کو کیسے ضائع فرمادیں گے آپ اطمینان رکھیں اور جب وہ آدمی آئے تو مجھے بتائیے، جب جبرئیل حضور ﷺ کو نظر آئے آپ نے فرمایا کہ دیکھو خدیجہ! وہ نظر آ رہا ہے، حضرت خدیجہؓ نے فوراً سر سے اوڑھنی اتار دی اور پوچھا کہ بتاؤ اب نظر آ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، پھر حضرت خدیجہ نے سر پر اوڑھنی رکھی اور پوچھا کہ کیا اب نظر آ رہا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اب نظر آ رہا ہے، حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ آپ اطمینان رکھیں یہ شیطان نہیں بلکہ فرشتہ ہے، اسلئے کہ جب عورت ننگے سر رہتی ہے تو فرشتے گھر کے اندر آنے سے شرماتے ہیں، حیا کرتے ہیں، اور جب عورت سر پر اوڑھنی رکھتی ہے اور پردہ کے ساتھ رہتی

ہے تو فرشتے گھر میں آتے ہیں، رحمتیں نازل ہوتی ہیں، برکتیں آتی ہیں، اللہ تعالیٰ معاف فرمائے دوستو! میں کسی کا نام لینا نہیں چاہتا بلکہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج مسلمان عورتیں اوڑھنی کیا ایسا لباس پہنتی ہیں کہ آدھا بدن ویسے ہی نظر آتا ہے، نیم برہنہ رہتی ہیں، ہم دیکھتے ہیں لیکن کبھی ان کو نصیحت کرنے کو تیار نہیں، پھر بھی ہمارے ایمان میں کوئی فرق نہیں آتا، بہرحال آج سماج میں جو برائیاں ہیں وہ عورتوں کے بگاڑ کی وجہ سے ہیں۔

آج عورتیں سدھر جائیں تو یقیناً سماج سدھر جائے اور گھروں میں نیک اولادیں پیدا ہوں، اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

اسلام کا دشمن کون؟

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْد وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا الخ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندی مسلمانو
تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

بزرگان محترم اور نوجوانان اسلام! شاہ فیصل جیسا رحم دل اور نیک بادشاہ جو حافظ قرآن بھی تھے عالم دین بھی، اللہ تعالیٰ نے امت کے لئے ان کے دل میں درد رکھا تھا، سگے بھتیجے نے ان کو شہید کر دیا اور پاکستان کے جنرل ضیاء الحق نے چاہا کہ اسلامی قانون نافذ ہو جائے اور شریعت کے مطابق قانون مرتب کئے جائیں تو ان کو بھی بڑی خاموشی کے ساتھ ختم کرا دیا گیا، یہ داستان ہے عالم اسلام

پر ظلم و بربریت کی اور عراق کی، جہاں تقریباً چھ لاکھ لوگ ابھی تک موت کے منہ میں جا چکے ہیں، افغانستان میں ہر مہینے دوائیں نہ ہونے کی وجہ سے پانچ ہزار بچے موت کے منہ میں جا رہے ہیں اور تقریباً ابھی تک ساڑھے پانچ لاکھ بچے فوت ہو چکے ہیں، امریکہ کی انسانیت نوازی یہاں سو جاتی ہے اس کو انسانیت نوازی وہاں یاد آتی ہے جہاں عیسائیوں یا یہودیوں کو تکلیف پہونچتی ہے مگر جب مسلمانوں پر مظالم ہوتے ہیں تو اس کو انسانی حقوق یاد نہیں آتے، اس کی حمیت نہیں بھڑکتی ہے، یہ عجیب دوہرا معیار ہے۔

یہ اللہ کا عذاب ہے

اللہ تعالیٰ نے امریکہ کو سبق سکھا دیا کہ گیارہ ستمبر کو حملہ ہوا، واللہ! میرا ایمان ہے جو بھی ظلم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بدلہ ضرور لیتے ہیں یہ حملہ اللہ کی طرف سے ایک عذاب ہے لیکن ظالم اندھا ہوتا ہے، ظالم بہرہ ہوتا ہے اس لئے اس کو یاد نہیں آتا کہ تو نے پہلے کیا کیا ہے؟ فلسطینیوں کا خون رائیگاں نہیں جائے گا، پچاس سال گذر گئے کوئی دن ایسا نہیں گذرا کہ جس دن فلسطین کا کوئی مسلمان شہید نہ ہوا ہو، لاکھوں فلسطینیوں کو شہید کیا گیا لیکن امریکہ کو اس کا احساس ہی نہیں، بلڈوزر چلائے جا رہے ہیں اور مسلم لیڈروں کو قتل کیا جا رہا ہے لیکن ذرہ برابر احساس نہیں، احساس ہے تو اس بات کا کہ افغانستان میں چند پادریوں کو عیسائیت کی تبلیغ کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا، لیکن جہاں پوری کی پوری بستیاں اور شہر کے شہر اجڑ گئے ہوں وہ اس کو یاد نہیں آتے، آج مسلم حکومتیں چونکہ ظاہری اعتبار سے کمزور ہیں اس لئے اس کی ہاں میں ہاں ملاتی ہیں حالانکہ عوام اس کے خلاف ہیں، بہر حال افغانستان کے پاس نہ ہوائی جہاز ہے نہ ایٹم بم اور نہ بڑے ہتھیار ہیں، اس کے باوجود امریکہ

کو للکار رہے ہیں کہ ہم تمہارے دشمن ہیں ہم تم کو نیست و نابود کر دیں گے، آدمی جب بیٹھا ہوا ہوتا ہے اور چیونٹی اس کے ہاتھ یا پیر میں آجاتی ہے تو چیونٹی بھی کاٹ لیتی ہے اس کو معلوم ہے کہ انسان اتنا بڑا ہے کاٹنے سے مرے گا نہیں لیکن چیونٹی کا غصہ ہے جتنی اس کے اندر طاقت ہے اس کے مطابق انسان کو کاٹ کر بدلہ ضرور لیتی ہے انسان تو انسان ہے۔

افغانستان کی قوم بڑی بہادر قوم ہے تاتاریوں نے جب حملہ کیا تھا افغانستان کو ختم کرنے کے لئے دو لاکھ فوج آئی تھی، انہوں نے دو لاکھ فوج میں سے صرف ایک آدمی کو بچایا باقی سب کو ختم کر دیا پھر اس تاتاری سے کہا کہ تجھے اس لئے زندہ رکھا گیا ہے کہ جا کر اپنے لوگوں کا حال اپنے بادشاہ سے کہہ سکے، روس کی اسّی لاکھ فوج افغانستان میں داخل ہوئی اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمیشہ کے لئے ذلیل و خوار کر دیا، سوویت یونین کا نقشہ آج دنیا کے نقشے پر نہیں ہے، افغانستان کا خون رنگ لایا اور سوویت ہمیشہ کے لئے بکھر گیا اور اسی میں سے کئی اسلامی مملکت نکل آئیں، اللہ تعالیٰ ایسے راستے ضرور نکالتے ہیں جس سے ظالم کی رسوائی اور بدنامی ہوتی ہے، یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ملا محمد عمر جن کو امیر المومنین کہا جاتا ہے وہ ایک پاؤں اور ایک آنکھ سے معذور ہیں، بہت خوبصورت اور وجیہہ آدمی نہیں ہیں بہت کمزور اور دبلے پتلے آدمی ہیں، ان سے امریکہ اتنا کیوں گھبرا رہا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے جب اپنا ایک ایلچی رومن امپائر کے یہاں بھیجا ایک گدھے پر سوار ہو کر کسریٰ کے محل میں داخل ہوئے اور اس کے قالین پر اپنا بھالا گاڑ کر لگام کو باندھ دیا اس کے بعد اندر گئے اور السلام علیکم کے بعد کہا میں محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے آیا ہوں، بادشاہ نے کہا یہ کیسا آدمی ہے اس کے بال بکھرے ہوئے

ہیں اس کی داڑھی الجھی ہوئی ہے اور لباس پیوند زدہ ہے، اس کے اندر کتنی بے باکی ہے اس کو میرے سامنے سے ہٹا دو اس کو دیکھ کر مجھ پر کپکپی طاری ہو رہی ہے، یہ سب کیا تھا؟ دین اور ایمان کی قوت تھی۔ نبی پاک ﷺ ایک صحابی کو کسریٰ کے دربار میں بھیجتے ہیں تو بادشاہ کا دل ہل جاتا ہے، افغانستان کے ایک ملا عمر امریکہ کو للکار رہے ہیں تو راتوں کی نیند حرام ہو جاتی ہے، سونا اٹھنا بیٹھنا حرام ہو جاتا ہے یہ ملا عمر کا کمال نہیں بلکہ اس ایمان کا کمال ہے جس کو نبی اکرم ﷺ کے صدقہ میں امت کو ملا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اسامہ بن لادن پتلا دبلا آدمی ہے، حافظ قرآن اور عالم دین ہیں، روزانہ پندرہ پارے تلاوت کرتے ہیں اتنے جید حافظ ہیں، انجینئر ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر امت کا درد اور غم رکھا ہے، اسامہ بن لادن اگر چاہتے تو وہ بہترین بنگلہ بنا کر رہتے، عیش اور آرام کی زندگی گذارتے لیکن وہ کونسا جذبہ ہے کہ جس کی وجہ سے وہ پہاڑوں اور غاروں میں رہنے کے لئے تیار ہیں وہ جذبہ ایمان ہے کہ وہ سعودی عرب یعنی اللہ کی سرزمین سے نکل کر افغانستان کے کوہستان میں اور پہاڑوں کے غاروں میں رہنے کو ترجیح دے رہے ہیں، آج امریکہ کی حکومت اسی لئے پریشان ہے کہ غیر مسلم عوام قرآن کریم کو خرید رہے ہیں اور اتنا قرآن کریم فروخت ہو رہا ہے، وہاں کی حکومت خود پریشان ہے، کیا کیا جائے اور کس طرح سے اس پر بینڈ لگایا جائے؟ عوام اس لئے قرآن کریم خرید رہے ہیں کہ آخر اس میں ایسا کیا لکھا ہے کہ اسامہ اپنی ساری دولت کو ٹھوکر مار کر سارے عیش و آرام کو چھوڑ کر افغانستان کے غاروں میں رہنا پسند کر رہے ہیں، آخر اسلام اور قرآن کیا چیز ہے اس کو جاننے کے لئے ہزاروں عیسائی اور یہودی آج قرآن کریم کا مطالعہ کرنے پر مجبور ہیں، امریکہ کو معلوم ہے کہ اسامہ بن لادن اور ملا عمر کا معاملہ اگر افغانستان تک

محدود ہوتا تو کوئی خطرے کی بات نہیں تھی افغانستان اس وقت راکھ کا ایک ڈھیر ہے جہاں پر نہ کوئی بلند و بالا عمارت ہے نہ ہی کوئی فیکٹری ہے اور نہ سرمایہ لگانے والے وہاں موجود ہیں، بانس کی کھپیاں اور لکڑیاں دیواروں پر رکھ کر اور ان پر پھٹے پرانے کپڑے ڈال کر گھر کی شکل بنا کر اس میں رہ رہے ہیں، اسامہ کا کہنا ہے کہ میرا واحد مقصد یہ ہے کہ دنیا کے مسلمان اور پوری دنیا کی مسلم حکومتیں اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائیں، کوئی امریکہ، فرانس اور برطانیہ کا غلام نہ رہے وہ چاہتے ہیں کہ افغانستان کو مرکز بنایا جائے اور اس مرکز کے اندر ایک ایسا نظام بنایا جائے کہ ایران، پاکستان، سعودی عرب اور مسلمانوں کی چھپن مملکتیں اس مرکز کے تابع ہو جائیں اور اس طرح ساری دنیا میں اسلامی نظام ہو اور کسی پر ظلم نہ ہو، حضرت عمر فاروقؓ کا دور زندہ ہو جائے، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی زندگی کی یاد تازہ ہو جائے، دنیا میں کس طرح امن و امان کی زندگی گذرتی تھی، وہ لوگ کس طرح حکومت کیا کرتے تھے کہ کسی غریب و امیر اور مسلم اور غیر مسلم کی وہاں تخصیص نہیں ہوا کرتی تھی۔

یہ چیز ان کو گوارہ نہیں، یہ پلان جو اُن لوگوں کا ہے امریکہ کو کھٹک رہا ہے اسی وجہ سے اس کو افغانستان سے دشمنی ہے امریکہ کو معلوم ہے کہ جو بم گرا رہا ہوں وہ سارے ضائع اور برباد ہو رہے ہیں لیکن وہ دکھانا چاہتا ہے کہ طاقت کتنی بڑی چیز ہے اس کو اصل دشمنی اسلام سے ہے آج افغانستان میں لڑکوں کے علاوہ تین ہزار لڑکیوں کے مدرسے چل رہے ہیں اور ساری دنیا پروپیگنڈہ کر رہی ہے، میڈیا نے پروپیگنڈہ کر رکھا ہے کہ افغانستان میں لڑکیوں کی تعلیم پر پابندی لگا دی گئی، واللہ! سب جھوٹ ہے، افغانستان میں لڑکیوں کو اسلامی تہذیب و تمدن کے ساتھ تعلیم دی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ امریکہ اس کا دشمن ہے، گذشتہ سال کابل کی عید گاہ میں پندرہ لاکھ مسلمانوں

نے نماز ادا کی ایک مسلمان بھی ایسا نہیں تھا کہ جس کے چہرے پر داڑھی نہ ہو، پندرہ لاکھ لوگ باشرع تھے یہ ہے طالبان کی حکومت کا کمال اور اس کے عمل کی داستان جو امریکہ کو نہیں بھا رہی ہے، دراصل امریکہ چاہتا ہے کہ کسی بھی ملک میں پریکٹیکل طور پر اسلام کو پیش نہ کیا جائے۔

ریشمی رومال تحریک

حضرت مولانا شیخ الہندؒ نے ریشمی رومال تحریک شروع کی تھی افغانستان کے طالبان نے اسی تحریک کو دوبارہ زندہ کیا اور دنیا کے تختہ پر ایک ایسی حکومت قائم کی جہاں پر سو فیصد اسلامی معاشرہ عمل میں آرہا تھا اس کو امریکہ برداشت نہ کر سکا اور بے چارے افغانی لوگ اس کے شکار ہو گئے، دنیا کے مسلم حکمرانوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ امریکہ ظلم کر رہا ہے لیکن ان کے منہ میں اتنے پیسے ڈال دیئے ہیں کہ آواز نہیں نکل پا رہی ہے۔

دوستو اور بزرگو! ابھی بہت سی باتیں ہیں میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ مسلمان آج بھی ظلم کی چکی میں پس رہا ہے اور پہلے بھی پس رہا تھا، دو دن پہلے کچھ علماء کرام سے بات ہو رہی تھی انہوں نے کہا کہ ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ جینا مشکل ہو گیا ہے میں نے کہا کہ حضرت آدمؑ سے لے کر حضور محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت تک ایک زمانہ بھی ایسا نہیں گذرا جس میں جینا آسان رہا ہو، جینا تو ہمیشہ مشکل ہی رہا ہے اگر دولت آ جائے تو اس کی فکر میں جینا مشکل، اگر دولت نہ ہو تو دولت حاصل کرنے کے چکر میں جینا مشکل اور صحت ہو تو اس کو برقرار رکھنا مشکل، بیماری آ جائے تو اس سے نکلنا مشکل، کوئی چیز انسان کے لئے آسان نہیں، آدمؑ دنیا میں آئے گھر نہیں تھا، کھانا پکانے کا سامان نہیں تھا، میں نے ان سے کہا جن لوگوں کو یہ

تمنا ہو کہ آرام سے رہیں تو ان کو چاہئے کہ وہ آخرت کی تیاری کر لیں، مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى دنیا بہت تھوڑی سی ہے اور آخرت ان ہی لوگوں کے لئے ہے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں، کیا وجہ تھی کہ حضرات صحابہ کرام میدان میں ایک ایک کھجور کھا کر چوبیس گھنٹے فاقے سے رہتے تھے ان کو معلوم تھا کہ شہادت سامنے ہے تو اس کھجور کو بھی پھینک کر شہادت کا درجہ حاصل کرتے تھے، ان کے اندر اسلام سے سچی محبت تھی اور ان کو آخرت پر پورا ایمان تھا قرآن کریم نے اس کو بیان کیا ہے لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ. مَتَاعٌ قَلِيْلٌ فرمایا اے لوگو! تم ان غیر مسلموں کے چکروں میں نہ آ جانا، ان کی بلڈنگیں اور ان کی گاڑیاں اور ان کی شان وشوکت کے دھوکے میں مت آنا اسلئے کہ یہ تھوڑا سا ہے، یہ بڑے بڑے شہر اور جو بڑی بڑی عمارتیں جو آسمان کو چھو رہی ہیں ان کو دیکھ کر دھوکہ مت کھانا، یہ تھوڑی سی دنیا ہے اور آخرت میں ان کا بہت برا ٹھکانہ ہے۔

مسلم مملکتیں مظلوم ہیں

دوستو! افغانستان ہی نہیں ساری دنیا کی مسلمان مملکتیں آج مظلوم ہیں، ایک ایک ملک کے تعلق سے آپ کے سامنے کیا کہا جائے، آپ نے اخبار میں پڑھا ہوگا دیکھا بھی ہوگا اور سنا بھی ہوگا، آج سب مسلم حکومتیں ظلم کے نشانے پر ہیں اور یہ ظلم اس وقت تک رہے گا جب تک میرے اور آپ کے دل میں جذبۂ جہاد نہ ہو، جہاد کے معنیٰ کیا ہیں؟ جہاد کے یہ معنیٰ نہیں کہ تلوار اٹھاؤ اور مارنا شروع کر دو، جہاد کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے معاشرے کو، آپ کے دین کو، آپ کے مذہب کو، آپ کے بیوی بچوں کو اور آپ کے ملک کو نقصان پہونچانے کے لئے کوئی آئے تو اس کا مقابلہ کرو، دشمن کی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کیا جائے اور مکانوں کو نہ ڈھایا

جائے ، پھل دار اور سایہ دار درخت کو نہ کاٹا جائے ، یہ ہے جہاد، آج کیا ہے؟ ایک ملک دوسرے ملک سے لڑتا ہے تو سب کچھ تباہ کر دیتا ہے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس مسلمان کے دل میں جہاد کا شوق اور شہادت کی تمنا نہ ہو اس آدمی کا ایمان مکمل نہیں ، وہ آدمی بزدل ہے اسلئے اپنے اندر جہاد کا جذبہ پیدا کرنا چاہئے اور اپنے ملک سے بھی محبت کرنی چاہئے ، ہم اپنے ملک کے وفادار ہیں جس طرح سے ایک ہندو وفادار ہے اور دوسری قومیں وفادار ہیں اس سے بھی زیادہ مسلمان اپنے ملک کا وفادار ہے، اس پچاس سالہ تاریخ میں ایک مثال بھی آپ کو ایسی نہیں ملے گی کہ مسلمان نے اپنے ملک کے قانون سے غداری کی ہو، یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس دل میں ایمان ہوتا ہے وہ اپنے ملک اور دستور کا غدار نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور افغانستان سمیت جتنے ممالک پر امریکہ اور اس کے حواریین ظلم کر رہے ہیں ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے ، اور اگر ان کی قسمت میں ہدایت نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا سے نیست و نابود فرمائے ۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

ایمان اور اعمال صالحات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْد وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْعَصْرِo اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِىْ خُسْرٍo اِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُو وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِo صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا اک انبار تو
پختہ ہوجائے تو ہے شمشیر بے زنہار تو

بزرگان محترم اور نوجوانان اسلام! اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے قرآن کریم نازل فرمایا، قرآن کریم میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ہیں کچھ آیتیں ایسی بھی ہیں جن کو خصوصی درجہ حاصل ہے۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر مسلمان سورہ عصر کی تلاوت کرے اور اس پر غور و فکر کر کے اس پر عمل کرے تو اس کی ہدایت کے لئے یہ سورت ہی کافی ہے،

اس سورت کی اہمیت اور افادیت امام شافعیؒ نے ارشاد فرمائی کہ اگر کوئی پورے قرآن کی اس سورت پر عمل کرلے تو اس کی ہدایت کے لئے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ہدایت اور نجات کے لئے دروازے کھول دیتے ہیں، مثال کے طور پر ایک صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ اعمال آپ نے بہت سے ارشاد فرمائے ہیں لیکن مجھے کوئی خاص چیز بتادیجئے جو جامع مانع ہو اور بہت زیادہ منافع والی ہو تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بولو تو سچ بولو اور جب کھاؤ تو حلال کھاؤ، اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانو، اگر یہ بات دل میں آجائے اور انسان اس بات کو سمجھ لے تو اس کی زندگی کے لئے یہی کافی ہے، اس لئے کہ انسان جب حلال کھاتا ہے تو وہ حرام سے خود بخود بچ جاتا ہے، اگر آدمی حرام کھائے گا تو حرام ہی کام کرنے والا ہوگا۔

اسی لئے حضور ﷺ نے بہت جامع نصیحت فرمائی کہ جب کھاؤ تو حلال کھاؤ اس لئے کہ انسان جب حلال کھائے گا تو خود بخود نیکی کی طرف چل پڑے گا۔ ارشاد فرمایا کہ جب بولو تو سچ بولو یعنی سب کچھ سچا ہے، اللہ تعالیٰ سچے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ سچے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والے سچے، مذہب اسلام بھی سچا اور اس کے ماننے والے بھی سچے ہیں، اسلام سے زیادہ حقانیت کسی اور مذہب میں نہیں ملے گی، جو کچھ خوبی ہے وہ صداقت اور سچائی ہی میں ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں

فرمایا اللہ تعالیٰ کو ہر وقت حاضر و ناظر جانو، ایک بچہ سمجھ رہا ہے کہ مجھے میری ماں دیکھ رہی ہے، یا ایک شاگرد کو یہ ادراک ہے کہ میرا استاد مجھے دیکھ رہا ہے یا ایک نوکر کو معلوم ہے کہ میرا مالک مجھے دیکھ رہا ہے تو وہ غلطی نہیں کرے گا، اسی طرح ایک

مومن اور مسلمان کو یہ ادراک ہوجائے کہ میرا خدا مجھے دیکھ رہا ہے وہ بھی غلطی نہیں کرے گا، اسی کو تعلق مع اللہ کہتے ہیں کہ بندے کو اللہ تعالیٰ سے تعلق ہوجائے خواہ وہ مجمع میں ہو یا تنہائی میں ہو یا کہیں بھی ہو اس کو ادراک ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں تو پھر وہ بندہ غلطی اور گناہ کرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔

بابا فرید گنج شکرؒ کی اصلاح

ہندوستان میں اولیاء عظام نے جو بڑے کارنامہ انجام دیئے ہیں یہاں کی سرزمین اور یہاں کی آبادی میں ان کی محنتوں کے ثمرات نظر آتے ہیں انہوں نے حضور ﷺ کے طفیل اور صدقے میں دور دور سے آکر دین پھیلایا اور مختلف طریقوں سے لوگوں کی اصلاح کی اور اللہ تعالیٰ کے بھٹکے ہوئے بندوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی، حضرت بابا فرید شکر گنجؒ، خواجہ بختیار کاکیؒ کی خدمت میں پہونچے، خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی عمر اس وقت کم تھی اور نوجوان تھے، لیکن بابا فرید شکر گنجؒ، تقریباً ستّر سال کی عمر کو پہونچ گئے تھے اور کسی پیر کامل اور مشفق استاد کی تلاش میں تھے جیسے ہی بابا فرید شکر گنجؒ نے دیکھا کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نوجوان ہیں دل میں خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے نوجوان کو بھی کتنا اونچا درجہ دیا ہے کہ میرے جیسا بوڑھا بھی اصلاح کے لئے ان کے پاس آیا ہے، مگر دل میں یہ بھی خیال کیا کہ نوجوان کو تو زیادہ تجربات نہیں ہوتے، حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس ناچیز بوڑھے کو بھی بیعت فرمالیں، حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ نے فرمایا کہ ہاں ہم تمہیں ضرور بیعت کریں گے مگر ایک شرط ہے ہمارے پاس کوئی ایسی چیز لاؤ کہ اس سے زیادہ بری کوئی چیز نہ ہو اور اس کو ہمارے سامنے پیش کرو، اور فرمایا جب لے آؤ گے اس وقت ہم بیعت کریں گے، اللہ والوں کا بھی عجیب طریقہ ہوتا ہے لکھا ہے کہ بابا فرید گنج شکرؒ بستی چھوڑ کر

جنگل کی طرف نکل گئے اور جنگل میں اس چیز کی تلاش شروع کردی کہ جو سب سے بدترین چیز ہے، خیال آیا کہ سانپ سب سے بدترین ہے اسلئے کہ یہ نقصان پہونچاتا ہے، پھر بچھو کا خیال آیا کہ یہ بھی نقصان پہونچاتا ہے اور نہ معلوم کیسی کیسی چیزوں کا خیال دل میں آیا اور آپ اس چیز کو تلاش کرتے رہے، اسی طرح شام ہوگئی، اچانک نظر پڑی کہ آدمی کا فضلہ پڑا ہوا ہے جس میں کیڑے چل رہے ہیں، ان کو خیال آیا کہ شاید اس سے بری چیز کوئی نہیں ہے، اس کو آدمی چھونا بھی پسند نہیں کرتا سوچا اسی کو لے جانا چاہئے کیونکہ اس سے بدتر کوئی چیز نہیں ہے، جیسے ہی اس کی طرف ہاتھ بڑھایا دل نے ایک بات کہی کہ فرید! یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت تھی لیکن یہی نعمت جب انسان کے پیٹ میں داخل ہوئی اور انسان کے معدے نے اس کو گلا کر فضلہ بنا دیا اور اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو انسان کے جسم سے خارج کردیا، یہ اتنی خراب چیز نہیں ہے بلکہ خراب تو وہ چیز ہے جس نے اس کو خراب بنا دیا کہ آج کسی قابل نہیں حالانکہ اسی کو حاصل کرنے کے لئے انسان صبح سے شام تک دوڑتا پھرتا ہے، جھوٹ بولتا ہے، قتل وقتال اور خونریزی کرتا ہے، دھوکہ دیتا ہے، بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور آپ خالی ہاتھ شیخ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، شیخ نے پوچھا کہ فرید! کیا لائے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت بہت تلاش کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ مجھ سے زیادہ بری کوئی چیز نہیں۔

انسان میں بذات خود کوئی خوبی نہیں

انسان کے جسم میں روح ہے جو اللہ تعالیٰ کا جمال بھی ہے اور کرشمہ بھی اور آدمی کے جسم میں بہت سارے مفاسدات بھی رکھ دیئے ہیں لیکن ان سب کو اللہ تعالیٰ نے کھال اور جلد سے ڈھانپ دیا ہے ورنہ دوستو! کوئی انسان دنیا کا کتنا ہی

حسین اور جمیل ہو، کتنا ہی بڑا مالدار اور کتنا ہی بڑا بادشاہ کیوں نہ ہو، یا دنیا کی کوئی کتنی ہی بڑی حسینہ کیوں نہ ہو اس کی آنکھ کان اور ناک میں جو میل آتا ہے، منہ میں تھوک آتا ہے اور اس کے جسم سے جو فضلات نکلتے ہیں وہ تمام کی تمام چیزیں خراب ہی تو ہیں اس میں کون سی چیز اچھی ہے؟ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی ستاری ہے کہ ان تمام چیزوں پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈال دیا ہے اور انسان کو زندگی گذارنے کا طریقہ بتا دیا ہے کہ کس طرح سے وہ اپنے آپ کو پاک وصاف رکھ سکتا ہے، تھوڑا سا پسینہ آجائے تو آدمی کے بدن میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے دوسرا انسان اس سے نفرت کرنے لگتا ہے، معلوم ہوا کہ انسان میں بذات خود کوئی خوبی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے انسان کو نواز دیا ہے اور اس کو اپنا بنا لیا ہے۔

انسان جب یہ سمجھتا ہے کہ میں سب سے اچھا ہوں یہی اس کی خرابی ہے اور جب انسان یہ سوچتا ہے کہ میں خراب ہوں اور سب سے زیادہ خراب ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو چمکا دیتے ہیں۔

زمانے کو برا نہ کہو

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے والعصر کہہ کر زمانے کی قسم کھائی ہے، عصر کے معنی زمانے کے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ زمانے کو برا مت کہو اس لئے کہ زمانہ میں ہوں، اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی اس کے قبضے میں نہیں رکھی بلکہ اس کے مالک اللہ تعالیٰ ہیں، جب چاہتے ہیں موت دیدیتے ہیں، نہ کسی سے مشورہ کرتے ہیں کہ میں فلاں بندے کو موت دینا چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی کو پر مارنے کی ہمت نہیں ہے، آگے فرمایا إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ بے شک انسان بہت زیادہ خسارے میں ہے، اسلئے کہ انسان اس زندگی سے فائدہ بھی اٹھا سکتا ہے اور نقصان بھی۔

انسان کا سرمایہ اس کی عمر

ایک اللہ والے بزرگ بازار میں گئے، ایک صاحب برف فروخت کررہے تھے، ان کے پاس بیٹھ گئے انہوں نے قرآن کی ایک آیت **هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ** تلاوت فرمائی، کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جو تجارت کرتے ہیں اور اپنی تجارت کو وہ خراب کر لیتے ہیں اور اس تجارت کے بدلے ان کی آخرت بھی خراب ہو جاتی ہے، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دیں گے، انہوں نے فرمایا کہ اس آیت کی تفسیر اس برف والے کے پاس آکر معلوم ہوئی۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر آدمی جب صبح کو وہ اٹھتا ہے تو وہ اپنی عمر کا سرمایہ اپنی تجارت میں لگا دیتا ہے، بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ جو اپنی صلاحیت سے تجارت کے سرمائے کو بچا کر لاتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جو اپنی نادانی کی وجہ سے اپنے سرمایہ کو برباد کر دیتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ سرمایہ سے کیا مراد ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سرمایہ انسان کی عمر ہے، تو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے دن اور رات بنائے ہیں انسان چاہے تو اس کو کامیاب بنالے چاہے تو خراب کر لے۔

برتھ ڈے کا فلسفہ

اللہ والوں نے کہا کہ مجھے اس برف والے کے پاس آکر اس آیت کی تفسیر معلوم ہوئی اس برف والے نے پوچھا کہ آپ کی سمجھ میں کیا آیا؟ انہوں نے کہا کہ اگر برف بیچنے میں تھوڑی سی بھی غفلت کرے گا تو اس میں تیرا ہی نقصان ہے، مثلاً شام تک اگر برف کو فروخت نہیں کرے گا تو یہ برف گھل جائے گی اور جو سرمایہ تیرا اس میں لگا ہے وہ پانی بن کر بہہ جائے گا، حقیقت یہ ہے کہ برف بظاہر برف معلوم ہوتا

ہے لیکن اندر اندر پانی بن کر بہتا رہتا ہے معلوم نہیں ہوتا، انہوں نے فرمایا کہ انسان کی زندگی بھی برف کی طرح ہے، انسان سوچتا ہے کہ میں بیس سال کا ہوگیا ہوں، تیس سال کا ہوگیا ہوں، چالیس سال کا ہوگیا ہوں، میری عمر زیادہ ہوگئی ہے، میرے تجربات بڑھ گئے ہیں، حقیقت میں وہ بڑا نہیں بلکہ چھوٹا ہو رہا ہے، اس کی عمر دن بدن کم ہوتی جارہی ہے، پیدائش کے وقت اگر اس کی عمر اسّی سال لکھی ہوئی تھی آج گھٹ کر چالیس سال کا رہ گیا ہے، بظاہر بڑا معلوم ہوتا ہے لیکن دن بدن چھوٹا ہوتا جارہا ہے گویا انسان دنیا سے دور اور آخرت سے قریب ہوتا جارہا ہے، ایک وقت آئے گا کہ یہ عمر ختم ہو جائے گی اور ہم دنیا چھوڑ کر چلے جائیں گے، یہی وہ فلسفہ ہے کہ جو اسلام غیر مسلموں کو سمجھانا چاہتا ہے، آج برتھ ڈے منایا جارہا ہے اور ماں باپ خوش ہو رہے ہیں کہ میرا بچہ دس سال کا ہوگیا ہے، ذرا تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھیں کہ اس کی عمر اگر ستّر سال کی تھی تو آج دس سال گھٹ کر ساٹھ سال کی رہ گئی ہے یعنی دس سال اس کی عمر سے کم ہوگئے ہیں۔

سورہ عصر کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں **اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ** کہ بے شک انسان گھاٹے اور خسارے میں ہے، حضور ﷺ کے دو صحابی تھے وہ دونوں آپس میں روزانہ ملا کرتے تھے اور ان کا یہ معمول تھا کہ جب تک سورہ عصر ایک دوسرے کو نہ سنا لیتے اس وقت تک جدا نہ ہوتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کے طفیل میں ان کا مقام اور درجہ بہت اونچا کر دیا ان کو معلوم تھا کہ ہمیں دنیا میں کیا کرنا ہے؟ علماء کرام نے سورہ عصر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اگر کوئی پورا قرآن کریم نہ پڑھ سکے صرف یہ سورت پڑھ لے اور اس پر عمل کر لے تو اس کو ایمان کامل حاصل ہو جاتا ہے۔

چار چیزیں خسارے سے بچاتی ہیں

فرمایا کہ جس انسان کے پاس چار چیزیں ہوں گی وہ خسارے میں نہیں رہے گا باقی سب لوگ خسارے میں ہوں گے إِلَّا الَّـذِيْـنَ آمَـنُـوا وَعَـمِـلُـوا الصَّـالِحَاتِ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں (یہی بات میں نے عرض کی تھی یعنی انسان کو اگر یقین ہو جائے) کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں اور میری نگہبانی کر رہے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر کامل یقین ہو جائے تو وہ اعمال صالحہ اور بھلائی کے کام میں لگا رہے۔

علماء کرام لکھتے ہیں آدمی سوچتا ہے میں جو کام کر رہا ہوں وہی اچھا ہے اور وہی کافی ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ہر آدمی سے دو سوال ہوں گے تو نے خود نیک کام کیا اور دوسروں کو نیک کام کرنے کی کتنی ترغیب دی، نیکی کی طرف دوسروں کو کتنا بلایا؟ خود تو اچھا کام کر رہا ہے مگر دوسروں کا خیال تک نہیں یہ تو جانور کی صفت ہے اور یہی تو خودغرضی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پوچھیں گے کہ تو خود تو نماز پڑھتا تھا کبھی اپنے پڑوسی کو بھی نماز کے لئے کہا تھا؟ اللہ تعالیٰ اس بے نمازی پڑوسی کو بلا کر پوچھیں گے کہ یہ بے نمازی تھا غافل تھا لیکن تو نمازی تھا، تو نے خودغرضی کیوں کی؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ہمیں خود غرض پسند نہیں اس کو بھی اس بے نمازی کے ساتھ جہنم میں ڈال دو کیونکہ اس نے اپنے پڑوسی کا خیال نہیں کیا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر امتی پر واجب ہے کہ وہ اپنی فکر کے ساتھ دوسروں کی بھی فکر کرے، اپنی فکر کے ساتھ بیوی بچوں کی بھی فکر کرے ورنہ قیامت کے دن معاملہ بڑا سنگین ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں إِلَّا الَّـذِيْـنَ آمَـنُـو وَعَـمِلُوا الصَّالِحَاتِ کہ وہ لوگ خسارے میں نہیں ہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ سے مراد حق بات کی وصیت کرنا ہے، آدمی اپنے بچوں کو پالتا ہے ہر طرح سے دیکھ بھال کرتا ہے، کھانا، کپڑا، دوا اور علاج وغیرہ تمام ضرورتیں پوری کرتا ہے لیکن اولاد بگڑ رہی ہے تو اس کو کہنے کی کیوں ہمت نہیں جب مادی اعتبار سے فکر کر سکتا ہے تو روحانی اور مذہبی اعتبار سے بھی فکر کرنی چاہئے۔

آگے ارشاد فرمایا وَتَـوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اور صبر کرنے کی بھی وصیت کرے، اپنی اولاد کو صبر کرنے کی وصیت کرے اپنے ماتحتوں کو وصیت کرے اور جاننے والوں کو بھی صبر کی وصیت کرے، اللہ تعالیٰ نے مقدر میں جو لکھا ہے اس پر صبر کرے اور کوئی پریشانی آئے تو سمجھے کہ میرے مقدر میں یہی لکھا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

بیعت کا مقصد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْد وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

اس سرابِ رنگ وبو کو گلستاں سمجھا ہے تو
آہ اے ناداں قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو

بزرگان محترم اور نوجوانان اسلام! اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی بھلائی اور خیروخوبی کے لئے بہت سے احکامات کا قرآن مجید میں ذکر فرمایا کہ انسان کون سے احکامات کو اختیار کر کے راہ راست پر آسکتا ہے، صراط مستقیم کو اختیار کرنے کا مطلب ہے کہ اعمال صالحہ عادت ثانیہ بن جائیں، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایک سورۃ

نازل فرمائی یعنی سورہ فتح اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا اس میں مسلمانوں کو بشارت دی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم کو فتح مبین عطا فرمائیں گے جس کو فتح مکہ کے نام سے جانا جاتا ہے، بعض علماء نے اس کو فتح خیبر سے بھی تعبیر کیا ہے، بہرحال اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر آیت نازل فرمائی جس میں مسلمانوں کے بیعت ہونے کا ذکر فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کا عمل جس کو بیعت کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کو پسند آیا کہ اس کو قرآن کریم میں بیان فرمایا، جو چیز اللہ کو جتنی پسند ہوتی ہے اس کو اتنی ہی اہمیت کے ساتھ بیان کرتے ہیں، بیعت کے معنی ہیں عہد، وعدہ یعنی اس بات کا عہد کہ حضور ﷺ ہم سے جو وعدہ لے رہے ہیں اس پر ہم ہر حال میں ثابت قدم رہیں گے، بیعت حضور ﷺ سے مختلف مواقع پر ثابت ہے، حضور ﷺ نے اپنی مبارک زندگی میں مختلف مواقع پر اور مختلف حالات میں صحابہ سے بیعت لی تھی۔

حضور ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زندگی میں اور پھر یہ سلسلہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان غنیؓ سے ہوتا ہوا حضرت علیؓ تک پہونچا اور بیعت کے مواقع اور صورتیں بدلتی رہیں، پہلے تو حضور ﷺ بیعت اس لئے لیتے تھے کہ آپ اللہ کو ایک جانیں اور ایک مانیں یعنی توحید کا اقرار کراتے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں اور جہاد پر کہ اللہ کے دین کی حفاظت کریں گے، حضرت ابوبکر صدیقؓ کا زمانہ آیا انہوں نے بیعت لی، یہ سلسلہ حضرت علیؓ تک چلتا رہا، جو حضرات بیعت لیتے وہ امام بھی ہوا کرتے اور قائد بھی، پوری ذمہ داری ان حضرات پر ہوتی ملت کو سنبھالنے کی، جو خلیفہ ہوتا تھا وہ پوری ملت کا امام بھی ہوا کرتا تھا، لہٰذا اس زمانے کی بیعت بہت ہی اہم بیعت ہوا کرتی تھی وہ حضرات بیعت لیتے تو اسلام کے سارے احکام

پر بیعت لیا کرتے کہ ہمارا کوئی کام کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف نہ ہوگا لیکن جیسے جیسے حضور ﷺ کا زمانہ دور ہوتا گیا سلطنت خلافت میں تبدیل ہوتی گئی ،سلطنت الگ ہوگئی خلافت الگ ہوگئی اور امامت الگ ہوگئی اور پھر خلیفہ کے بجائے بادشاہ کا انتخاب ہونے لگا، ظاہری بات ہے کہ بادشاہ زیادہ تر دنیادار ہوا کرتے تھے وہ امامت نہیں کر سکتے تھے لہٰذا منصب امامت کو الگ کر دیا گیا اور بادشاہت کو الگ، یہ دو شعبے ہو گئے امامت سنبھالنے والے الگ اور سلطنت سنبھالنے والے الگ، جیسا کہ بایزید بسطامیؒ، فضیل بن عیاضؒ، حبیب عجمیؒ، خواجہ حسن بصریؒ، خواجہ عثمان ہارونیؒ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت باقی باللہ، حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ، بابا فرید شکر گنج، شمس الدین ترک پانی پتیؒ، صابر کلیریؒ، حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادیؒ اور ان کے بعد آج کے علماء کرام اور اکابرین میں حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمد پرنامبٹ خلیفہ حضرت مسیح الامتؒ یہ سلسلہ حضور ﷺ سے لے کر ہمارے زمانے تک پہونچتا ہے معلوم ہوا کہ بیعت کرنا اور بیعت لینا سنت ہے، بیعت حضور ﷺ سے ثابت ہے۔

آج کی بیعت فرض یا واجب نہیں ہے لیکن حضور ﷺ نے جو بیعت لی تھی وہ فرض تھی یہ سلسلہ تابعین سے یہاں تک پہونچا، علماء کرام اور اکابر آج بھی بیعت لیتے ہیں اور بیعت کا مقصد یہ ہے کہ آپ کسی اللہ والے اور بزرگ سے وابستہ ہو جائیں جن کے سارے کام قرآن وحدیث کے مطابق ہوں ، جو قرآن کی عملی تفسیر ہو، جو سنت کا عملی نمونہ ہو اور صحابہ کی زندگی کا نمونہ ہو، ان کے افعال و کردار اور ان کے اعمال سے معلوم ہو جائے کہ حضور ﷺ کس طرح دوستوں سے بات کرتے

تھے اور دشمنوں سے کیسا سلوک کرتے تھے؟ ایسا بزرگ ہو جس کو دیکھ کر خدا یاد آجائے، ایسا اللہ والا ہو کہ کی صحبت سے رسول ﷺ کی سیرت پر عمل کرنا آجائے، ایسے لوگوں کے ہاتھ پر بیعت ہونا چاہئے ، جیسا کہ ماضی قریب کے اللہ والے حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ ان کے تعلق سے کہا جاتا ہے کہ کسی کو اگر یہ دیکھنا ہو کہ صحابہ کیسے چلتے تھے، کیسے بیٹھتے تھے، تو حضرت باندویؒ کو دیکھ لے، صحابہ کرامؓ کا نمونہ تھے۔

قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے **لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ** کہ اللہ تعالیٰ ان بندوں سے راضی ہو گئے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی، اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ صحابہ سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لے رہے ہیں (اگر چہ اس آیت کا شان نزول دوسرا ہے) آج کل کالے پیلے کپڑے پہن کر مرید کرتے پھرتے ہیں اور پیر بنتے ہیں یہ سنت نہیں ہے ، بیعت لیتے ہیں اور پیالہ پلاتے ہیں وہ پیالہ شربت کا نہیں بلکہ شیطانی زہر ہوتا ہے جس سے ایمان خراب ہوتا ہے، بیعت کا مقصد یہ ہے کہ آپ ایسے ولیٔ کامل کے تابع ہو جائیں جو ہر مقام پر آپ کی رہنمائی کرے اس کو آپ سے کوئی دنیوی لالچ نہ ہو۔

ہمارے اکابر اور مشائخ

مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد الیاسؒ بیعت فرماتے تھے جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خلیفہ تھے، ایک مرتبہ مولانا الیاس صاحبؒ نے عرض کیا میرا دل چاہتا ہے کہ میں نماز ہی نماز پڑھوں مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ تم سے دین کا بہت بڑا کام لیں گے، چنانچہ مولانا گنگوہیؒ کے انتقال کے

بعد مولانا الیاس صاحبؒ نے تبلیغی جماعت کی تحریک شروع کی اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو پوری دنیا میں پھیلا دیا، آج یہ جماعت ہدایت کا ذریعہ بن رہی ہے، لوگوں کے قلوب ہدایت کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور ان کی عملی زندگی بن رہی ہے۔

ایک مرتبہ مولانا اشرف علی تھانویؒ کو مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے فرمایا کہ مولوی اشرف علی! تم نماز پڑھا سکتے ہو؟ اس مجلس میں کئی بڑے علماء حاضر تھے مولانا تھانویؒ نے فرمایا کہ حضرت! نماز تو نہیں پڑھا سکتا البتہ پڑھ سکتا ہوں، تو مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ الحمدللہ میری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو نماز پڑھ سکتے ہیں اور جو پڑھ سکتے ہیں وہ پڑھا بھی سکتے ہیں، نماز سے مراد تھی ایسی نماز، جیسی صحابہ کرام پڑھتے تھے، ان کی نماز میں کوئی کمی نہیں تھی اور ایسی ہی نماز تابعین اور تبع تابعین پڑھتے تھے، اسی نماز کے متعلق حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ الحمدللہ ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو نماز پڑھ سکتے ہیں اور جو نماز پڑھ سکتے ہیں وہ نماز پڑھا بھی سکتے ہیں۔

مولانا الیاس صاحبؒ بیعت فرماتے تھے اور پھر ان کے بعد مولانا محمد یوسف صاحبؒ بیعت فرماتے اور پھر ان کے قائم مقام مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے بیعت فرمایا، ان حضرات کے لاکھوں مریدین دنیا میں موجود ہیں اور اللہ کے فضل وکرم سے دین کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں اور ان میں ہدایت کے آثار ہیں، اسی طرح مختلف علماء کرام بھی بیعت فرماتے رہے ہیں، علماء کرام مختلف سلسلوں سے ہیں کوئی چشتی سلسلہ سے تعلق رکھتا ہے کوئی نقشبندی سے تعلق رکھتا ہے، کوئی قادریہ سے اور کوئی سہروردیہ سے تعلق رکھتا ہے، یہ چاروں سلسلے مسلّم ہیں اسلئے کہ نقشبندیہ سلسلہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا کر ملتا ہے، قادریہ سلسلہ حضرت عمر فاروقؓ سے جا کر ملتا ہے، درمیان میں حضرت پیران پیر دستگیر حضرت خواجہ شیخ

عبدالقادر جیلانیؒ بھی اسی سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں، سہروردی سلسلہ حضرت عثمان غنیؓ سے ملتا ہے اور چشتیہ سلسلہ حضرت علیؓ سے ملتا ہے پھر یہ چاروں سلسلے حضرت نبی کریم ﷺ سے مل جاتے ہیں، گویا بیعت کرنا مسنون ہے اور بیعت ہونا بھی مسنون ہے لیکن بیعت کا مقصد کسی پیر کو چمکانا نہیں نہ کوئی ٹھپہ لگانا مقصود ہے بلکہ بیعت کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مطابق گذرے اور ایسے متقی سے وابستہ ہو جائیں جو ہر وقت اپنے مریدین کی اصلاح و تربیت کرے، تجارت کیسی ہو، لین دین کیسا ہو، ہماری صبح سے شام تک زندگی گذارنے کا طریقہ کیسا ہو؟ یہ سارے طریقے آپ کو وہ بزرگ بتائے جس بزرگ سے آپ وابستہ ہیں، اگر کوئی ایسا رہبر مل جائے جو بغیر کسی معاوضہ کے بیعت کر لے اور اصلاح بھی کر دے تو اس کو حاصل کرنا چاہیئے۔

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں کہ آج کے زمانے میں ایسے بھی پیر ہیں کہ مرید نے اگر کھجانے کے لئے پگڑی میں ہاتھ ڈال دیا پیر سمجھتا ہے کہ مرید پیسے نکال کر مجھے ہدیہ دے رہا ہے ایسا مرید جو مریدوں کی کمائی پر نظر رکھے وہ شیطان ہے، آج کل تو مریدوں پر ماہانہ ٹیکس لگایا جاتا ہے کہ ہر ماہ حضرت کو دوسو روپئے ضرور پہونچانا چاہیئے ایسے پیر، پیر نہیں بلکہ ڈاکو ہیں جو بیعت کے نام پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں، پیر وہ ہے کہ جو اپنی محنت اور کمائی سے اپنے بیوی بچوں کی پرورش کرے اور مریدوں کی کمائی اور دولت پر اس کی نظر نہ ہو اور اخلاص وللّٰہیت سے مریدین کی فکر میں لگا رہے اور تنہائی میں اللہ کے سامنے روئے یا اللہ میں ایسا نہیں ہوں مگر لوگوں نے مجھے نیک سمجھ لیا ہے تو میری لاج رکھ لے اور میرے ساتھ ان کو بھی نیکی کی توفیق دیدے اور مجھے ظاہری اور باطنی کدورتوں سے پاک کردے۔

ایک بزرگ کا واقعہ

حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ دریا کے کنارے رہتے تھے، بڑے اللہ والے تھے ایک صاحب حضرت سے بیعت ہونے کے لئے آئے، جب واپس جانے لگے تو دیکھا کہ دریا میں پانی زیادہ ہے، طغیانی اور سیلاب آیا ہوا ہے، کشتی بھی نہیں ہے جس سے دریا پار ہوجائے دریا کے کنارے کھڑے سوچ رہے تھے کہ کیا کروں، کیسے اس پار جاؤں؟ پیر صاحب باہر آئے اور کہنے لگے بھائی اتنا کیوں پریشان ہوتے ہو، اس نے کہا کہ حضرت دریا پار کرنا ہے سیلاب اور طغیانی غضب کی ہے کیسے جاؤں؟ اسلئے پریشان ہوں، حضرت نے کہا تم دریا کے کنارے کھڑے ہو جاؤ اور کہو اے دریا جو آدمی اس جھونپڑی میں رہتا ہے اور جس نے اپنی بیوی سے خواہش پوری نہیں کی اس کے طفیل مجھے راستہ دیدے، اس نے اتنی بات کہی تو دریا نے اسے راستہ دے دیا اور یہ آرام سے اس پار چلا گیا، بیوی اندر بیٹھی سب سن رہی تھی باہر نکلی اور پیر صاحب کی کمر پر زور سے ہاتھ مارا کہنے لگی، اللہ کے بندے اتنا جھوٹ یہ بچے جو پھر رہے ہیں یہ سب کس کے ہیں؟ اتنا بڑا جھوٹ مرید کے سامنے؟ پیر صاحب نے فرمایا کہ اللہ کی بندی سن! اصل بات یہ ہے کہ میں نے کبھی بھی اپنی خواہش سے صحبت نہیں کی بلکہ تیرا حق سمجھ کر میں تجھ سے ملا ہوں اس میں میری کوئی خواہش نہیں تھی، میں نے جھوٹ نہیں کہا یہی وجہ ہے کہ دریا نے بھی راستہ دے دیا۔

ایسے اللہ والے بھی تھے اور آج پیروں کا حال یہ ہے کہ جو مرید مالدار ہوتا ہے پیر صاحب اسی کی طرف بھاگتے ہیں کہ یہ بڑی پارٹی ہے اس کی دیکھ بھال اچھی ہونی چاہئے ایسا نہ ہو کہ یہ کہیں اور چلا جائے۔

آج لوگوں نے پیری کو مذاق بنالیا ہے باضابطہ اس کو کاروبار بنائے ہوئے ہیں کہ سال سال بھر اپنے مریدوں سے ملتے رہتے ہیں آج یہاں کل وہاں اسی طرح پورا سال گذر جاتا ہے وہ مریدوں کے پیسوں کے بل پر چلتے ہیں، ایسے پیر اپنی تابعداری کراتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری نہیں، نہ خود نماز پڑھتے ہیں اور نہ مریدوں کو نماز کی تاکید کرتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے شہادت کے وقت بھی نماز کو یاد رکھا

حضرت عمرؓ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو ایک یہودی نے آپ کو برچھا مارا اور آپ گر گئے، آپ کو لے جا کر الگ لٹا دیا گیا، جو بھی کھلایا جاتا سب باہر آجاتا اتنا زبردست زخم لگا تھا، اس حالت میں بار بار آپ کو غنودگی طاری ہوجاتی اور بے ہوشی آجاتی تھی لیکن جب نماز کا وقت ہوتا تو مطلع کیا جاتا یا امیر المومنین! اٹھئے نماز کا وقت ہوگیا ہے اور آپ فرماتے ہاں ہاں نماز ضروری ہے جو شخص نماز نہ پڑھے اس کا دین میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

آج کے پیر ہیں کہ جو نہ خود نماز پڑھتے ہیں اور نہ مریدین کو نماز کی تاکید کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہم تو دل کی نماز پڑھنے والے ہیں ایسے لوگ شریعت کو توڑنے والے ہیں، بڑی بڑی داڑھیاں، بڑے بڑے کرتے اور بڑی بڑی ٹوپیاں اور عمامے یہ سب دھوکہ دینے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے پیروں سے بچائے اور صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہیں

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمِ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ أَوِ اعْتَمَر . وَقَالَ تَعَالٰی وَإِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلَائِکَةِ إِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْأَرْضِ خَلِیْفَةً . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

ترے علم ومحبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی

بزرگان محترم اورنوجوانان اسلام! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اٹھارہ ہزار مخلوقات کو پیدا کیا ان میں سب سے بزرگ اور بہتر مخلوق انسان کو بنایا، اللہ رب العزت نے

پہلے جنات کو زمین پر آباد کیا جس طرح آج آدمی زمین پر رہتے ہیں اسی طرح سے جنات زمین پر آباد تھے ان کی حکومتیں قائم تھیں، ان کے کاروبار چل رہے تھے زندگی کی رنگینیاں اور خوبصورتی اللہ نے ان کو عطا فرمائی تھیں ان میں اللہ نے اہل علم حضرات کو پیدا فرمایا۔ بعض روایات میں ہے کہ سیدنا حضرت آدمؑ سے پہلے جو جنات اس زمین پر آباد تھے ان کی اصلاح کے لئے اللہ نے نو انبیاء کرام کو بھیجا، جنات خوں ریزی اور فساد والی زندگی گذار رہے تھے، اللہ نے ان کی اصلاح کے لئے ان ہی میں سے نبی بھیجے لیکن وہ خدا اور اس کے نبیوں کی باتوں کو ماننے سے انکار کرتے اور کہتے، ہم تو اپنی من مانی کریں گے، جب وہ خدا کی نافرمانی کرتے رہے قانون کو توڑتے رہے تو اللہ نے اس سرزمین سے ان کو نیست ونابود کردیا، حدیث پاک میں آتا ہے کہ انسانوں سے دس ہزار گنا زیادہ جنات آباد تھے، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو زمین پر پھیلا دیا انھوں نے زمین سے جنات کا صفایا کردیا اور ان کو ہلاک کردیا بہت ہی کم مقدار میں جنات پہاڑوں اور غاروں میں چھپے رہ گئے ان سے آگے نسل چلی اور زمین کا زیادہ سے زیادہ حصہ ان سے خالی ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا وَإِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلَائِکَةِ إِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْأَرْضِ خَلِیْفَةً اب ہم اس زمین پر اپنا نائب اور خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو ساری مخلوق میں، عزت اور بزرگی والا ہوگا ہم نے اس کا نام آدم رکھا ہے، فرشتوں نے عرض کیا آپ ایسی مخلوق پیدا کررہے ہیں جو آپس میں خوں ریزی کرے گی اور آپ کی نافرمانی کرے گی، اللہ رب العزت نے فرمایا إِنِّیْ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے، ہم نے جناتوں کو پیدا کیا انہوں نے آپس میں لڑائی اور خوں ریزی اور نافرمانی کی تو ان کو نیست ونابود کردیا، ان سے حکومت چھین لی۔

ہندوستان قدیم ملک ہے

اللہ رب العزت نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا اور سری لنکا کے علاقہ میں پہاڑ پر آپ کو اتار دیا آج بھی وہاں حضرت آدم علیہ السلام کے قدم مبارک کے نشانات موجود ہیں، اس کو کوہِ آدم کہتے ہیں اس زمانے میں وہ علاقہ ہندوستان کا ہی علاقہ کہلاتا تھا، اس اعتبار سے ہندوستان میں سب سے پہلا انسان اور سب سے پہلا نبی اور سارے انسانوں کا باپ اس سرزمین پر آیا۔

روایت میں آتا ہے کہ سیدنا حضرت آدمؑ کو جب جنت سے دنیا میں بھیجا گیا تو چلتے چلتے کچھ پھول حضرت آدم علیہ السلام نے توڑ لئے، جب دنیا میں آئے تو ان کے ہاتھ میں وہ پھول تھے اسی لئے کہتے ہیں کہ جنوبی ہند میں پھول زیادہ ہوتے ہیں۔

انسان کے لئے نعمتیں

وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ اور ہم نے تمہارے لئے زمین کو بچھا دیا وَالسَّمَآءَ بَنٰهَا اور ہم نے تمہارے لئے آسمان کو بنا دیا، انسان آسمان، چاند، سورج یعنی ہر چیز پر غور کرے، خدا کی خدائی ہر چیز میں چمکتی ہے، اس کی حاکمیت ہر چیز پر ہے، اللہ رب العزت نے انسان بنایا کہ یہ اللہ کی عبادت کرے اور عبادت کے بدلے میں اللہ انسان کو انعام دے، فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ کہ ہم نے جنات اور انسانوں کو محض اسلئے پیدا کیا ہے تا کہ وہ ہماری عبادت کریں، ہماری بات مانیں، حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے قیامت تک جتنی بھی روحیں اس دنیا میں آنے والی ہیں سب کو پیدا فرما دیا، ارشاد فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، تمہیں پالنے والا نہیں ہوں؟

سب نے کہا بلیٰ بے شک آپ ہمارے رب ہیں، قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ (ترجمہ) کہا کہ بے شک ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ہمارے رب ہیں لیکن دنیا میں انسان آتا ہے اور دنیا کی رنگینیوں کو دیکھتا ہے، عیش و آرام و آرائش کو دیکھتا ہے تو اس وعدے کو بھول جاتا ہے۔

انسانوں کے دو گروہ

دنیا کے انسان دو حصوں میں تقسیم ہیں ایک وہ جو اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں اللہ کو ماننے والے ہیں، اللہ کے حکموں پر چلنے والے ہیں، جو لوگ اللہ کو ماننے والے ہیں ایسے لوگ ایمان والے کہلائے اور اللہ کی نافرمانی کرنے والے غیر ایمان والے کہلائے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اور جو لوگ ایمان لائے اور اللہ کے حکم پر اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہا نیک عمل کئے اللہ کے یہاں ان کے لئے بہترین بدلہ ہے، اور ان کے لئے جنت میں محلات ہیں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ جو لوگ نافرمان ہیں اور خدا کے حکموں کو توڑ کر زندگی گذار رہے ہیں ان کو قیامت کے دن جہنم میں پھینک دیا جائے گا لیکن جو متقی ہیں ان کے لئے جنت میں نہریں ہیں کہ جن میں دودھ اور شہد بہتا ہوا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی بات کا یقین کیوں نہیں؟

دوستو اور بزرگو! کوئی بڑا آدمی یہ یقین دلا دے کہ میری بات مانی تو اتنا مال دیدوں گا یقین آجاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بالکل صاف فرما رہے ہیں میری بات مان لو میں تم کو عیش و آرام دوں گا اور آخرت میں بھی اچھے انعامات سے نوازوں گا، لیکن

سمجھ میں بات نہیں آرہی ہے، دماغ دنیا اور اس کی رنگینیوں میں ڈوبا ہوا ہے، اللہ کی بات بہت دیر کے بعد دلوں پر اثر کرتی ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نے حلال کمائی سے بیوی بچوں اور اہل وعیال کو کھلایا اور کپڑے بنا کر پہنائے، جب تک ان کے بدن پر کپڑے رہیں گے اس وقت تک ثواب ملتا رہے گا، جو شخص حلال لقمہ بیوی بچوں کو کھلاتا ہے ہر لقمے پر اللہ تعالیٰ اس کو دوہرا اجر دیتے ہیں۔

صحابہؓ ایک دوسرے کے لئے نرم تھے

آج مسلمان نے عبادات کو پیچھے چھوڑ دیا، حضور ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے بچوں کے لئے مزدوری کرتے، تجارت کرتے، قرض لیتے اور دیتے، غصہ بھی آتا تھا، اختلاف بھی ہوتا، ہنسی مذاق بھی کیا کرتے تھے، صحابہ کے تعلق سے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ کہ میرے محمد ﷺ کے صحابہ ایسے ہیں کہ جب کافروں کے ساتھ دین کے تعلق سے بات آتی ہے تو سخت ہوجاتے ہیں اور جب آپس میں بیٹھتے ہیں تو ایک دوسرے کے لئے نرم ہوجاتے ہیں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

روایت میں ہے کہ صحابہ کرام آپس میں ہنسی مذاق بھی کرتے تھے، جب خربوزہ یا تربوز کھاتے تو ایک دوسرے پر چھلکے بھی پھینک دیا کرتے مگر کوئی اس مذاق کا برا نہیں مانتا تھا۔ آج ساری سختی اپنوں کے لئے، سارے مظالم اپنوں کے لئے ہیں اور غیروں کے لئے دل میں محبت ہے، غیروں کے لئے دلوں میں رعایت ہے، غیروں کے لئے دلوں میں نرمی ہے، لیکن اپنوں کے لئے نرمی نہیں، یہ سب اسلام کے منافی ہے۔ ہر

وقت موت کو یاد رکھنا چاہئے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ دن میں موت کو ستّر بار یاد کیا کرو، اس سے آخرت کی فکر اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے، موت کا کسی کو علم نہیں کب آجائے اس لئے مومن کو ہر وقت موت کی تیاری میں رہنا چاہئے۔

ایک بادشاہ کا واقعہ

کسی بادشاہ کے پاس ایک نجومی آیا اور کہا، آپ تین ماہ میں مرجائیں گے، بادشاہ بہت پریشان ہوا، وزیر نے پوچھا کہ آپ پریشان کیوں ہیں؟ بادشاہ نے جواب دیا کہ ایک نجومی نے یہ کہا ہے کہ آپ تین مہینے میں مرجائیں گے، ابھی تو بہت سا کام باقی ہے، وزیر نے نجومی کو بلا کر کہا کہ تو نے بادشاہ کو ایسے کہا ہے؟ نجومی نے کہا بے شک ان کی زندگی کے بس تین ہی مہینے ہیں، وزیر نے پوچھا کہ تو کتنے دن زندہ رہے گا؟ اس نے کہا کہ چالیس سال، وزیر نے اسی وقت تلوار لے کر نجومی کو قتل کر دیا، اس کا سر دور جا گرا، پھر بادشاہ سے کہا کہ دیکھو یہ شخص چالیس سال زندہ رہنے والا تھا مگر آناً فاناً مرگیا، یہ بھٹکانے اور گمراہ کرنے والا تھا، آپ اس کی باتوں میں نہ آئیں، موت کا علم اللہ کے سوا کسی کو بھی نہیں ہے، دنیا میں جو آگیا مرنے ہی کے لئے آیا ہے کوئی باقی نہیں رہے گا۔

ابھی چند دن پہلے جو لوگ حج کے لئے گئے تھے، حج کی سعادت سے اللہ نے مستفیض فرمایا اور حرمین شریفین کی زیارت ان کو نصیب ہوئی جس کی موت اللہ نے وہاں مقدر کی تھی وہ وہاں کی زمین کا پیوند بن چکا اور جن کی زندگی باقی تھی اور جن کے ذمہ کچھ کام باقی تھے وہ واپس آگئے، لاکھوں آدمی جاتے ہیں ہزاروں حجاج وہاں کی گرمی اور بیماری سے فطری طور پر مرجاتے ہیں لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے اتنے لوگوں کا انتقال ہوجانا کوئی عجب بات نہیں۔

حج کی فضیلت

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو آدمی حج کیلئے جائے اور راستے ہی میں اس کا انتقال ہوجائے گویا اللہ کی راہ میں شہید ہوگیا۔ایک اور حدیث میں آتا ہے قیامت کے دن ایسے لوگ احرام کی حالت میں اٹھیں گے لَبَّیۡکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیۡکَ لَبَّیۡکَ لاَ شَرِیۡکَ لَکَ لَبَّیۡکَ پکاریں گے،اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا حاجیوں کے ساتھ حشر فرمائیں گے جب وہ حج کے ارادے سے گھر سے نکل گئے تو حاجیوں میں شامل ہوگئے۔

حاجی کی فضیلت

ایک اور فضیلت اللہ نے حاجیوں کے لئے ہے یعنی حج مقبول حاجی کی سفارش اس کے خاندان کے تین سو لوگوں کے بارے میں قبول ہوگی جن پر دوزخ واجب ہوچکی ہوگی حاجی سفارش کرے گا یا اللہ یہ میرے اہل خانہ ہیں دوست احباب ہیں ان کی مغفرت فرما،اللہ رب العزت اس حاجی کی سفارش قبول فرمائیں گے،کتنی بڑی فضیلت ہے اور کتنی سعادت کی بات ہے اور جن کا دوران حج انتقال ہوجائے اللہ مقدس سرزمین میں جگہ دفن ہوجائے تو نورٌ علیٰ نور ہے۔ہندوستان یا دیگر مما لک میں بادشاہ بھی مرجائے تو اس کی نماز جنازہ زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ آدمی پڑھ سکتے ہیں،ایک لاکھ دو لاکھ کا مجمع اس وقت جمع ہوتا ہے جب مرنے والا بہت ہی بڑا بزرگ ہو،اور وہاں ایک معمولی حاجی کے جنازے میں پندرہ بیس لاکھ (جن میں نہ معلوم کتنے ولی اور بزرگ ہوتے ہیں) شریک ہوتے ہیں،روایت میں ہے کسی جنازے کی چالیس آدمی نماز پڑھیں تو یہ اس کی قبولیت اور مغفرت کی علامت ہے، اللہ رب العزت نے ان کو وہاں موت دی یہ کتنی خوش قسمتی کی بات ہے اور اہل خانہ کے لئے بھی باعث خوشی اور سعادت ہے۔

اللہ رب العزت ان تمام لوگوں کی مغفرت فرمائے جو وہاں انتقال کر گئے ہیں خصوصاً ہمارے سید افضل باشاہ صاحب کے والد محترم جناب الحاج حفیظ صاحب جو حج سے فراغت کے بعد مکہ المکرّمہ میں انتقال کر گئے،اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ آمین!اور ان کے اہل وعیال کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

معراج کی حقیقت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْد وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرَی بِعَبْدِهِ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَی الْمَسْجِدِ الأَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَهُ لِنُرِیَهُ مِنْ آیَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْر o صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

ہے محبت ان کی معراجِ حیاتِ جاوداں
مرر ہا ہوں ان پہ تکمیل محبت کے لئے

اللہ تعالیٰ نے کائنات کو حضور ﷺ کے طفیل اور صدقے میں بنایا ہے آدمی کسی کا استقبال کرتا ہے یا کسی سے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے تو اپنے حسب مراتب کرتا ہے، شاہ جہاں نے ہندوستان میں اپنی ملکہ کی یادگار بنائی جس کو تاج محل کہتے

ہیں، اس کے اندر صرف ملکہ نور جہاں کی قبر ہے انہوں نے اپنی بیوی کی یادگار اس طرح قائم کی کہ پچیس سال اس کے بنانے میں لگے اور نو ہزار آدمی دن رات کام کرتے رہے تب جا کر تاج محل تیار ہوا، پتھر کی ایک عمارت ہے، اللہ تعالیٰ جب چاہیں ایک دم ختم ہو جائے، شاہ جہاں نہایت متقی اور پرہیزگار بادشاہ تھے اسی لئے انہوں نے قرآن کریم کی ان آیات کو منتخب فرما کر تاج محل کے دروازے پر لکھوا دیا کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے قیامت اور زلزلے کا ذکر کیا ہے یعنی یہ عمارت کچھ نہیں ایک دن آئے گا یہ بھی فنا ہو جائے گی۔

حبیب خدا کی شان

مقصد یہ ہے کہ آدمی جب کسی کی شان میں، کسی کے استقبال میں یا کسی کی محبت میں کچھ کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنی حیثیت کے مطابق کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے استقبال میں کہ میرے حبیب کی آمد زمین پر ہونے والی ہے، ہزاروں سال قبل اس کو بنا کر قائم فرما دیا، آسمان کو بنایا تو اس کے نیچے ستارے لگا دیئے تاکہ رات کے اندھیرے میں خوف نہ ہو اور اس میں خوبصورتی پیدا ہو جائے، سورج بنایا وہ اپنی روشنی بکھیرتا ہے دنیا کی مخلوق اس سے فائدہ اٹھاتی ہے، زمین میں قسم قسم کے پیڑ پودے اور ہزاروں قسم کے پھول، ان کی رنگت اور ان کی خوشبو بنائی تاکہ انسان اس بنجڑ زمین پر رہے تو اس کو اداسی اور وحشت نہ ہو۔

عبدیت کا مقام

حضور ﷺ کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ کو ظاہر کرنے کے لئے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا اور ان کو اپنی صفت پر بنایا، صفی اللہ خطاب عطا فرمایا

اور ابوالبشر کہا گیا کہ یہ تمام انسانوں کے باپ ہیں لیکن ان پر یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ اے آدم! ہم نے تمہاری تخلیق بھی اپنے محبوب ﷺ کے طفیل میں کی ہے، حدیث میں ہے کہ جب حضرت آدمؑ دنیا میں تشریف لائے تو چرند و پرند اور چوپائے حضرت آدمؑ کو سلام کرنے کے لئے حاضر ہوئے، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی ظاہر فرمادیا تھا کہ آدمؑ ہمارے بندے اور رسول ہیں، عربی زبان میں عبد اس بندے کو کہا جاتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب ہو جیسا کہ معراج کے وقت فرمایا اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے محمد ﷺ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک پہونچایا پھر مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک اور آسمانوں سے عرش الٰہی تک ،تو عبدیت کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی محبوبیت۔

حدیث پاک میں ہے کہ بہت سارے جانور حضرت آدمؑ کو سلام کرنے کے لئے آئے تو ان میں ہرن بھی تھا، حضرت آدمؑ نے محبت کے ساتھ اس کے سر پر ہاتھ پھیرا جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر مشک پیدا فرمائی جو بہت قیمتی چیز ہے، ساری دنیا اس مشک سے فائدہ اٹھاتی ہے، اس طرح سے بہت سے جانور آئے اور انہوں نے حضرت آدمؑ کو سلام کیا اور حضرت آدمؑ نے ان کو دعائیں دیں۔

شیطان نے حسد کیا

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو شیطان نے حسد کی وجہ سے حضرت آدمؑ پر تھوک دیا وہ تھوک ناف کی جگہ پڑا اللہ تعالیٰ اسی جگہ پر ناف بنادی، یہ بھی عجیب بات ہے کہ دنیا میں کتے کو حسد ہے اپنی برادری سے، اس لئے کہ کتا سوچتا ہے کہاں سے آگیا ہے میرا کھانا تو یہ کھا جائے گا اس لئے کتے ایک دوسرے کو بھونکا کرتے ہیں، تو شیطان کی صفت کتوں میں ہے یہ بات آپ اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ کتا

اگر کاٹ لے تو اس کا انجکشن ناف پر لگتا ہے یعنی ناف کے ذریعے صحت کا انتظام فرمادیا۔ شیطان نے حسد کی وجہ سے تھوکا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ناف کو انسان کیلئے بہت کام کی چیز بنادیا، بچہ جب ماں کے پیٹ میں پرورش پاتا ہے تو اسی ناف کے ذریعہ اس کو غذا دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے ناف کو کتنا قیمتی بنادیا۔

محمد ﷺ اور احمد ﷺ کے معنیٰ

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایک نام دیا ہے، مثلاً آدم کے معنی ہیں مٹی سے بنایا گیا، یعقوب کے معنی ہیں پیچھے سے آنے والا، کیونکہ آپ بہت سارے انبیاءؑ سے بعد میں آئے، موسیٰ کے معنی ہیں بہت زیادہ سخت، لیکن حضور ﷺ کا نام ان صفات پر نہیں رکھا گیا بلکہ آپ ﷺ کا نام اپنے خزانے سے ظاہر فرمایا، محمد کے معنی ہیں جس کی تعریف کی جائے، احمد کے بھی یہی معنی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سارے انسانوں میں سب سے بہتر، سب سے زیادہ مرتبے والا اور سب سے زیادہ مہتم بالشان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے رف رف کے ذریعہ حضور ﷺ کو آسمانوں پر بلایا اور پھر اتنی جلدی واپس بھی فرمادیا کہ دنیا حیرت میں ہے، حضور ﷺ کو معلوم تھا کہ اگر میں اس کو ظاہر کروں گا تو سارے مکہ والے مذاق اڑائیں گے اور وہی ہوا جس کا خدشہ تھا جیسے ہی حضور ﷺ نے اس کو ظاہر کیا تو کفار مکہ نے مذاق اڑایا اور کہا کہ دیکھو اب تک تو یہ کہتے تھے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اب یہ بھی کہنے لگے کہ میں آسمانوں پر جاکر جنت و دوزخ کی سیر کرکے آیا ہوں، بھلا جھوٹ کی کوئی حد ہے۔ نعوذ باللہ! حضرت ابوبکر صدیقؓ جن کو اس زمانے میں ابوبکر کہا جاتا تھا مذاق اڑانے والوں میں سے کسی نے کہا کہ ابوبکر! تمہارے نبی نے دعویٰ کیا ہے کہ میں رات میں آسمانوں پر

گیا اور جنت اور دوزخ کی سیر کی اور پھر عرش الٰہی پر گیا اور پھر اتنی جلدی واپس بھی آ گیا، تو حضرت ابوبکرؓ نے فوراً کہا اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہ میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں اور اس پر یقین کرتا ہوں، ہمارے نبی کریم ﷺ نے جو کچھ بھی کہا ہے وہ بالکل حق اور سچ ہے، اسی روز سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو صدیق کا خطاب عطا کیا وقت زیادہ ہوگیا ہے اس لئے آئندہ موقع ملا تو مزید عرض کیا جائے گا۔ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

اللہ کی رحمت

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْد وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لاَ تُکَلِّفُ نَفْساً اِلَّاوُسْعَھَا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

محترم بزرگو اور نوجوانان اسلام! اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہونچتی بلکہ وہ تکلیف ہماری بداعمالی اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہے، اور وہ تکلیف بھی ایسی ہوتی ہے جس کو بندہ برداشت کر سکے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں لاَ نُکَلِّفُ نَفْساً اِلَّاوُسْعَھَا کہ ہم کسی بندے پر اتنا بوجھ نہیں ڈالتے کہ وہ برداشت نہ کر سکے، اللہ تعالیٰ ستّار ہیں غفار ہیں، رحیم ہیں کریم ہیں،

حنّان ہیں، منّان ہیں اور اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام دیّان بھی ہے ان ناموں سے آدمی سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کی پردہ داری نہیں کرتے اور نہ اللہ تعالیٰ کسی کو ذلیل اور رسوا کرنا چاہتے ہیں بلکہ موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے، اور اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت زیادہ پسند ہے کہ بندہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کرے کہ اے اللہ میں گناہگار ہوں تو مجھے معاف فرما اور میری مغفرت فرما۔

حضور ﷺ نے دعا فرمائی (جس کو مسنون دعاؤں میں بیان کیا گیا ہے) **اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ بِسَتْرِکَ الْجَمِیْلِ** کہ اے اللہ تو میری پردہ پوشی فرما بے شک تو بہت زیادہ پردہ پوشی کرنے والا ہے اور میرے عیبوں پر پردہ ڈالنے والا ہے، میرے گناہوں کو چھپانے والا ہے، اللہ تعالیٰ ایسے بندے پر لعنت فرماتے ہیں جو کسی مسلمان کی عزت سے کھیلے، ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو بلایا جائے گا جس کے پاس بہت سے اعمال ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس بندے سے فرمائیں گے کہ تو نے دنیا میں میرے فلاں بندے کے عیبوں کو تلاش کیا تاکہ ان کو دوسروں کے سامنے بیان کرے، اس کی وجہ سے وہ بندہ ذلیل اور رسوا ہو، آج میں بھی تیرے گناہوں کو اسی طرح اپنے بندوں کے سامنے کھول کر رکھ دوں گا تاکہ تجھ کو ذلت ہو، اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک ایک گناہ کو اور اس کے ایک ایک عیب کو گنوائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں ڈالنے کا فیصلہ فرمادیں گے۔ (اَلْاَمَانُ وَالْحَفِیْظُ)

مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں

کسی کی عزت سے کھیلنا اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے، حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مومن مومن کا بھائی ہے اور تم زیادہ سے زیادہ بھائی بناؤ، اپنے

دوست بناؤ، اپنے خیر خواہ پیدا کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ انسان کے اپنے خیر خواہ اور بھائی زیادہ سے زیادہ ہوں، اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عادت شریفہ یہ ہے کہ جس بندے کے جتنے بھائی اور دوست ہوں گے اللہ تعالیٰ بھی اسی لحاظ سے فیصلہ فرمائیں گے اور قیامت کے دن ان بھائیوں اور دوستوں کے درمیان اس بندے کو رسوا نہیں فرمائیں گے۔

ستاری کا معاملہ

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ اپنے دربار میں کھڑا کریں گے اور اس کے ساتھ ستّاری کا معاملہ فرمائیں گے، پردے کے پیچھے سے بلا کر اس سے فرمائیں گے کہ اے میرے بندے! تو نے فلاں گناہ کیا تھا؟ وہ کہے گا کہ ہاں بے شک میں نے کیا تھا، پھر ارشاد ہوگا کہ تو نے فلاں گناہ کیا تھا؟ وہ کہے گا کہ ہاں میں نے کیا تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ زندگی کے سارے گناہ گنوادیں گے، اب وہ سوچے گا کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت نہیں فرمائیں گے کیوں کہ سارے گناہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہیں اور ساری خطائیں مجھ سے گنوالی ہیں اور میں نے اپنے تمام گناہوں کا اقرار بھی کرلیا ہے اب میری مغفرت کیسے ہوسکتی ہے؟

لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی کریم ہے کہ ارشاد فرمائیں گے کہ اے میرے بندے میں نے دنیا میں تیرے ان تمام عیوب پر پردہ ڈال دیا تھا اور کبھی لوگوں پر ان عیوب کو ظاہر نہیں کیا ہے، آج قیامت کے دن بھی میں کسی عیب کو ظاہر نہیں کروں گا اور اپنی رحمت سے تیری مغفرت کردوں گا، یہ اللہ تعالیٰ کی عادت شریفہ ہے۔

بندوں پر رحمت کی نظر

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے بہت خوش ہوتے ہیں جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ (دسترخوان پر بیٹھ کر) کھانا کھائے، اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو رحمت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور فرشتوں کے سامنے فخر کے طور پر فرماتے ہیں دیکھو اپنے گھر والوں کے ساتھ کس محبت سے کھانا کھا رہا ہے، یعنی گھر والوں میں اتفاق ہو، بستی والوں میں اتفاق ہو، محلے والوں میں اتفاق ہو، خاندان اور قبیلے والوں میں اتفاق ہو یہ اتفاق واتحاد اور الفت اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے، حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ جو ایک ساتھ دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھائیں اللہ تعالیٰ مغفرت فرما دیتے ہیں کہ ابھی دسترخوان سے اٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ مغفرت ہوگئی، اسی لئے حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے بچوں کے ساتھ اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ مل کر کھانا کھاؤ یہ صرف کھانے تک ہی محدود نہیں بلکہ مل کر رہنا، مل کر کام کرنا، مل کر قوم وملت کی خدمت کرنا یہ اللہ تعالیٰ کو کتنا پسند ہے اندازہ لگائیے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مومن اور مسلمان بھائی کے ساتھ محبت سے پیش آئے اللہ تعالیٰ اس سے ستّر درجے محبت فرماتے ہیں ارشاد فرمایا جو اپنے بھائی کی برائی کرتا ہے، اس کو ذلیل سمجھتا ہے اور اس کے گناہوں کو اس کے عیوب کو لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے بندوں سے رُخ پھیر لیتے ہیں اس پر اپنی رحمتیں نازل نہیں فرماتے۔

حسن سلوک کی فضیلت

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے اس کے گھر اللہ تعالیٰ دس فرشتوں کو مقرر فرما دیتے ہیں اور وہ فرشتے ایک

سال تک اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ایک سال گذر جاتا ہے تو ایک سال تک فرشتوں نے جتنا بھی پڑھا ہے، اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی ہے اور اس پر فرشتوں کو جتنا بھی ثواب ہوا ہے وہ تمام کا تمام اللہ تعالیٰ اس گھر والے کے نامہ اعمال میں شامل فرما دیں گے اور ارشاد فرمائیں گے اے میرے بندے میں تجھ کو ذلیل نہیں کروں گا بلکہ جس طرح تیرے ساتھ میں نے دنیا میں ستاری کا معاملہ کیا آج بھی وہی معاملہ کرتا ہوں، پھر اس کو اپنی رحمت سے بخش دیں گے۔

بایزید کی حکایت

دوستو! ہم تو انسان ہیں، حیوانوں سے متعلق فرید الدین عطارؒ نے انوار الازکیا میں لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ جنگل سے گذر رہے تھے کہ ایک شیر آپ کے سامنے آیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی بات سمجھنے کی بایزید بسطامیؒ کو صلاحیت عطا فرمائی، آپ نے پوچھا اے درندے تو کہاں جا رہا ہے؟ اس شیر نے کہا میں ملک شام جا رہا ہوں، حضرت بایزید بسطامیؒ نے دریافت فرمایا وہاں جا کر کیا کرے گا؟ شیر نے کہا کہ وہاں میرا ایک بھائی ہے میں اس سے ملنے کے لئے جا رہا ہوں، بایزید بسطامیؒ نے فرمایا اتنی دور بھائی سے ملنے کے لئے؟ اس نے کہا کہ کیا آپ کو یاد نہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے بھائی سے ملنے کے لئے سفر کرنا عبادت ہے اور جب وہ اپنے بھائی سے ملنے کے لئے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کے طفیل اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰه! یہ جانور کی بات ہے ہم تو انسان ہیں، ہم اپنے مفادات کے لئے کتنے خود غرض بن گئے، اپنے فائدے کی خاطر کتنے بے ضمیر بن گئے، ایک دوسرے کو رسوا کرنا اور ایک دوسرے کی عزت سے کھیلنا اور ایک دوسرے کو ذلیل کرنا ہم نے زندگی کا نصب العین بنا لیا ہے،

وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کی تفسیر میں علماء کرام ارشاد فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑو، اللہ کی رحمت اور مغفرت کی طرف دوڑو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ آسمان کے درمیان جتنا بھی خلا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مقابلے میں ہیچ ہے، اللہ تعالیٰ رحم کرنے والے ہیں ارحم الراحمین ہیں، ستار اور غفار ہیں، جب کوئی بندہ گناہ کر کے تائب ہوتا ہے اور مغفرت طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے بخش دیتے ہیں۔

عاجزی اور انکساری

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر انسان گناہ نہ کرے نیکیاں ہی کرتا رہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق کو پیدا فرمادیں کہ جو گناہ کر کے توبہ کر لے، یعنی اللہ تعالیٰ بندے کی عاجزی اور انکساری دیکھنا چاہتے ہیں اور بندے کی گردن جھکی ہوئی دیکھنا چاہتے ہیں۔

دوستو! دنیا میں کوئی آدمی ایسا نہیں جس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو، سوائے انبیاء کرامؑ کے، ان کی ذات تو معصوم ہے ان سے کوئی گناہ نہیں ہوتا، البتہ انبیاء کرامؑ کے علاوہ جتنے بھی لوگ ہیں یہاں تک کہ قطب، ابدال اور بڑے بڑے اولیاء اللہ سے بھی گناہ ہوسکتا ہے ان میں سے کوئی بھی معصوم نہیں ہوتا، البتہ اللہ کے نیک بندوں سے اگر کوئی گناہ ہوجاتا ہے تو فوراً اللہ کی بارگاہ میں توبہ کر لیتے ہیں۔

ایک زانیہ کی مغفرت

واقعات میں ہے ایک عورت اپنے گھر میں رہتی تھی، اس کا شوہر کہیں باہر گیا ہوا تھا اس کے جذبات قابو میں نہیں رہے اور اس نے ایک دوسرے آدمی سے ناجائز تعلقات بنالئے، پڑوس میں دوسری عورت رہتی تھی وہ اس کو دیکھتی تھی، آتے

ہوئے بھی دیکھتی اور جاتے ہوئے بھی دیکھا کرتی تھی اور گندہ کپڑا جو باہر پھینک دیا جاتا وہ پڑوسن اٹھا کر ایک گھڑے میں جمع کر لیتی تھی یہاں تک کہ وہ گھڑا ابھر گیا اس کا شوہر بھی آگیا، پڑوسی عورت نے اس کے شوہر سے کہا تمہاری عورت خائن ہے، بدکار ہے، اس نے تمہاری امانت میں خیانت کی ہے، اس کے شوہر کو بڑا دکھ ہوا اس نے عورت کی پٹائی کی اور اس کو ذلیل کیا، اس عورت نے کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی مانگی کہ اے اللہ واقعی مجھ سے غلطی ہوگئی ہے اے اللہ مجھ سے گناہ ہوگیا ہے میں آپ کی بارگاہ میں معافی مانگتی ہوں، روایت میں آتا ہے کہ جب اس عورت کا انتقال ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے اس زانیہ عورت کو جنت میں داخل فرمادیا، اور پڑوسن جس نے اس عورت کے شوہر سے شکایت کی تھی اور جو اس کے گناہوں کو شمار کر رہی تھی (اس نے توبہ نہیں کی تھی) اللہ تعالیٰ نے اس کو دوزخ میں ڈال دیا، اس لئے کہ اس نے اپنی بہن کے گناہوں سے پردہ اٹھایا تا کہ اس کو ذلت اور رسوائی ہو۔

ہر حال میں اللہ سے ڈرے

اس لئے دوستو! کہا جاتا ہے کہ جو گناہ کرتا ہے وہ بھی اور جو گناہ نہیں کرتا وہ بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا ہر بندے کو حق ہے دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں جو یہ کہہ دے کہ میں نے کبھی آنکھ سے کوئی گناہ نہیں کیا یا کان سے کوئی گناہ نہیں ہوا، آدمی کی خاصیت ہے کہ جب وہ گناہ کرتا ہے تو اس کو اپنا گناہ نظر نہیں آتا اور جب وہی گناہ دوسرا کرتا ہے تو بہت جلد نظر میں آجاتا ہے۔

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں

دوستو! اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اپنا محبوب بنالے اور جس کو چاہے اپنے در سے دھتکار دے، اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے وہ مختارِ کل ہے، ہم شرابی کو شرابی کہیں،

اس کے عیب کو دیکھیں، اس کو ذلیل سمجھیں، اس کو رسوا کریں یہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، اللہ تعالیٰ کو تو یہ پسند ہے کہ بندہ سے گناہ ہوجائے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روئے اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ کہ اے نبی آپ فرما دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی تعریف لکھنے کے لئے تمام سمندر کو روشنائی بنادی جائے تو سمندر خالی ہوجائے گا مگر اللہ تعالیٰ کی تعریف ختم نہیں ہوسکتی، یعنی ان تعریفی کلمات کے ختم ہونے سے پہلے سمندر خالی ہوجائے گا اور اگر تمام درختوں کو کاٹ کر ان کے قلم بنائے جائیں تو وہ تمام درخت ختم ہوجائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی تعریف ختم نہیں ہوگی، تعریف کے قابل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے کوئی نیک کام کرلیا اور ہم بہت اچھے ہوگئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کو امام غزالیؒ نے کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ آدمی جب کوئی نیک کام کرتا ہے تو شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے اور اس کے دل میں بار بار وسوسہ ڈالتا ہے کہ ذرا بولو اور لوگوں سے کہو کہ میں نے آج فلاں نیک کام کیا ہے تم اپنی نیکی کو کیوں چھپا رہے ہو؟ یہاں تک کہ وہ آدمی ظاہر کردیتا ہے تو شیطان کہتا ہے شاباش تو نے اپنے نیک کام کو ظاہر کردیا اب تیری مجھے کوئی فکر نہیں رہی کیوں کہ اس نیکی پر تجھے کوئی اجر نہیں ملے گا۔

دوستو! ہمارے نیک کام بھی ایسے ہیں، جو برے کام ہیں وہ تو ہیں ہی، ہمیں اپنی بداعمالیوں پر رونا چاہئے، نیک کاموں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے، دوسروں کے عیوب کی پردہ پوشی کرنے کی اور خواہ مخواہ ذلیل اور رسوا کرنے سے بچنے کی اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

بحمد اللہ تعالیٰ

خطبات رحیمی کی جلد سوم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

حضرت حبیب الامت کی دیگر کتب

۱	انوار السالکین	
۲	سفرنامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۳	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	اول، دوم (اردو)
۶	خطباتِ حبان برائے دختران اسلام	دس جلدیں
۷	طالبات تقریر کیسے کریں	دس جلدیں
۸	خطباتِ رحیمی	دس جلدیں
۹	انوارِ طریقت	
۱۰	سوانح حضرت حاذق الامتؒ	
۱۱	انجمن دیندار مسلمان نہیں؟	
۱۲	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۳	تصوف کی حقیقت	
۱۴	مفتاح الصلوٰۃ	
۱۵	خطباتِ رمضان المبارک	اول، دوم
۱۶	اسرارِ طریقت	(زیرِ طبع)
۱۷	تفسیری خطبات	
۱۸	مجالسِ رحیمی	

☆☆☆